تحفۂ جوہری

طبع زاد شاعر نازک خیال لالہ مکند لعل صاحب المتخلص بہ جوہری

ساکن قصبۂ کاکوری ضلع لکھنؤ نائب مددگار مہتمم بندوبست سرکار عالی

باہتمام

منشی سلام اللہ صاحب مہتمم مطبع افسر المطالع

در مطبع فیض الکریم حیدرآباد دکن

سنہ ۱۳۱۶ھ

شبیہہ مکند لعل نائب مددگار مہتمم بندوبست ریاست

سرکار عالی نظام دکن رئیس قصبہ کاکوری

ضلع لکھنؤ ملک اودھ

مصنف مجموعہ ہذا

تحفۂ جوہری

طبع زاد شاعر نازک خیال لالہ مکند لعل صاحب المتخلص بہ جوہری

ساکن قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ نائب مددگار مہتمم بندوبست سرکار عالی

باہتمام

منشی سلام اللہ صاحب مہتمم مطبع افسر المطابع

در مطبع فیض الکریم حیدرآباد دکن

۱۳۱۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلم کو حمد باری سے ملا پھل وحی طوبی کا — مری ہر بیت نے پایا ہی پایہ عرش اعلی کا

لب جان بخش پر مہر نبوت خال کو سمجھے — ہوا اب مصطفی کا عشق تھا پہلے جو عیسی کا

ہوا حسن بتان ہمکو ذریعہ حق شناسی کا — لگایا ہمنے صنعت سے پتا صناع یکتا کا

جو تجھپر مرتے ہین وہ زندۂ جاوید ہوتے ہین — ترا تو اک کرشمہ ہے جو تھا اعجاز عیسی کا

صدف کے قطرہ ہائی دُر مین ہی تنویر قدرت کے — جو آنکھین ہون تو دیکھو لو ہر قطرہ مین دریا کا

تمہارے حسن مین ہم نور حق ہین دیکھنے والے — وہ چھوڑو لن ترانی بھول جا وعہد موسی کا

مہ و خورشید و انجم سے کیا پر نور گھر اپنا — زمین کوئی جا تان کا اوڑایا چرخ نے خاکا

چھپایا خوشہ ہائی تاک کو پردہ مین گو لیکن — نہ چھوڑا دختر رز کو کسی میکش نے جب تاکا

عبث پھرتا ہے گردون ظرف گل کی چرخ کیصورت — بنایا جام مے کا خاک سے میرے نہ اک خاکا

ملا تھا جوہری موسی کو کوہ طور کا سر

نہ آیا جب نظر مین اون کے جلوہ روئے زیبا کا

کلہہ شب کو جو اُس رخ کے مقابل نظر آیا
ناقص مہ نو سے مہ کامل نظر آیا

ہر بزم مین وہ زینت محفل نظر آیا
ہی سب سے جدا سب مین وہ شامل نظر آیا

بے صبر و خرد کاہل و غافل نظر آیا
یہہ دل مرا ہر نقص مین کامل نظر آیا

موزون نہ ہوا مصرعہ قامت کے برابر
یہہ مصرعہ شمشاد تو مہمل نظر آیا

ایکدم مین کیا قہر تری تیغ نگہ نے
بیجان کوئی زخمی کوئی بسمل نظر آیا

سب رنج و غم و درد دیا دلکو خدا نے
صد شکر کہ وہ اسکے بھی قابل نظر آیا

ہوش و خرد و تاب و توان عشق سے کھوکے
ثابت قدم اس راہ مین یکدل نظر آیا

مجبور ہوئی رنج سے ہم مر گئے آخر
آسان بھی اس عشق مین مشکل نظر آیا

اس عشق کے منزل مین ہوا سنگ رہ آخر
جو سنگ نشان بر سر منزل نظر آیا

شمشیر نگہہ سے ہوا دل سینہ مین زخمی
قاتل ہی نظر آیا نہ بسمل نظر آیا

ہر ایک تعلق سے جو تھا جوہری آزاد
وہ عشق سے پابند سلاسل نظر آیا

دلکو اولجھاتی رہی کاکل پیچان کیا کیا
رات دیکھا کئے ہم خواب پریشان کیا کیا

ناگنی زلف کے مارے ہین مسلمان کیا کیا
کافر عشق بنے صاحب ایمان کیا کیا

مر گئے لیکے گئے سینہ مین ارمان کیا کیا
حسرتو نسے ہی بھری گور غریبان کیا کیا

خاک مین حیف ملی حشمت شاہان کیا کیا
اہل سامان ہوئے یان بے سر و سامان کیا کیا

آج گھر مین مرے آئے ہین سخندان کیا کیا
ناتوان ہو کے یہان ہین سلیمان کیا کیا

ابر ہو باغ ہو ویرمین ہو پری شیشہ مین
دیکھو ہین اس دل دیوانے کو ارمان کیا کیا

بیحساب اپنے گنہ ہین تو نہین بیم حساب
کوئی دیکھیگا مرے دفتر عصیان کیا کیا

کیون نہ مین نوح کے طوفان کو کہانی سمجھون
مجھکو دکھلائی ہین ان آنکھون نے طوفان کیا کیا

آبلے پانون پڑے دشت سے آنے نہ دیا
الجھے دامن سے مرے خار مغیلان کیا کیا

اے خزان تونے یہہ کیون کھوئی بہار گلشن
چہچہے کرتے تھے یہان مرغ خوش الحان کیا کیا

لے لیا بوسہ خطا کی کرو تقصیر معاف
بخش دیتا ہی خدا بندہ کی عصیان کیا کیا

شدت نزع گئی سر سے سبکدوش کیا
میری گردن پہ ہین اوس تیغ کی احسان کیا کیا

چاہ تجھسے ہے نظر مین کبھی چاہ کنعان
کنوے جھکوائیگا یہ خال زنخدان کیا کیا

حسن کب چھپتا ہے آخر سر بازار آیا
چاہ مین چھپ کے رہا یوسف کنعان کیا کیا

دام مین اونکے نہ یہہ طائر وحشی آیا
دلکو الجھاتی رہی تار گریبان کیا کیا

وعدے سے وصل کے بھی کم نہ ہوئی دلکی تپش
درد بڑہتا گیا کرتے رہے درمان کیا کیا

حور و غلمان و پری مین وہ کہان ناز و ادا
دلربا ہوتی ہین یہ حضرت انسان کیا کیا

جوہری دیدہ تر کا جو اشارہ ہوجائے
ابر کا کام کرے گوشہ دامان کیا کیا

آج بے پردہ جو وہ مہر منور نکلا
پردۂ ابر مین چھپکر مہ انور نکلا

قامت یار قیامت سے بھی بڑھکر نکلا
چشم بد دور غضب فتنہ محشر نکلا

ظلم پر ظلم سہی اُف نہ نکالا مُنہ سے
دل جسے سمجھے تھے وہ سینہ مین پتھر نکلا

ہو سکا پھر نہ حساب ورگنہہ گارونکا
حشر مین میرے گنا ہونکا جو دفتر نکلا

خانۂ چشم ہوا اشک سے سیلاب مین غرق
گھر کو برباد کیا طفل یہ ابتر نکلا

سبزۂ آغاز ہوا حسن بڑھا عارض کا
خط یہہ نکلا ہے کہ آئینہ مین جوہر نکلا

وصف لعل لب شیرین کے بندہی ہین مضمون
شعر مین فی الحقہ قند مکرر نکلا

باعث کُربت غُربت ہین یہی دانہ و آب
آب و دانہ کے سبب سے گوہر نکلا

تیرے آنے سے ہوی بزم حسینان برہم
تارے چھپ جائین نکیون جب شہ خاور نکلا

حال دل اسنکے شب وصل مین جب کہنے لگے
نیند کسطرح پڑیگی جو یہہ دفتر نکلا

بت کا بندہ ہوا کی پیر مغان کی بیعت
جوہری کعبہ سے کیا دل مین سمجھکر نکلا

بوسہ دینے مین نہ شرمائے گا
ایک دیجئے گا تو دس پائے گا

اپنے عاشق کو نہ ترسائے گا
حشر مین حق سے جزا پائے گا

میرے رونے کی جھڑی دیکھہ تو لو
عین بارش مین کہان جائے گا

دل مین دفتر مین شکایت کے بھرے
مُنہ مرا آپ نہ کھلوائے گا

منظر آئیگا تمہارا ہم شکل
آئینہ دیکھہ کے شرمائے گا

ایک بوسے کے عوض مین دس لو
اس خفا ہونے سے کیا پائے گا

قطعہ

کوئی یہہ حضرت ناصح سے کہو
مجھکو سمجھانے سے کیا پائے گا

یہ تو سمجھو کہ نہ سمجھے جو کوئی | آپ کیا پھر اوسے سمجھائیے گا
کرتے ہیں اون سے جو بوسہ کا سوال | کہتے ہیں جائیے پھر آئیے گا
باوفا ہمسا ملے گا نہ کوئی | ہم کہے دیتے ہیں پچھتائیے گا

جوہری آنکھیں ہیں آہوے ختن
عشق میں اون کے خطا پائیے گا

ہوا اکسدرجہ زور ضعف سے لاغر بدن اپنا | مناسب ہے کہ ہو موزوں نالوان مع گورکن اپنا
رہے ملبوس ارمان بیابانسے بدن اپنا | یہی ہے پیرہن اپنا یہی ہو پھر کفن اپنا
بتائیں ہم صفیرو کیا نشیمن کیا وطن اپنا | قفس ہے بیت الحزن اپنا قفس ہی ہے چمن اپنا
دل و جان میں یہاں سبزہ خط کی کیا غارت | جسے ہم خضر سمجھے تھے ہوا وہ راہزن اپنا
عنایت ہوتے ہیں بوسے ہمیں رخسار کے لب کے | ہوا ہے زیر فرمان ب حلب یمن اپنا
اگرچہ چھیڑ دو رفتار سے کیوں قتل کرتے ہو | خدا کیواسطے ہاتھوں سنبھالو کچھ چلن اپنا
نگاہ لطف کی کسکو توقع چشم جادو سے | خطا ہی عین گر سمجھو یہ آہوئی ختن اپنا
نشان ہو گئے کمر کا نافے پایا تو کیا پایا | ہوا میں بھی گرہ کا باندھنا ہی یہ سخن اپنا
رہے آباد میخانہ ہماری تو دعا یہ ہے | بسائیں دیر و کعبہ جاکے شیخ و برہمن اپنا

بہلتا ہے دل بیتاب اپنا جوہری کچھ دم
نہیں امید تحسین پر یہ کچھ شعر و سخن اپنا

حشر برپا نہ کرے یہ دل نالان اپنا | لائے طوفان نہ کہیں دیدہ گریان اپنا

نہ سہی گر ہی نہین ایک گلستان اپنا
کوہسار اپنا ہی دشت اپنا بیابان اپنا

تو بھی بیدین ہو چھوڑتا ہی جو رندی ہمسے
میکشی واعظ نافہم ہے ایمان اپنا

لخت دل خون جگر کھاتا ہے گر غم کیا غم
یہ بھی ہے ہجر مین دو روز کا مہمان اپنا

پیرہن کا ہی ہر ایک تار جنون سے نشتر
تنگ جامہ سے نہ کیون ہو تن عریان اپنا

باغبان بلبل گلشن ہے تو کیا غم ہے مجھے
دل کے بہلانے کو کیا کم ہی بیابان اپنا

عشق کی لے نہ خبر خرچکی بنیاد ہے کیا
دم مین آہون سے جلا دے دل سوزان اپنا

کھدو آتا ہی کوئی آبلہ پا صحرا مین
تیز رکھین سر ہر خار مغیلان اپنا

انس نے وحشیون کے دشت سے آنے دیا
خار صحرا سے غضب ہے الجھتا ہی دامان اپنا

باغمین دشت مین کہسار مین پھر پھر کے تھکا
جا کے بہلاؤن مین کس جا دل نادان اپنا

روبرو اوس رخ روشن کے پھر آئے کھدو
داغ عارض کا تو دھو دے مہ تابان اپنا

مرض عشق کے تشخیص مین سودا ہی اوسے
کہو عیسیٰ سے کرے پہلے تو درمان اپنا

اشکریزان ہون کبھی گاہ لہو روتا ہون
لعل و گوہر سے بھرا رہتا ہی دامان اپنا

مصحف رخ ہی یہان آٹھ پہر زیر نظر
رکھے زاہد سے کہو طاق پہ قران اپنا

عشق نے اوس بت کافر کے غضب گھیرا ہے
جوہری اب تو خدا ہی ہے نگہبان اپنا

گر نہ اوسکے رخ انور سے مقابل ہوتا
نقص سے ابنجم خجل کیون مہ کامل ہوتا

گر تری قامت موزون کے مقابل ہوتا
مصرعہ سرو چمن مصرعہ مہمل ہوتا

رنگ مین رندون کے گر شیخ بہی شامل ہوتا
بزم میخوارون مین وہ زینت محفل ہوتا

گردم نزع جو میرے سامنے قاتل ہوتا
چہوٹنا جان کا مشکل سے نہ مشکل ہوتا

میرے کہنے مین جو ایجان مرا دل ہوتا
غمکدہ دل نہ جگر داغون کے منزل ہوتا

عشق سے قامت دلجو کے جو ہوتا آزاد
پابون شمشاد کا گلشن مین نہ در گل ہوتا

دید لیلی کے لئے قیس کا تہا کون رقیب
مانع دید نہ گر پردۂ محمل ہوتا

مشکل پروانہ جو ضبط غم الفت کرتے
شمع کا سوز عیان کیون سر محفل ہوتا

گر نظر پہیر کے پہر ہاتھ لگاتے جاتے
مبتلا نزع کی کربت مین نہ بسمل ہوتا

سخت جانی سے مجہی جان کا دینا تہا سہل
پر یہ مشکل بہی کہ آسان بہی مشکل ہوتا

سلسلہ زلف مسلسل سے نہ ہوتا جو مجھے
مشکل دیوانہ نہ پابند سلاسل ہوتا

باغ سے باغ گلگون جو چلے آتے تم
خندۂ غنچۂ گل شور عنادل ہوتا

جوہری فکر سے خالی نہین دنیا مین کوئی
ہم بدل لیتی جو بیفکر کوئی دل ہوتا

کاٹ ابرو کا بہت ہے اور کم شمشیر کا
اوسکے ایک ایک بال سے پیدا ہی دم شمشیر کا

سمجھے محراب عبادت ہین جو خم شمشیر کا
ہے شہیدونکو نیا دیر و حرم شمشیر کا

گر روانی ہو تو ہی پہیر کرم شمشیر کا
ہائے رک جاتا گلے پر ہی ستم شمشیر کا

زندہ جاوید ہوتے ہین جو ہوتے ہین شہید
تیرے عاشق اس لئے بہرتے ہین دم شمشیر کا

مرگ مین اور سخت جانی مین غضب جہگڑے ہین
فیصلہ ہو درمیان ہو گر قدم شمشیر کا

عید مین ملنے کو ابرو کے اشارہ ہے کہا
ہے ہلال عید سے حق مین خم شمشیر کا

تھا خیال ابرو کا ہمنے جان دی اک وار مین
رہگیا مقتل مین ہے آقاتل بھرم شمشیر کا

سخت جانی کی ندامت سے نہین دکھلاتے ہم
خم نہو جائے کہین ہے مجکو غم شمشیر کا

اشتیاق قتل مین قاتل ہوئے جاتی ہین ہم
ہے دم جان بخش عیسیٰ ہمکو دم شمشیر کا

آبرو اوسکی ہو مقتل مین بہا دار اوسکو ہو
خون سے میرا اگر ہو جسم نم شمشیر کا

زندگی جاودان ہے آب حیوان ہے مجھے
حلق مین اغیار کے پانی ہو سم شمشیر کا

گر ہنر کوئی کسی مین ہو تو ہوتا ہی عیان
ہے تن شمشیر پر جوہر رقم شمشیر کا

عشق ابرو مین کٹی ہے عمر اپنی جوہری
ہر طرح سے کیون ہو مضمون رقم شمشیر کا

نقد جان بھی ہے بہا کم سے کم شمشیر کا
ہو سکے کیا مول دینار و درم شمشیر کا

چلتے چلتے اوسکے چل جاتی ہے ایک عالم پہ تیغ
چال مین اوسکے چلن ہے ہر قدم شمشیر کا

دیکھنے والے ہین ابرو صنم کی جنبشین
اپنے آنکھون مین سمائے کیا حشم شمشیر کا

سامنے رکھ لیتے ہین تصویر ابروی صنم
بیٹھتے ہین جبکہ لکھنے وصف ہم شمشیر کا

ہے یقینی اب سبکدوشی مجھے سر سے ملی
ہو گیا گردن سے قول و قسم شمشیر کا

یہ مسیحا ہے وہ عزرائیل عاشق کے لئے
ملک ہستی ہے لہو نکا اور عدم شمشیر کا

وہ اگر رک جائے یہ رکتی نہین کاٹے بین
خوف ابرو کا فزون ہے اور کم شمشیر کا

جوہری تیغ زبان کے اپنے جوہر کیا کہین

ہند مین تو ہو گیا ہے بند دم شمشیر کا

لکھ چکا مضمون ہر ایک آب قلم شمشیر کا
ہو ردیف اور قافیہ اب یکقلم شمشیر کا

گر بُرائی ہو بُرون سے تو برا کہتے نہین
وصف مین داخل ہے سر کرنا قلم شمشیر کا

وصف مژگان لکھنے کو خامہ سنانکا چاہئے
واسطے ابرو کے زیبا ہے قلم شمشیر کا

ہے شہیدونمین سر دفتر مرا تحریر نام
تا ابد جاری رہے یارب قلم شمشیر کا

دلمین تھا لکھون سراپا یاد ابرو مین مگر
لکھ گیا مضمون قلم سے یک قلم شمشیر کا

یار نبجائیگی بگڑی بھی اگر ہے سرنوشت
لوح پیشانی پہ چل جائے قلم شمشیر کا

آج بھرتی ہیں شہیدونکی لکھینگے میرا نام
صفحۂ میدان ہے کاغذ و قلم شمشیر کا

شاعرون کو اور شہونکو رب کیا ہے جوہری
اُنکو شمشیر قلم اِنکو قلم شمشیر کا

کوئی تو اودھر سے ادھر آہی جاتا
کوئی بیخبر با خبر آہی جاتا

سموہر سان و منظر آہی جاتا
کبھی تو وہ شام و سحر آہی جاتا

عبث جان دی وہ ادہر آہی جاتا
دعاون مین اپنے اثر آہی جاتا

حفاظت نہ اشکونکی تحل غم کی
جو رہتا ہرا کچھ ثمر آہی جاتا

شکنجی مین شانہ کے پڑتا جو گیسو
تو موذی یہ کچھ راہ پر آہی جاتا

بولاتی اگر آپ تو طایر دل
تڑپ کر وہ بے بال و پر آہی جاتا

میرے آہ و نالے نہ گر تھام رکھتے
تو یہ چرخ بالائے سر آہی جاتا

اگر درد دل سے تسکین کو اوٹھتا
تو عشق مجھکو یک دو پہر آہی جاتا

دم وا پسین ایکدم دم جو لیتا
تو شاید میرا نامہ بر آہی جاتا

نہال تمنا کو جڑ ہی سے کاٹا
جو رہتا تو کچھ بار و بر آہی جاتا

صبا نے میری خاک رکھی نہ رہ مین
کبھی وہ سر رہگذر آہی جاتا

کہا اس لئے درد دل کو نہ مین نے
میرے منہ کو لخت جگر آہی جاتا

نہ ظلمونکی تاب آسے بے صبر دلکو
وہ ظالم کبھی رحم پر آہی جاتا

اگر جذب دل پارسا بخت ہوتا
تو وہ خود بخود میرے گھر آہی جاتا

عبث تمکو غیرون سے بدظن کیا ہے
کبھی کچھ نہ کچھ تو نظر آہی جاتا

ان آہونسے دیوار بنتی ہے چلمن
وہ سو پردون مین بھی نظر آہی جاتا

نہ نالہ کیا زیر دیوار دل سے
صدا سنکے وہ بام پر آہی جاتا

عبث آہ و زاری مین کاٹی شب غم
دعا کرتے تو وہ قمر آہی جاتا

جو ہوتی تجھے سے جوہری چشم حق بین
تو نور حقیقت نظر آہی جاتا

ہنین جوہری کچھ دلونسے نظر مین
جو ہوتا تو پیش نظر آہی جاتا

نہ ڈر خدا کا نہ مخلوق کی برائی کا
مین معترف ہون بتونکی نوابت خدائی کا

بلائی شیخ کو بھی سے خدا خدا کرکے
یہ کفر رندون نے توڑا ہے پارسائی کا

مین سرکیف ہون ایدہر وہ ادہر بیعت [illegible]
ہی وقت دونون طرف ہمت آزمائی کا

جو پانون توڑ کے بیٹھا تو وہ ملی آکر
شکستگی نے دیا کام مومیائی کا

مین منتہی ہون نہین قیس تھا مرا ہمسر
جنون مین اوسکو تو رتبہ تھا ابتدائی کا

کمال ہوتا ہے ہر ایک کو عاجزی سے حصول
جبین پہ ماہ کے ہے داغ جبہہ سائی کا

اودہر سے تیز نگہہ کے ادہر سے آہونکی
مقابلہ یہ برابر کے ہے لڑائی کا

بُری ہر ایک کے ہوتے ہین پیرا پہلا سنتی
بہلے کو نام لیا تھا نہ آشنائی کا

جو کرتے حضرت پیر مغان سے وہ بیعت
تو عیب شیخ مین رہتا نہ خودستائی کا

نظر ہے آئینہ پر گاہ اپنے عارض پر
پھسل نہ جائے کہین پانون خودنمائی کا

وہ اپنے عکس سے بہی بدگمان ہوئے کیا کیا
مگر یہ آئینہ باعث ہوا صفائی کا

یہ ڈر ہے چرخ نہ بھر دے کدورتین غم کی
مین اپنے دل پہ کرون ناز کیا صفائی کا

کہا کسی نے کہ ہے جوہری پڑا در پر
تو ہنسکی بولے کہ وہ خوار ہے گدائی کا

دلدار دلنواز بنا دلربا بنا
اس عشق سے ہمارے وہ بت کیا سے کیا بنا

پہونچا نہ عرش پر یہ فلک بہی رہا بنا
نالہ میرا بہی واہ یہ کیا رسا بنا

مائل ہین اوس پہ سبزخطان ریاض دہر
کاہیدہ کاہ دل تھا وہ اب کہربا بنا

کس رشک مہر کا ہون مین کشتہ کہ بعد مرگ
ہر ذرہ میری خاک کا مہر سما بنا

کہتا ہون صاف مجھکو بناوٹ نہین پسند
منہ آئینہ مین تو نہ نگار و بنا بنا

آیا وہ لوٹ کر تو مجھے موت آگئی
قاصد مرے لئے یہ پیک قضا بنا

بیمارئ فراق سے مرکر ملی نجات
تونے دیا جو زہر وہ میری دوا بنا

قصر فلک اگر ہے بہت خوشنما بنا
میرے بگاڑنے کو بنایہ تو کیا بنا

کلمہ سی کدی کے در پہ پڑا تھا وہ جوہری
سنتے ہین آج کعبہ مین جا پارسا بنا

شام سے وصل کے شب صبح کا کھٹکا کیسا
آج کی عیش مین اندیشۂ فردا کیسا

خیر ہو دل کی نہین اوسکی خبر مدت سے
خود بخود آج کلیجہ کو ہے دھڑکا کیسا

ایک ہی عاشق جانباز نہ پھر مر کے جیا
تمکو ہی اپنی مسیحائی پہ دعوی کیسا

ہے سرافراز ہر ایک نخل سے وہ گلشن مین
سرو کیا جانے کہ ہے قامت رعنا کیسا

کیون نہین آتے ہوا ایک مہینہ کہ آج ہی کا عزم
شرم کسکی ہے حیا کیسی ہے پردہ کیسا

رنگت نار ہے گل کو تو چمن کو گل پر
کبر و نخوت کا ہے اس باغ مین چرچا کیسا

صبح تک وہ جو نہ آئے گا تو خود دیکھیگی جان
سوت کا شام ہی سے ہے تقاضا کیسا

عاشق عارض جانان ہی بہلتے ہین کہین
رات دن یہ مہ و خور دیتے ہین دہوکا کیسا

رنگ مے اوسمین ہو صورت مینا دل ہے
اور کیا جانین کہ ہے شیشہ و صہبا کیسا

یاس کے پھول تو حسرت کے لگے پھل بار
دل مین سر سبز ہوا نخل تمنا کیسا

سنتے ہین جوہری رند سے الفت ہے اسے
میکدہ چھٹ گیا کعبہ و کلیسا کیسا

ہمنے شوق قتل مین خنجر پہ جب سر رکھدیا
واے حسرت ہاتھ سے ظالم نے خنجر رکھدیا

بار بیداد بتان خالق نے دلپر رکھدیا
کیون نہ جائے دل مرے سینہ مین پتھر رکھدیا

نور رنج و غم جگر مین داغ دلپر رکھدیا
عشق نے ایک ایک چراغ اپنا گھر گھر رکھدیا

دیر مین تب اور حرم مین سنگ اسود تھی ہو
ہمنے سنگ آستان یار پر سر رکھدیا

سایۂ قامت پڑا جس جا چمن مین جم گیا
نام اوسکا راستیار دن نے صنوبر رکھدیا

حق نے دنیا مین بنایا ایک کا ہمسر ہی ایک
جب نے سمجھا آئنہ پیش سکندر رکھدیا

جب ہوا سنگ ستم سے گوہر دل چور چور
سنگریزون سے ہی کم گر گنج گوہر رکھدیا

اسکا یہ مطلب قاصد کے نہین ہی خیریت
خط مین انجو اوسنے ایک بال کبوتر رکھدیا

حشر کے دن لمین تھین کیا کیا بیان جی حشر مین
قفل خاموشی یہ کسنی میرے سینہ پر رکھدیا

جم سے برتر اور سکندر سے فزون سمجھا او سے
جس نے میرے سامنے شیشہ و ساغر رکھدیا

حال غم جب کہنی بیٹھا مین تو مجھسے بول اوٹھے
تمنے تو ایک کھولکر دفتر کا دفتر رکھدیا

دولت دنیا سے مستغنی کیا ہے عشق نے
سینہ مین داغون سے ایک گنجینہ زر رکھدیا

کسطرح فریاد بیداد بتان پہونچی وہان
آسمان مین کیون نہ خالق نے کوئی در رکھدیا

جوہری ایک در پہ کیا بیٹھون نہ کیون در در پھرون
زرق کا دانہ میرا خالق نے در در رکھدیا

شب کو ساقی میرے ہونٹھون لب جانا نہ تھا
احتیاج مے نہ تھی محتاج پیمانہ نہ تھا

اب تصور سے بتون کے ایک مرقعہ بنگیا
خانۂ ویران تھا پہلے دل پریخانہ نہ تھا

اونکو اور مجکو نشہ جب تھا حسن و عشق کا
مین ہی دیوانہ نہ تھا طرز اونکا مستانہ نہ تھا

خود ہی تھا آشفتہ سر بالونکو سلجھاتا وہ کیا
دل میرا تھا آپکے زلفون مین کچھ شانہ نہ تھا

قد پہ قمری تہی گل عارض کے بلبل تھی ہمین
شمع رخ پر آپکے جب کوئی پروانہ نہ تھا

بیکسی سے ہین مرا کہتے ہین ناحق مرگیا
رنج و غم میرے ہی تو تھے کوئی بیگانہ نہ تھا

عکس سے اپنے بھی بیگانہ کا آتا تھا خیال
آینہ سے سامنا یون بے حجابانہ نہ تھا

لیچکے ہو اوسکے قیمت پہلے نقد دل میرا
تمسے بوسہ کا جو خواہان تھا گدایانہ نہ تھا

کیون وہ سودائی پھرتا لیکے سودا زلف کا
جوہری نادان نہ تھا کچھ ایسا دیوانہ نہ تھا

ہوش جاتے ہین جو یاد آتا ہے آنا دلکا
کیا کہون کسکو سناؤن مین فسانا دلکا

اب تو قصہ ہی کہانے ہے فسانا دلکا
تھا کبھی عہد جوانی مین زمانا دلکا

دل کے بہلانے کو تھا پہلے بہانا دل کا
اب تو جنجال ہے زلفون سے چھوڑانا دلکا

ہائے ہنس ہنسکے چھڑکنا وہ نمک قاتل کا
اور حسرت سے ہر ایک زخم بتانا دلکا

عرش تک نالہ مظلوم سے کانپ اٹھتا ہے
یاد رکھو کہ برا ہے یہ دکھانا دل کا

دیکھو کس طرح سے کرلیتا ہے دلمین بی گھر
ایک نیا شعبدہ ہے دلمین سمانا دلکا

گرچہ اس خاک سے ہر دانہ کی ہے نشو نما
خاک مین ملکے ہوا سبز نہ دانا دل کا

اسکے آنے سے نہ رحت ہے نہ جانے سے خوشی
باعث رنج ہے آنا ہو کہ جانا دل کا

جوہری گرچہ ہوے رمز جہان سے واقف
اسمین کیا کیا ہے یہ کچھ بھید نہ جانا دل کا

شانے سے زلف کو نہ چڑھاتی تو خوب تھا
سر پر ہمیں بلا نہ یہ لاتے تو خوب تھا

ایسا وسیع دلکو بناتے تو خوب تھا
دنیا کے غم سب اسمیں سماتے تو خوب تھا

اظہار سب برائیاں کرتا ہے روبرو
اس آینہ کو منہ نہ لگاتے تو خوب تھا

ہے بال سے کمر او سے ہی بار سے لچک
زلفوں کو اسقدر نہ بڑھاتے تو خوب تھا

معشوق او نہیں بنا کے جفا کار کر دیا
انداز ناز او نہیں نہ سکھاتے تو خوب تھا

رو رو کے سیل اشک بہایا تو کیا کیا
سوز دروں کو اپنے بجھاتے تو خوب تھا

مین سو گیا ہون خلق کو مرنے کا ہے یقین
ٹھوکر سے مجھکو آکے جگاتے تو خوب تھا

ایک شمع کیا جلی جلے پروانے سیکڑوں
دل ہی کو میرے کاش جلاتے تو خوب تھا

نفرت ہے انقلاب مہ و آفتاب سے
تم صبح و شام منہ کو دکھاتے تو خوب تھا

خنجر کے زخم کھا کے ہوئی مجھکو تشنگی
پیاس آب تیغ سے جو بجھاتے تو خوب تھا

ہنس ہنس کے باتوں باتوں میرا غم غلط کیا
احوال غم نہ اونکو سناتے تو خوب تھا

تھا وہ دبا دبایا کیا بیقرار کیوں
مرقد پہ جوہری کے نہ آتے تو خوب تھا

کس خوشی سے لب ہر زخم کو خندان دیکھا
یار کے ہاتھ مین جب تیغ نمکدان دیکھا

کلہ شب میں جو وہ عارض تابان دیکھا
مشعل مہ کو چراغ تہ دامان دیکھا

سر بکف آئی کبھی اوس سے نہ ہم دبکے رہے
یار کو تیغ بکف جب سر میدان دیکھا

زلف یاد آئی تو زنجیر پڑی پانوں میں
وہن تنگ کی یاد تو زندان دیکھا

تونے دیکھا کہ سوا تیرے نہ دیکھا کوئی اور
مین نے دیکھا کہ تجھے تو نے نہ ایمان دیکھا

خال عارض کو جو کافر کہئے خود کافر ہے
کہین کافر کو بھی ہے حافظ قران دیکھا

زخم دل وہ ہے کہ مرہم نہین جسکا کوئی
درد دل وہ ہے کہ جسکا نہین درمان دیکھا

خلش خار کہین ہے، تو کہین جور خزان
جاے آرام بیابان نہ گلستان دیکھا

کوہ پر حضرت موسے تجھے کب دیکھ سکے
جسنے دیکھا ہے تیرے حسن کو پنہان دیکھا

امتحان کر چکے مر مر کے تیری الفت مین
تیرا اعجاز نہ کچھ عیسی دوران دیکھا

گاہ فرہاد بنی عشق مین تیرے کبھی قیس
کبھی کہسار پھرے گاہ بیابان دیکھا

جوہری راہ عدم مین نہین ڈر رہزن کا
جسکو دیکھا ہے یہان بے سروسامان دیکھا

وہ چورانا آنکھ اوسپر یہہ کہاوت دیکھنا
چھپ رہی ہی سات پردون مین مروت دیکھنا

ہوگئی کیا کیا ان جفاؤن سے ندامت دیکھنا
ای تجھے پیش خدا روز قیامت دیکھنا

ہے صف مژگان سے اوس سفاک کا قطعی یہ حکم
آنے پائے اب نہ آنکھون مین مروت دیکھنا

صاف یکتائی کا دعوے آپ کھل جائیگا
آئینہ خانہ مین جا کر اپنی صورت دیکھنا

ہمکشتی بت پرستی کے ہین ذاکر وعظ مین
شیخ کی با علم و دانش یہ جہالت دیکھنا

مجکو نظرون سے گرائین غیر سے آنکھین ملائین
اونکی یہ چشم مروت آدمیت دیکھنا

قتل کا شکوہ تو کیا ہو عید قربان کی خوشی
دیکھ لین میرا اگر پاس حسرت دیکھنا

ایسی بگڑی ہوش کی تھی کیون ہے مشتاق دید
سہل موسی سمجھے تھے نور حقیقت دیکھنا

وہ گئے گذری جوانی ہے ضعیفی جوہری
آ نہ جائے اب کسی پر پھر طبیعت دیکھنا

طفل اشک عارض جب آنکھوں سے نکلکر رہگیا
لڑکھڑا کر گر پڑا دو گام چلکر رہ گیا

ہائے یہ درد نہاں اٹھتا تھا اوٹھکر رہ گیا
دل ہی میں بیدرد پھر دلکو مسلکر رہ گیا

خوب مجمع کا تماشا دیکھکر پائی سزا
دل ہجوم غم سے سینہ مین کچلکر رہ گیا

درد دل یا داغ دل یا سوز دل تھا کیا تھا
دل ہی دل مین میرے دلکو کوئی ملکر رہ گیا

طی مسافت کس نے کی پہونچا نہ منزل پر کوئی
راہ الفت مین قدم ہر ایک چلکر رہ گیا

دیکھکر کیا خوش ہوا قاتل تماشا وقت ذبح
ایک فوارہ لہو کا تھا اوچھلکر رہ گیا

خنجر قاتل کا بوسہ دیکھیے لیتا تھا کون
کیون رقیب روسیہ مقتل سے ٹلکر رہ گیا

چال سیکھی اوسنے قاتل کی خرام ناز سے
کیون گلے پر خنجر فولاد چلکر رہ گیا

عشق کے قابل کوئی کب بن سکا روز ازل
ایک میرا دل ہی فقط سانچے مین ڈھلکر رہ گیا

ہمتو سمجھے تھے کہ خود ڈوبا ڈوبایا سبکو بھی
بحر الفت مین مگر دل کچھ سنبھلکر رہ گیا

بیٹھنے کی جا نہین بزم حسینان جہان
مین جہان بیٹھا برنگ شمع جلکر رہ گیا

طبع عالی کا تیرے شہرہ بہت سنتے رہے
جوہری کیون آج تصنیف یک غزل کر رہ گیا

طفل اشک آنکھوں مین سینہ سے نکلکر رہ گیا
بے طرح مچلا تھا باری کچھ مچلکر رہ گیا

سن ابھی بارہ برس کا ہی عبث اتنا غرور
ایک جہان حسن کا آئینہ ڈھلکر رہ گیا

کیا ملا صیاد کو اوسکے تڑپنے سے مزا
مرغ بسمل دست و پا کیون اپنے شلکر رہ گیا

دشت کیھو پہنچا گام اول مین تو دویم مین عدم
قیس آہ عشق مین دو گام چلکر رہ گیا

کون موقع تھا کہ لاتا عشق خوبان ساتھ مین
دلمین گھر روز ازل وہ بے محل کر رہ گیا

معرکہ مین عشق کے جانباز کب پیچھے ہٹے
ہان رقیب روسیہ خوف اجل کر رہ گیا

گھر کے اپنے ہی خبر کچھ ہی لی طفل اشک نے
سوز غم سے دل ہمارا سینہ مین جلکر رہ گیا

کعبۂ بتخانہ کی راہین تھین کیا کیا پر خطر
کوچہ جانان مین ہمارے دل سنبھل کر رہ گیا

ڈھونڈھتے ہین دلکو سینہ مین کسی پہلو نہین
کیا ہوا اندر رہے اندر کیا یہ گلکر رہ گیا

اب اسی سے سہہ رہا ہون صدمۂ دور فراق
مین عبث جیتا تیرا اقرار ٹلکر رہ گیا

دل در جانان پہ پہنچا اشک دامن مین رہا
کوئی چل نکلا کوئی کچھ دور چلکر رہ گیا

اوس پری کو بس مین اپنے کر نہ پایا جوہری
سحر افسون سیکڑون لاکھون عمل کر رہ گیا

لایا نہ خط کا میرے ادھر نامہ بر جواب
دیتے ہین ہوش و تاب و توان سب ادھر جواب

پانی مین آب سنگ مین وہ رنگ ہے کہان
دندان و لب کے کب ہین یہ لعل و گہر جواب

دم بند ہوگا اس دہن و سخن کے روبرو
کس منہ سے دینگے غنچۂ گلہای تر جواب

ہم بوسہ مانگتے ہین وہ دیتے ہین گالیان
سائل کا ہے سوال دگر اور دگر جواب

گر وہ عدم ہی یہ بھی ہے کیا لا مکان سے کم
ہے اوس دہان تنگ کا موی کمر جواب

یہان تو خدائی کرتے ہین خوف خدا نہین
روز سوال دینگے یہ بت کیا مگر جواب

سختی پہ بھی نہ چھوڑے نرمی دو دلہی — سنگ سے اس کو ہے شجر سے ثمر جواب

وہ چال اور یہ جو ان کی کہان تجھمین ہے چرخ — تا تاکہ عارضون کے ہین شمس و قمر جواب

پیری مین وہ فروغ خرد کیسے ہے جوہری
دیتی ہے لوزمہ کو نمود سحر جواب

قد سے نہ تاب لائین ہین آ کی گر شراب — خالق نے یہ بنا لی ہے بہر بشر شراب

اے شیخ تیرے کعبہ کے ہون رند معتقد — زمزم مین بھر دے ساقی کوثر گر شراب

اہل نماز ہو تو وہ پابند وقت ہو — ہمتو ہین رند پیتی ہین شام و سحر شراب

ہین اہل فیض جبہ و دستار دین جو شیخ — ہم میکدہ مین جا کے پئین بیچکر شراب

وہ رند ہین کہ ہو نہ خدا کو بھی ناگوار — کہئے تو ہم حرم مین پئین بیٹھکر شراب

ہے یہ دوا سمجھکے جو دارو پیئے اسے — آب بقا سے کم نہین رکھتی اثر شراب

کیا ہوتی شیخ جیکی فرشتون کو بھی خبر — مسجد مین ہم نے بیٹھکے پی بیشتر شراب

کیا مر کے اوسکو بادہ کوثر کے آرزو
ایجوہری ملی ہو جسے عمر بھر شراب

باغ سے ای باغبان کیسے جائے عندلیب — ہے مکان صحن چمن گلشن ہی جائے عندلیب

گر وہان دردی گلگون دیکھ پائے عندلیب — غنچہ و گل کو نہ اپنے منہہ لگائے عندلیب

حسن پہ کیسا ہے کیا ہی عشق کچھ کھلتا نہین — جامۂ گل جا کے ہی ثابت قبائے عندلیب

پھر وہی فصل خزان صیاد کا گھر او قفس — موسم گل مین تو گلچھرے اوڑائے عندلیب

لیگیا صیاد کوئی دام مین کرکے اسیر
آج گلشن مین نہین آئی صدائے عندلیب

ہائے کیا کھوئی خزان نے صحن گلشن کی بہار
آشیان زاغ و زغن کے ہین بجائے عندلیب

خار تو اغیار ہین گل بھی کچھ سنتے نہین
پھر سنے گا کون کہہ التجائے عندلیب

گل مین خندان باغ مین گریان محبوس قفس
کیون نہ روتا گلشن مین ہائے ہائے عندلیب

مرگئی ان گلون کے رنگ و بو پر جوہری
پھول تربت پر میری کہدو چڑہائے عندلیب

دام مین صیاد کے کیون ہو نہ نالان عندلیب
لیچلے گلشن سے کیا کیا دیکھیں ارمان عندلیب

ان گلون کے عشق مین لائی ہے ایمان عندلیب
برگ گل سمجھے نہ کیون اوراق قران عندلیب

پھول لالا کر بناتی ہے گلستان عندلیب
کھینچتی ہے تربت پہ میرے بار احسان عندلیب

ہم تو سناؤ آسمان کو سمجھو ایک جز کی کتاب
ختم کی تو نے نہ ایک سیر گلستان عندلیب

کیا سبق لیجائیگا شاگرد بھی استاد پر
رو برو میرے ہو کس منہ سے غزلخوان عندلیب

عشق کے غیرت اگر کچھ ہے تو صحن باغ مین
دامن گلچین سے ہو وست گریبان عندلیب

رحم کھانا چاہئے صیاد اوسکے حال پر
صحن گلشن مین ہے ایک مرغ خوش الحان عندلیب

عاشق و معشوق مین روز ازل سے کیا ہی ضد
گل ہے خندان صحن گلشن مین تو گریان عندلیب

پھر خزان کے بعد ایکدن آ جائے گی بہار
آشیان کو اپنے کیون کرتی ہے ویران عندلیب

کوئی جانان جوہری صحن چمن سے کم نہین
مجمع عشاق یہان ہے جمع ہین ہان عندلیب

کرین پیدا اسیری جان وہ جگر آب
جو آنکھین میری آہو نکا اثر آب

کمر باندہین ہمارے قتل پر آب
کہان تو یہ کہ کہتے ہین کمر آب

جلے گا ایکدن غیرو نکا گھر آب
دکھائین گے میری آہین اثر آب

رہے غیرونکی صحبت کرکے در بند
بہین گے روزن دیوار در آب

عدم مین نے کہا جھوٹھا سہی مین
دکھائین خود نہ کیون اپنی کمر آب

نہین ضد اس سے کم ہے آب خنجر
یہ جاے دوسر کائین جو سر آب

کہانی اپنی کہتے کہتے ہوی قتل
ہوا قصہ ہمارا مختصر آب

تمہین اس بخل پر بخشے خدا خلد
کہان ہے دہیان زاہد ہین کدہر آب

رکھون جور و ستم سہنے کی عادت
کرون کیا وہان بہی ہون گداگر آب

دیا دل زلف کا سودا خریدا
امید نفع مین پایا ضرر آب

جو کہیی ساتھہ کردون اپنے دلکو
اکیلی جاکے اپنے نہ گھر آب

دیا کیون دلبرون کو جانکر دل
ڑ پایا ہمنے یہ درد جگر آب

ہوی ہے آبیاری چشم تر کے
نہین پہولا پہلا غم کا شجر آب

کسیکی یاد دندان کا ہے یہ فیض
بنے یہہ اشک کب سلک گہر آب

لگا کر صندلے رنگون سے آب دل
لیا یہ مول ہمنے درد سر آب

ہوی خواہش نہ زر کی جوہری کم
بہت تو پا چکے داغ جگر آب

گلشن رضوان ہے ہمکو کوئے دوست — نخل طوبی ہے قد دلجوی دوست

استخوان ہین ترے منہ کو ہما — ہین یہ از بسکہ سگان کوی دوست

یہ شرف رکھتے ہین کب طاق حرم — سجدہ گاہ دہر ہین ابروی دوست

ہے ہر ایک گل مین بہ رنگ بو نہان — غنچہ و گل مین ہے رنگ و بوی دوست

کیون بھٹکتے پھرتے ہین دیر و حرم — منزلون ہے دور راہ کوی دوست

صبح پھر آیا نظر تعبیر مین — خواب مین دیکھا جو شب کو روی دوست

ہرن کی جسنے نہ دیکھی ہو چمک — دیکھ لے وہ چین ابروی دوست

ہیچکارہ ہین غزالان حرم — کیا ہے نسبت با سگان کوی دوست

یہان عدم سے آئے آب حشر چلے — ہے تلاش یار و جست و جوی دوست

ہے سراپا فتنہ و آشوب دہر — کیا قیامت ہی قد دلجوی دوست

باغ رضوان کی کرین کیون ہم ہوس — حور و غلمان ہین سگان کوی دوست

جوہری اپنا نہین کچھ اختیار
دل یہ اپنے آپ ہوا قابوے دوست

کیون نہ ہم کرین نالہ و ماتم شب فرقت — ہے ماہ محرم سے نہین کم شب فرقت

ہر روز ہم کرتے ہین ہم وصل کے سامان — وہ آتے نہین کرتے ہی بسر ہم شب فرقت

کیا حال میرا دیکھکے روتا ہے فلک بھی — کیون اشک نہ ٹپکے گرتی ہی شبنم شب فرقت

گن لیونگے افلاک کے سب ہم نہین ستارے — یہ کام کیا کرتے ہین اب ہم شب فرقت

خون ہو کے بہین آنکہون سے کہہ دو جگر او دل
آنے لگی کچہہ اشک ہین تہم تہم شب فرقت

دم صور کا بہرتے ہین میرے نالہ و افغان
ہے روز قیامت سے نہین کم شب فرقت

ہوش و خرد و تاب دل و جان صبر و تحمل
شب چہوڑ کے مجکو گئے یکدم شب فرقت

کیون سینہ پر غم پہ میرے سانپ نہ لوٹین
یاد آتی ہے وہ گیسوی پر خم شب فرقت

ملنے کا کیا اوسنے ہے کیا وعدہ فردا
تا صبح قیامت ہی جو قائم شب فرقت

فردائے قیامت ہی سہی کل اوس سے ملینگے
ایجوہری زندہ رہے گر ہم شب فرقت

کیا زلف مشکبار کہلے بار بار رات
یکسر کہلا تہا طبلہ مشک تتار رات

مارے گنائی گی جو تیرے انتظار رات
دکہلائیگی مصیبت روز شمار رات

آئی نظر وہ خواب مین کاہے کو بار بار رات
اس رات پر نثار کرون مین ہزار رات

رخسار سے دونو ان پہ وہ خط دونو دو زلف
ہین بخت کو میرے یہی دو روز چار رات

اونکو حجاب خواب مجہے ناز خواب ہے
لیٹی رہے وہ خواب مین بی اختیار رات

زلفین سنوارو دکہ کرو موشگافیان
ہوتے نہین ہین ایسے کہین کاروبار رات

لیل و نہار دہر سے عاشق کو کام کیا
ہو روے صاف روز تو وہ زلف تار رات

بارش سمجہکے اونکو رہا میکشی کا شغل
مین درد ہجر سے جو ہوا اشکبار رات

کچہہ خواب مین ڈرے تہے کہ غفلت مین لیٹی تہے
تہا بے سبب آپکا ایجان پیار رات

کیا ماجرا ہے چشم کہون تم سے جوہری

بہتا تھا سیل اشک سے ایک جوئبار رات

دیر و کعبہ مین بھٹکتے ہین یہ مکار عبث
کرتے ہین منزل آساں کو بھی دشوار عبث

زلف پرپیچ سے ہے اوسکو سروکار عبث
کرتے ہین منزل آساں کو بھی دشوار عبث

حسن کو کرتے ہین رسوا سر بازار عبث
بنتے سودائی ہین یوسف کے خریدار عبث

کام جان ہین وہ غرض قند کہین یا کہ نبات
شاعر ونکو لب شیرین پہ ہے تکرار عبث

پانون پھیلائے ہوئے چین سے مین سوتا تھا
کردیا خواب عدم سے مجھے بیدار عبث

مار پر زہر سے کیا کم ہے خیال گیسو
اژدہا بنتی ہے فرقت کی شب تار عبث

کہہ تو دو وعدہ وفائی نکروگے نہ سہی
کرکے انکار مجھے کرتے ہو بیزار عبث

ایک تو تیر نشانے پہ پہونچ جائے گا
ایکدم گذرے نہ یہ آہ شرربار عبث

دلکا دینا کوئی دینا ہے کہ پانا ہے کوئی
مجھکو اصرار عبث آپکو انکار عبث

غم تو میری ہے غذا رنج ہے قسمت کالکھا
رنج و غم کا مرے غم کھاتے ہین غمخوار عبث

دلکے بہلانے کو کچھ کم نہین داغوں کی بہار
جوہری جاتے ہو تم جانب گلزار عبث

دیا بوسہ دہن کا کب کیا بدنام کیا باعث
دہن اپنا کرو ثابت عبث الزام کیا باعث

مثل یہ ہے کہ جھوٹا کھاتے ہین میٹھے کی لالچ سے
ملا بوسہ دہن کا کب سنون دشنام کیا باعث

کسیکو ہو مرے دانی کسیکو مادۂ صافی
رہا ایک مین تیری محفل مین بد انجام کیا باعث

رہا اس چرخ مینائی سے مجھکو عمر بھر شکوہ
مجھے دوران سر اور ونکو دور جام کیا باعث

نہیں گر خون ناحق عاشقوں کا سر پہ گردوں کے
تو کیوں یہ رنگ خوں سے رہتا ہی صبح و شام کیا باعث

نہیں اس قصر گردوں کو قرار اک دم بھی گردش سے
پھرا کرتا ہی کیوں یہ گنبد ایام کیا باعث

مسافت عمر کی طے کر کے پائے قبر کے صدمے
سفر آخر ہی منزل کا نہیں آرام کیا باعث

جہاں میں ننگ سے ہوتے ہیں عزت نام سے شہرت
نہیں ہے جوہری کو فکر ننگ و نام کیا باعث

زوروں پہ جوش عشق تھا جب تھی جوان مزاج
وہ دل کہاں کہاں وہ طبیعت کہاں مزاج

آشنا کو کوئی کرتے نہیں انس و جان مزاج
جو تھی فلک تک آپ کا ہی مہربان مزاج

ہیں نور طور سے بھی تجھے لن ترانیاں
اللہ رے دماغ ترا الامان مزاج

کبھی ہے لامکان کبھی دکھلاتی ہے عدم
ملتا نہیں کمر کا ترے کچھ بیان مزاج

اک دن اسے گرائیں گے دکھلائیں گے زمین
اہل زمیں سے کرتا ہے یہ آسمان مزاج

جیتے تو کیا لحد پہ بھی آنے کی خو نہیں
میں مر کے کر چکا ہوں ترا امتحان مزاج

اوج و عروج حسن پہ بیجا ہے یہ غرور
دیکھی زمیں اونہوں نے جو تھے آسمان مزاج

دم بھر کبھی شگفتہ ہے پژمردہ ہے کبھی
دکھلا رہا ہے رنگ بہار و خزان مزاج

یکساں ہیں گرم و سرد و تر و خشک ہر سبب
ہے اپنی اعتدال پہ ہر دم یہاں مزاج

دل لعل کو دیا تو چڑھے ہے سر پہ اور بھی
یوسف کے پاکے کیوں نہ کرے کاروان مزاج

پالا پڑا ہے ایک مہ گردوں مزاج سے
کیا جوہری سے پوچھتے ہو مہربان مزاج

ٹھنڈی ہوا ہے جھوم کے آئی گھٹا ہے آج
ہو دور مے کہ چرخ حسد تیغ چھپا ہے آج

سنگ جفائے نو کوئی دلبر گرا ہے آج
درد کہن جو اوٹھ کے یکایک دبا ہے آج

طفلی سے ابتدائی مین کچھ حسن اور ہے
کہلتا تک جو کھیل دکھاتا تھا وہ ابدا ہے آج

آتے ہی بن پڑا یہ کشش تیر دلکی ہے
کلہ کاہ جسکو سمجھتے تھے وہ کہربا ہے آج

کلتک مسیح خضر کی خلقت مین معصوم تھے
کیون مجھپہ بے اثر وہ دوا اور دعا ہے آج

طوفان اشک سے سینہ مخالف ہے باد آہ
کشتی دل کا تیرے خدا ناخدا ہے آج

معشوقون سے تو خشکی کون تک نہ چھٹ سکی
کلتک بتان ہی ہر تھے اب بیان خدا ہے آج

پروانہ اوسکے بن گئے پروانہ جسکے تھے
اوس شعر پہ جوہری کیون اوٹھا ہے آج

دم اگر کچھ ہو تو کھولے بلبل دلگیر چونچ
کھول سکتا ہے بھلا کب طائر تصویر چونچ

یہ خروش الحانی کریگی تجھکو اے بلبل اسیر
ایکدن ٹوٹیگی یا تو نہین تیرے زنجیر چونچ

چھینے کیا آب و دانہ سے بھی ہین محروم ہم
دی ہے تو نے کس لئے اے مالک تقدیر چونچ

ضبط غم اللہ و اکبر شست پر کا دیکھنا
بن گئی تصویر کی صورت دم تکبیر چونچ

بن کے بلبل چاہتی ہے گل کرے اندھیر ہے
شمع کے منہ پر ہر ایکدم رکھتی ہے گلگیر چونچ

جوہری مضمون اعلی اوس مین کیونکر آسکین
جس زمین مین ہو ردیف ہیچ و بے توقیر چونچ

کہہ سکے اوس مسیح کو لاؤ کسی طرح
مین مر رہا ہون مجھکو بچاؤ کسی طرح

پانون کی اپنی مہندی چھٹاؤ کسی طرح
یہ عذر لنگ لے پنا شاؤ کسی طرح

مسی لبون پہ اپنی جماؤ کسیطرح
آتش کو زیر دود چھپاؤ کسیطرح

دل جل رہا ہے جان پہ بھی آنچ آنہ جائے
بیٹھے ہب لگی ہے آگ بجھاؤ کسیطرح

کہدو کہ صور پھونکین قیامت کرین بپا
مین سو گیا ہون مجھکو جگاؤ کسیطرح

کیونکہ قرار آئے قیامت کا دن ہے دور
وعدہ کو اپنے کچھہ تو گھٹاؤ کسیطرح

دھوکے سے تمسکو قصہ کہانی کے طور پر
احوال میرا انکو سناؤ کسیطرح

اے جوہری جو جان کی تم چاہتے ہو خیر
ان دلبرون سے دل نہ لگاؤ کسی طرح

دلربا حورین ہین کب اُس شوخ پرفن کیطرح
وہ کہان پائین ادا و طرز چتون کیطرح

خط ہوا غارتگری مین میرے دشمن کیطرح
لوٹتا ہے خضر مجکو پائے رہزن کیطرح

کیون نہ صحرائے محبت مین چلو مین سر کے بل
خار سے الجھی گریبان جب کہ دامن کیطرح

کر دیا ہے لاغری نے اسقدر نازک مزاج
تار بستر چبھتی ہین پہلو مین سوزن کیطرح

یا الٰہی یہ مرا دل کہ ہے کوئی طلسم
موم سان ہے نرم گاہی سخت آہن کیطرح

زاہدو کوئی صنم ہے آج کیا پیش امام
دہمن اذان کی ہے جو ناقوس برہمن کیطرح

بغض و کینہ دور دل سے کرکے یکجہتی ہے بت
حضرت زاہد کرین سجدے برہمن کیطرح

جب سے غرفہ مین نظر آیا ہے وہ پردہ نشین
چشم کو حیرت ہے دیوارونکی روزن کیطرح

آگ لگجائے اس ایسے گھر مین جائے بہار مین
دل ترا ہے سینہ مین کیا جلتا ہے گلخن کیطرح

کیون نہ یاران جہان کو جوہری سمجھون عدو
دوست کرتے ہین جفا وظلم دشمن کیطرح

جو ڑوا ہے کہین آشیان کیطرح
گرے شاخ برق طپان کیطرح

کہون حال دل قصہ خوان کیطرح
سنو شب کو تم داستان کیطرح

ہے ایک سادگی سوادا کی ادا
کہان کے ادا اور کہان کی طرح

نہ دیوار و در ہے نہ سقف وستون
مکان ہے میرا لامکان کیطرح

کیا ذبح پھر دلکو ہین دیکھتی
نکالی نئے امتحان کیطرح

یہین کہتا ہہین تم سنو حال غم
کہو تو کہون داستان کیطرح

کیا دل کا سودا تو سودا ملا
میرا سود بہی ہے زیان کیطرح

قیامت ہو برپا نکیون صور سے
ہے آواز اوسکی اذان کی طرح

ہوئے بے نشان اہل نام ونشان
مٹو نام اون سب کے نشان کی طرح

تیری چال ہے یا کہ بھونچال ہے
زمین پھرتی ہے آسمان کیطرح

جو آؤ گے آنکھون مین رکھین گے سب
رہو دلمین سینہ مین جان کیطرح

ہوے شیخ بہی صاحب فیض کیا
جو بیٹھے ہین پیر مغان کیطرح

نہین بولتے بت بنے ہو صنم
زبان بہی نہین کیا دہان کیطرح

نگہ سے اشارہ ونسی چتون سے وہ
ہلوائی آنکھ گویا زبان کیطرح

کسی ماہ کا جوہری ہی خیال

جو ٹکڑے ہین دل کی کتان کیطرح

آنکھین کسو ہرن ہین تو ابرو ہرن کی شاخ
قامت کی آگی جھکتی ہی سرو چمن کی شاخ

ہی بار در زبان ہی نخل بدن کی شاخ
زیبا ہی گر کہین اسے شعر و سخن کی شاخ

بوٹا سا قد نے خلق مین محشر کیا بپا
اب اوسمین ایک اور لگی بانکپن کی شاخ

تا حشر یون بالا ہو بالائے یار کا
گویا زبان حال سے ہے نازونکی شاخ

دینے لگی جواب ہین پیچ مین ہاتھ پانون
بے برگ و بار جیسی ہو نخل کہن کی شاخ

زیبا ہی اوسکی مانگ مین موتی کی یہ لڑی
پھولون سے یا پھلے ہی گل یاسمن کی شاخ

تھا آشیان کسی پہ نشیمن کسی پہ تھا
تھی زیر پا ہما ایک نہال چمن کی شاخ

تا زیست میرے تن کو رہا پیرہن سے تنگ
اب بعد مرگ کسنے نکالی کفن کے شاخ

کسطرح پھول پائے کوئی نخل خار سے
بجز درد پھل نہ لائیگی رنج و محن کے شاخ

دھوکے سے آئی اوس گل عارض کے روبرو
اوس دن سے مہر و مہ مین لگے ہی گہن کے شاخ

پانی کی جا پہ خون جگر دیتے ہین اسے
ایجو ہری ہری ہو نہ کیونکر سخن کے شاخ

نہ کچھ شوخی مین کم تھے دست و پا شوخ
حنا نے اور بھی اونکو کیا شوخ

مجسم شوخیون سے ہے مرا شوخ
نگاہ و غمزہ و ناز و ادا شوخ

اوٹھایا میرے خونریزی کا بیڑا
ہوے لب پان کھا کر اونکے کیا شوخ

ہنسی پھولون سے غنچون سے تبسم
چمن مین ہو چلی ہی اب صبا شوخ

ہوے مشہور معشوقون مین اب تم
لہو ہاتھون مین ملکر ہنسکے بولے
چمن مین اپنا جی بہلائین کیا ہم
کیا کرتا ہے خون بے گنا ہان

جفا پرواز قاتل دلربا سوخ
حنا کا رنگ بھی ہوتا ہے کیا شوخ
شرارت غنچہ و گل مین صبا سوخ
ہوا ہے کچھ بہت مرنگ حنا سوخ

نئے سر سے ہوا عشق کہن یاد
ملا کیا جوہری کوئی نیا شوخ

نہ وہ گل ہے نہ وہ بلبل نہ صبا میرے بعد
میری تربت پہ چمن کیسے ہی ہوا میرے بعد
کسی پامال کا پھر خون نہ ہوا میرے بعد
کس سے جانبازی کے حق ہونگے ادا میرے بعد
مین تو ہمیوت ہوا صدمۂ غم سے بیجان
قیس کے بعد تو جنگل کو سنبھالا مین نے
اپنے سینہ سے کبھی آپ ہی محرم نہ ہوئے
سر پہ چڑھتے نہ تھی چہرے پہ نہ بل کھاتے تھے
میرے مرتے ہی وہ سب ناز و ادا بھول گئے
میرے ہی دم سے بنا ہے یہ چمن باغ و بہار
حوصلے ظلم و ستم کے کوئی باقی نہ رہین

اے چمن کیا یہ ترا حال ہوا میرے بعد
پھول لالا کے چڑھاتی ہے صبا میرے بعد
رنگ خون ہاتھون مین لائی نہ حنا میرے بعد
کس پہ کھینچوگے یہ شمشیر ادا میرے بعد
ڈھونڈھتی پھرتی ہے کیون مجھکو قضا میرے بعد
وحشیون کا کوئی سونشن رہا میرے بعد
غیر اب کھولتے ہین بند قبا میرے بعد
اب تو کھل کھیلی ہے وہ زلف رسا میرے بعد
اب کسی پر نہ ستم ہے نہ جفا میرے بعد
خاک اوڑاویگی یہان باد صبا میرے بعد
پھر ملیگا نہ کوئی اہل وفا میرے بعد

انتظاری مین تو اب نزع کی حالت پہونچی
دیکھنے کو مرے آئینگے وہ کیا میرے بعد

ذبح مین ہون تمہین ہو عید مگر شکل ہلال
ہوگی کج مہری مین انگشت نما میرے بعد

جو ہری رہتے تھے بستر پہ گلون کے اپنا
ایک بھی پھول نہ تربت پہ چڑھا میرے بعد

دہوکے سے بہی اس شوخ نہ محرم کا بند پابند
اس شوخی کو کر سکتی ہے کیا شرم و حیا بند

غفلت سے جو محرم کا رہا اوسکے کھلا بند
شب بہر ہوا دیدہ مہتاب ذرا بند

دل خط سے چھٹا زلف کے بالونمین ہیچ آبند
دس لاکہہ ہوئین بند شین گر ایک کھلا بند

یون روحکو اس قالب خاکی مین کیا بند
ہو جیسے حباب لب دریا مین ہوا بند

بیمار کو تیرے ہے دوا اور غذا بند
پرہیز غذا بند نہین آس دوا بند

آنچل سے وہ کچہہ کرتے ہین یا ناروادا بند
شوخی کو نہین کرتے ہو کیون شرم و حیا بند

تا زیست رہون سلسلہ زلف مین پابند
ہر عضو کا گو کوئی کرے میرے جدا بند

آواز تو جاتی تہی نہ جا سکتے تھے گر ہم
در تک بہی پہونچا ہوا عشاق کا کیا بند

منہ ماہ اگر دنکو چھپائے تو بجا ہے
ہے وصل کی شب رخکو نہ کر ماہ لقا بند

ہے آہون سے سینہ مین میرے دلکو تشفی
گہبرائے نکین کیون نہ ہو جس گہر مین ہوا بند

اوڑ جانیکی قدرت طپش دل سے ہی صیاد
ہم پر کے ہین محتاج نہ ہین ان بازون کا پابند

ہے جسکو تصور سے ہر ایک چاک گریبان
کہلئے تو یہ کیلئے تہ دامان قبا بند

سرکش کو جو تعزیر ملی اوسکے سزا ہی
کس سختی سے اوس شوخ نے محرم کا کسا بند

مرتا تھا غم عشق مین کیا اسکے شکایت
ہو سکتی نہین امر قدر اور قضا بند

ہو منتظر آنے کا کسیکے نہ کوئی ہائے
کلہ شب نہوا چار پہر دیدہ وا بند

شب بھر تو کھلے بندون ہے اغیار کی صحبت
اب انکو بہی ہو دروازہ تیرا رہنے لگا بند

اوٹھتے ہی چلے آتے ہین چھپنے کے نہین کچہ
وہ آپ کے محرم مین چھپین زیر قبا بند

ایجوہری کہنے دو جو کچہ کہتا ہے ناصح
دنیا مین ہزار گو یونکا منہ کسنے کیا بند

نہین رہائی کی ہے مجہکو کچہ ہوس صیاد
ہوس یہ ہے کہ چمن مین رہے قفس صیاد

جو باندہتا ہے رگ گل سے پر کو کس صیاد
ستم جو کرتا ہے ہوا تنا دردرس صیاد

رہا کیا کرے ایک فصل گل مین بلبل کو
گلہ نہین جو رکھے قید سو برس صیاد

چمن سے غنچہ و گل کا وہ کاروان تو گیا
رہا ہے بلبل نالان سے ایک جرس صیاد

مے طرب کا ہو کیا دور بلبل و گل مین
جو باغبان ہے تو قاضی تو ہی عسس صیاد

نہ بال و پر ہین نہ ہے تاب و طاقت پرواز
میری رہائی مین اب کیا ہے پیش و پس صیاد

ہے کسکو گلشن عالم مین امن و آسایش
جو ایک بلبل خوش لہجہ ہے تو دس صیاد

سکان بوم بنا گلستان ہے خارستان
اوجاڑ کر گل و بلبل کو تو ہے بس صیاد

بہار صحن چمن جوہری سے کیا ہو بیان
ہے ابتو پیش نظر ہر گھڑی قفس صیاد

بنین جو ساتون فلک کے ہر ایک طبق کاغذ
کتاب غم کا نہ پورا ہوا ایک ورق کاغذ

فلک لکھوں تو لکھوں وصف عارض جانان
ہین ماہ و مہر کے پاس اوسکے دو ورق کاغذ

لکھا ہے میرا فرشتون نے نامۂ اعمال
مزہ ہو جو نہ سمجھ جو نکلے یہ پیش حق کاغذ

ہمارے دیدۂ پرخون کے حال لکھنے کو
افق جو صبح تو ہے شام کو شفق کاغذ

کیا جو چاک وہان میرے خط کو بے دیکھے
تو زندگی کا میری یہان ہوا ہے شق کاغذ

مین دیکھ دیکھ کے کیونکر نہ رؤون حشر کے دن
میرا ہے نامۂ اعمال یہ قلق کا کاغذ

کھچی ہے یار کی تصویر جوہری جس پہ
ہے آنکھون سے وہ لگانے کا مستحق کاغذ

ہر ایک بات ہو لب شیرین کی کیا لذیذ
قند و نبات مین نہین ایسا مزا لذیذ

ہو صبر تلخ کام مصیبت کو کیا لذیذ
اکثر مریض چاہتے ہین ہو دوا لذیذ

سیب ذقن سے لب سے دہن سے کلام سے
ہے خوان نعمتون کا وہ سرتا بپا لذیذ

اون دو لبون کے بوسہ کی جسکو لگی ہو چاٹ
اوسکی زبان پہ قند مکرر ہو کیا لذیذ

طالب ترے سخن کے ہین دشنام سے بھی خوش
لگتی ہے جیسے بھوک مین ہر ایک غذا لذیذ

بوسہ لیا جو مین نے تو دین گالیان مجھے
تھا ایک مزہ زبان پہ ملا دوسرا لذیذ

شیرین تو کیا ہے یوسف مصری مین بھی نبات
شیرین ہر ایک بات ہے ہر ایک ادا لذیذ

پہلے نہ ہجر ہو تو نہین وصل مین مزہ
تلخی کے بعد آتی ہے خوش کیا غذا لذیذ

ہین ہجر و وصل نخل محبت کی دو ثمر
اک ناگوار ذائقہ ہے دوسرا لذیذ

شیرین و تلخ دہر سبھی ہین یہان پہ
گر ہو نہ کچھ مزے کی تو ہے اشتہا لذیذ

شیرین ثمر ہے نخل مصیبت مین صبر بھی
گو ابتدا ہی تلخ مگر انتہا لذید

شیرین لبون سے شیر و شکر جوہری نہ ہو
آخر ہی تلخ پہلے ہی اسکا مزا لذید

مرے تھی تم پہ کب قاتل سمجھ کر
دیا تھا دل نہ سنگین دل سمجھکر

نہ کہ بیداد سنگ و گل سمجھ کر
ستمگر درد و غم دے دل سمجھکر

دیا دل رخ پہ کب وہ تل سمجھ کر
کیا یہ دل کسیکا دل سمجھ کر

بابسہ مسیحائی ہوا ہون نز
مسیحا تجھکو نے قاتل سمجھ کر

نہ تھی کچھہ دور راہ کوے جانان
مسافت ہو گئی منزل سمجھ کر

نہ آنسو پھر رو کین گے صورت شمع
مجھے چھیڑو سر محفل سمجھ کر

نہ چھو جائے قدم وہ جاکے سر ہے
تڑپ اوس در پہ ای بسمل سمجھ کر

سمجھئے عشق اگر آسان تو تھا سہل
ہوا مشکل وہ اب مشکل سمجھ کر

نہ یون کوئی غریق بحر غم ہو
مین لپٹا موج سے ساحل سمجھ کر

بمثال باد و آتش ہو نہ سرکش
خمیر جسم آب و گل سمجھکر

سمجھتا ہے جسے اے جوہری دوست
عدو کی جان ہے اوس سے بل سمجھ کر

اور سب زیور ہے مجھکو خوش آئی زنجیر
حضرت عشق نے بچپن سے پنہائی زنجیر

ایسی پابندی ہے کب جوش جنون رکتا ہے
پر ہوی پائون کی حسن و زر سے پائی زنجیر

ہائے چھاتی پہ مرے سانپ نکیونکر لوٹین
یاد آئی تیرے سینہ پہ طلائی زنجیر

مردے اُٹھہ بیٹھے ہین کیون شور ریاپہ نہین
کسی دیوانے نے پانون کی ہلائی زنجیر

گلے لگنے کے عوض طوق گلے مین ڈالا
زلف کی بوسے جو مانگی تو پنہائی زنجیر

خود ہی دیوانہ ہنا دیکھہ کے مجھکو حداد
ہتکڑی ہی پانون مین ہاتھون مین پنہائی زنجیر

لاغری سنے مرے حداد کو تکلیف ندی
طوق گردن ہی سے خود پانون مین آئی زنجیر

جو ہری بعد فنا بھی ہی وہی جوش جنون
جانے گل لوگون نے تربت پہ چڑہائی زنجیر

قطعہ

جام دیئے حضرت مغان کوئی اور
نہ ہی ہوش پہر کہان کوئی اور

ایسا ڈہونڈہیگی اب جہان کوئی اور
طرح عالم کے ہو دہان کوئی اور

اوس جہان مین ہو کوئی اور زمین
اوس زمین پر ہوا سمان کوئی اور

تجھسے کیا ہو بے ظلم پیر فلک
ہے تیرے پردہ مین ہی جوان کوئی اور

ابہین قائم ہین آسمان و زمین
اے دل ناتوان نغان کوئی اور

دور دیر و حرم سے ہی وہ صنم
ہے مگر راہ عاشقان کوئی اور

مین سنائی لگا جو قصۂ غم
کہتے ہین کہئے داستان کوئی اور

کرکے اقرار کرتے ہو انکار
ہے وہا نہین مگر زبان کوئی اور

پوچھا معشوق رحم دل بہی ہین
بولے ہان ہونگے مہربان کوئی اور

خضر ناران ہین ایسی جینے پر
ہے مگر عمر جاودان کوئی اور

ظلم کیا کیا کئے دئے غم و رنج — اب بھی باقی ہے امتحان کوئی اور

رکھے ہے جوہری نے در پہ جبین
نہ کھو سنگ آستان کوئی اور +

کبھی کعبہ کو گیا زاہد پرفن بن کر — گاہ بتخانہ مین پہنچا مین برہمن بنکر

دل پہ داغ میرا آپ سمجھئے نہ حقیر — رنگ اکدن یہی دکھلائے گا گلشن بنکر

موت نے زیر زمین کردئے کیا کیا انسان — بگڑے مٹی کے کھلونے ہین یہ کیا بن بنکر

کیون شب وصل اذان سے مجھے موت آئی ہے — ملک الموت نہ آیا ہو موذن بن کر

ہجر مین روحکو اب تن سے بھی بیزاری ہے — گھر میرا تنگ مجھے کرتا ہے مدفن بنکر

ہنستے ہنستے مین ہوا رونے کا خوگر آخر — قہقہہ منہ سے نکلنے لگا شیون بن کر

نگہہ لطف پہ اوس چشم کے اے دل مت بھول — پھر بگڑ جائے نہ اوسکی کہین چتون بنکر

یاد کر کرکے وہ بارش کے مزے سارے برس — ہر مہینے نے رلایا مجھے ساون بنکر

بار عصیان سے دبایا ہے کہ اٹھتا نہین پاؤن — دامن تر نے مجھے کوہ کا دامن بنکر

جوہری مجکو عدو سے نہ شکایت نہ گلہ
ذبح تو مجھکو کیا دوست نے دشمن بنکر

غنچون سے چلکے باغ مین کچھہ بول چالکر — سرو چمن کو سایہ قد سے نہالکر

چلتا ہے نقش پاکو بچا کر سنبھالکر — ان خاک رہ نشینون سے ایسی نہ چالکر

دیر و حرم ہٹک کے ملے میکدہ مین جائے — پائی ہے راہ راست بہت بھول بھالکر

خفگی اوٹھائے ہجر کی سہی گا یہان نہین
کیا شہنہ کی کہائی اوسنے سوال وصال کر

ہر ایک کو ہلال کی ہے دیکھنے کی چاہ
کیا پایا ماہ چرخ نے کسب کمال کر

ایک اور وار شرع کی حالت نہین پسند
جاتے ہو تم کہان ہے مجھے جھگڑے مین ڈالکر

یارب ہو خیر تیغ نگہ ہے کھچی ہوئی
مقتل مین آرہے ہین وہ خنجر سنبہالکر

سمجھے تھے دلکو اپنا وہ بیگانہ ہو گیا
کیا پایا ایک طائر وحشی کو پال کر

موسی کے کوہ طور کا افسانہ بہول جا
کوٹھے یہ آکے خلق کو محو جمال کر

سرو سہی صنوبر و شمشاد ہین کہڑے
ایک ایک کو چلکے چال سے اپنے نہال کر

آئے مہ شب وصال ہوئی مجھکو جب نصیب
ایک ایکدن گذرتے ہین ایک ایک سال کر

دنیا کی تنگ چشموں سے کیا چشم فیض ہے
ایجوہری دراز نہ دست سوال کر

شب وصل شام سے گر نہ مٹا حجاب ہرگز
تو سحر کہانسے ہوگے نہ ہٹی نقاب ہرگز

نہین ہوگا مجھسے زاہد ترک شراب ہرگز
نہ پہر آئیگا یہ جاکر عہد شباب ہرگز

مین ہون رند تو وہ نہین کیا وہ ہین پارسا تجھے کیا
نہ برا بہلا کہین کچھ مجھے شیخ و شاب ہرگز

کیون ہاتھ اوٹھاکے ناحق تکلیف اوٹھائین
ہوگی دعا نہ میری کر مستجاب ہرگز

ہے آئینہ مقابل دیکھو ملا کی صورت
کہنا نہ اپنے رخکو پہر لا جواب ہرگز

شام و سحر دکھائے گردون چمکے تک سے
پر مہر و مہ نہ ہونگے رخکے جواب ہرگز

وہان بہی سنبہلنے دیگی شوخی نہ اونکی اونکو
دیگا نہ چین مجھکو گر اضطراب ہرگز

اے جوہری تم تو نکار رکھتے ہو دہیان ہر دم
دل خانۂ خدا ہے نہ کرو خراب ہر گز

جگر اور دل سے بھی ہے جان عزیز
ہے عزیزوں سے یہ مہمان عزیز

کیون کرین مشرب رندی ہم ترک
ہمکو بھی اپنا ہے ایمان عزیز

دوش پر لائے مجھے تربت تلک
کر چلے ہائے یہ احسان عزیز

ہجر مین ہائے یہ حالت پہونچی
کرتے ہین دفن کا سامان عزیز

کیا پس و پیش ہے اے دست جنون
جیب پیارا نہ گریبان عزیز

الفت زلف مین سودائی ہون
ہے پریشان کو پریشان عزیز

خندۂ زخم سے کیون مجکو نہ ہو
جان شیرین سے نمکدان عزیز

جوہری دیتے ہو دل دلبر کو
کیا تمہین اپنی نہین جان عزیز

اس ہمجان کے دلمین ہین کیا کیا نہان ہوس
نکلی نہ تجہسے ایک بھی ای آسمان ہوس

لائی تھی ہمکو دید جہان کے یہان ہوس
دیکھا نہ کچہ بھی لیکے چلے پھر کہان ہوس

مر کر کرینگے یوسف مصری سے بھی نہ بات
ہے لعل شکرین سے ہمین کام جان ہوس

مجنون ہر ایک اہل خرد ہوئے ہین یہ ہے
اوس طفل کے تو رکھتی ہین پیر جوان ہوس

ایمان جان و دل سے کرین پہلے دشمنی
رکھتے ہین دید یار کے گرد و نشان ہوس

حال اپنا جوہری کسی ندکو رہین کہو

گر وقت شب وہ کوئی کرے داستان ہوس

کرتا نہین ہے حال پہ گریہ غم قفس
چھوڑے نہ فصل گل مین ہی صیاد گر مجھے
پر باندہنا ہی کیون نہین کھلتا ہی کچھہ سبب
منظور دل شکستگی صیاد کی نہین
گلزار مین پھونچنے کو پروا ی پر نہین
لاتا نہ آب دانہ اگر دام مین ہمین
فوج فغان ہی ساتھہ لوا ہلو کیے ہین علم

ہوتا ہی سیر کر دنے سے کیون چشم نم قفس
توڑون تڑپ تڑپ کے خدا کی قسم قفس
بلبل کی ہی اسیری کو کیا کچھہ یہ کم قفس
جا ہین تو ایک آہ سے پہونکین ہم قفس
اوڑ جائے ایک آہ سی دو سو قدم قفس
صیاد دیکھتی تیرا کیون آسکے ہم قفس
گلشن سے ہم چلے ہین بجاہ و حشم قفس

ہم شکل جور حور ہی یار جوہری
بلبل کو بے گلون کے ہی باغ ارم قفس

۱
وہ ہین شغل بادہ کشی ہی خوش مین ہون شربت خون جگر سے خوش
او نہین لطف بارش ابر سے مین ہون جوش دیدہ تر سے خوش

۲
مجھی فخر اپنی ہے آہ کا وہ ہین اپنی تیغ نظر سے خوش
او نہین ناز اوسکی ہے کاٹ کا مین اید ہر ہون اسکی اثر سی خوش

۳
وہ جو آئے سینہ مین مثل جان تو ہوی نہ دل نہ جگر سے خوش
جو ہو دو نون پہلو سے ناخوشی تو کرون مین اونکو کدہر سے خوش

۴
میرا دل گیا تمہین کیا ملا مجھی غم ہی تمکو ہی کیون خوشی

کہو کیا ہوا تمہین فائدہ جو ہوئے ہو میرے ضرر سے خوش
وہ شرہ ہی اون کی پہری ہوئی وہ نگہ ہے اونکی رکی ہوئی
نہ خوشی ہے تیر کو سینہ سے نہ وہ تیغ اون کی ہے سر سے خوش
نہ کسی کی ایسی ہو زندگی وہ خفا رہے ہے سرے بیتر جی
جو کہا کسی نے وہ مر گیا تو ہوئی وہ سنکے خبر سے خوش
کبہی شکل مہر نظر پڑے کبہی شکل مہ ہوے جلوہ گر
نہ وفا کیا کبہی دعن کو تیر کیا ہون شام و سحر سے خوش
کہون کیا مین حالت جوہری ہے عجیب دسکے تو زندگی
نہ وہ دن سے خوش نہ وہ شب سے خوش نہ وہ اونکی شام و سحر سے خوش

کس طرح ہون جگر کی میرے اب زخم خراش
ایک زخم دل سے کہتے ہین کیا کیا نہ ہم خراش
ایکدم نہ اپنے دلکی گئی ہائے تھم خراش
یہان پر یہان مین شیخ و برہمن کا ہے فساد
ہے سیم و زر سے بغض و عداوت حسد غرور
ہوتے ہین زخم یا نو نہین پڑ پڑ کے آبلے

رکھتی ہے بیشمار زبان قلم خراش
نالے جگر خراش ہین آہین ہین ہم خراش
خون جگر سے بہتی ہین ذرات تم خراش
باہم کہان مچ رہی ہین یہ حرم خراش
دلسے دلو نہین کرتے ہین مال درم خراش
چلتے نہین یہ دیتے ہین ایکقدم خراش

کیا دلمین جوہری کسی فرگانکی ہے خلش
زخم جگر یہ کرتے ہین کیون دم بدم خراش

عجب کرتی ہے یہ بنت العنب رقص
قیامت کچھ ادائین ہین غضب رقص

پھڑکا وہ ٹھا ہے کھا کر تیغ کا پھل
تن بسمل کو کب ہے بے سبب رقص

تڑپتا ہے کوئی بسمل ہے کوئی
تری محفل مین قاتل ہے عجب رقص

لگا تو تیغ دیکھو یہ رقص بسمل
تمہین بھاوے گا قاتل وکب رقص

مین بسمل ہون یہان ہان محفل عیش
وہان رقص طرب یہان پر تعب رقص

چراغ غول سے ہے دشت روشن
بگولے کرتے ہین یہان روز وشب رقص

تمہین بھی شیخ جی ہو وجد کا حال
کرے محفل مین گر بنت العنب رقص

عجب ڈھب کا ہے رقص پیر گردون
جوان طفل کے دیکھے تو سب رقص

جوانی جوہری پیری مین بھولو
تڑپتے اب ہین دیکھے جس نے تب رقص

اون دولبون کے بوسہ کا ہے ایک جہان حریص
قند و شکر کے ہوتے ہین سب بیگمان حریص

نفرت ہے عشق حسن حسینان سے زاہد و
جو جان کے آپ ہین کیون مہربان حریص

غنچہ کی ہے گرہ مین زر گل کو اس کب
گلچین جو یہ طمع ہے تو ہے باغبان حریص

دست لئے گنوا بی جان ہی طمع وصال مین
پاتا ہے نفع دہر مین کب جز زبان حریص

کانون کو یہ طمع کہ سنین گفتگوئے یار
مذکور یار کے ہین دہان و زبان حریص

اس حال مین ہے جینے کی امید کیا مجھے
دل درد مند دید طلب چشم جان حریص

سیمین تنون کے چاہ مین دی جان جوہری

کہتے ہین طفل و پیر کہ تھا یہ جوان حریص

گلشن ہے اہل زر کا فضا کا مقام خاص
ہے دشت سبزہ زار فضا گاہ عام خاص

دو نہ شراب کا کہین دستور یہ نہین
دیتا ہے تو غنیونکو بھر بھر کے جام خاص

دل بستگی عام ہے ہر ایک عضو مین
گیسو وہ ہین مگر دل دانا کو دام خاص

گر یاد حق ہو دل سے تو جنگل ہے کیا برا
دیر و حرم کو کیون نہ یہ ہوا احترام خاص

ہمسے گریز غیر سے ملنے ہو زور عید
یہ عید عام مین ہی غضب اہتمام خاص

حق بندگی کا جسنے کیا کچھ ہی ہے ادا
دنیا مین ہے وہ بندہ رب انام خاص

عاشق سے اور غیر ولسے ملنے مین کچھ تو فرق
گر صبحگاہ عام ہو تو وقت شام خاص

یون تو ہر ایک کے نعش پہ ہوتا ہی جمع عام
عاشق کی ہے جنازہ پہ کچھ دھوم دھام خاص

ہر درد ہو فصیح ہو اور عام فہم ہو
ایجو ہری یہ نظم مین کچھ انتظام خاص

دیر سے واسطہ ہی کیا اور حرم سے کیا غرض
پھر رہی ہے لیے لئے مجکو یہ جا بجا غرض

دو نہ خدا کا واسطہ کیا اوسے واسطہ غرض
بیرے تمہارے درمیان آئی خدا کو کیا غرض

کھلتا نہین ہی کچھ سبب باندھی ہین ہاتھ یہ پانو
گر تو نہ تیغ ہو کبھی مار و نہ دستے یا غرض

دوستی اب غرض کے ہے دوست کسیکا کون ہے
ہے وہی آشنا غرض جسکو نہو ذرا غرض

شاہ کو ہے گدا کو ہے زاہد کو پارسا کو ہے
کچھ تو غرض خدا کو ہی سب کو ہے کیا جز با غرض

آئے نہ جبکہ آپ ہی ہجر مین پہر دلدہی
غم سے ہے مجھے چھوڑا ہی کیون گئے گو ایسی کیا غرض

ہوتے نہ بیوفا ریون کہوتے نہ اعتبار یون
ہوتی اگر نہ احتیاج رکہتے نہ التجا غرض

مرتا ہے غم مین جوہری بالی کسی نے کر کہا
کہنے لگے کہ مرنے دو مجکو ہے اوس سے کیا غرض

مطلب صبح سے ہی نہ کچہ شام سے غرض
دن رات ہے الفت و روئی دل آرام سی غرض

کیا دور چرخ و گردش ایام سے غرض
بیل ہے نہار دور سے مے و جام سے غرض

وہان میرا ذکر یہان وہ مرے دلمین جلوہ گر
اب کیا مجھے ہے نامہ و پیغام سی غرض

لیتا تہا ایسکے بھول گئی پہر کیا نہ یاد
کیا تمکو جانجان دل ناکام سے غرض

مین مدح خوان رہون وہ کہین ناسزا مجہے
لب پر دعا ہے دلکو ہے دشنام سے غرض

خواہش ہے مجھے نہ گل کی نہ گلزار کی ہوس
ہے دلکو یاد عارض گلفام سے غرض

کیون عشق کرکے مجہی ہو خواہش فنا
آغاز کو تو ہوتی ہے انجام سے غرض

اے جوہری مزہ ہے یہی دل مین درد ہو
کیا عاشقون کو راحت و آرام سے غرض

ایمان فدائے زلف ہے دل مبتلائے خط
کہتا ہون ہائے زلف کبہی گاہ ہائے خط

کیا مجھسے پوچھتے ہو میرا مدعائے خط
غم ابتدائے خط ہے الم انتہائے خط

عارض کا حسن جائے کیون جبکہ آئی خط
سرنامہ ہی سے مجکو کھلا مدعائے خط

برباد ہان مری وہ سُنکر خاک کھیل مین
لکھون اوسے تو کاغذ بادی بنائے خط

قاصد کی کیا ہوس ہے ہوائی صبا ہی کون
تحریر شوق وہ ہے کہ خود اوڑ کے جائے خط

دیکھے سنے تو اوسپہ کھلے حال غم مرا
قاصد کا کیا قصور نہین کچھ خطائے خط

گم ہو نہ راہ مین نہ کہین راہ بھول جائے
ہے نامہ بر کے حق مین دعا کہہ برائے خط

اوڑتے ہی اوڑے کھیل مین طفلون کی کچھ نے
قاصد اگر پتنگ بنا کر اوڑائے خط

دیتے ہین حرف حرف پہ سن سنکے گالیان
کیا کوئی پڑھکے اونکو ہمارا سنائے خط

لیکہ پڑہا کہ چاک کیا بے پڑھے ہوئے
ای جوہری صبا سے سنو ماجرائے خط

زلفون نے کیون چھپائین نہ وہ بار بار خط
لایا زوال حسن کا ہے اشتہار خط

شاید ہوا ہے یار کے زیب عذار خط
پیغام روز آتے ہین اور بار بار خط

جدول ہے گرد مصحف رخسار یار خط
دیکھلا رہا ہے صنعت پروردگار خط

ہالہ مین ماہ ہے کہ شعاعین ہین گرد مہر
عکس رخ نگار سے ہے زرنگار خط

ہے دلمین کچھ غبار یہ ایما ہی صاف صاف
لکھا ہے اوسنے مجھکو بخط غبار خط

آنکھین غزال نافہ مشک ختن ہے خال
ہے مشک سادہ زلف سیہ مشکبار خط

نعت نبی خدا کو دکھا کر کہونگا مین
لایا سفارشی ہے یہ امیدوار خط

کیا خال رخکو خط سے ہے خوف زوال حسن
پرکار کا وہ نقطہ ہے اور ہے حصار خط

ہو حال میرا اور خط غیر ہو بہو
لِللہ لکھے دے ایسا کوئی دستکار خط

کندن کو ہے کسوٹی سے کیا خوف جوہری
بہر زر عذار اگر ہے عیار خط

چلی ہین دیر سے سوے حرم خدا حافظ
بتان دیر سے کہتے ہین ہم خدا حافظ
بنا ہون تختہ مشق ستم خدا حافظ
کرو خوشی سے میرا سر قلم خدا حافظ
نہ سر کے جانے کا ڈر ہے نہ دست و پاکی خیر
طریق عشق مین کہا قدم خدا حافظ
سفر ہے سخت نہ رہبر نہ زاد رہ ہے ساتھ
ہوئے ہین ہم رہ راہ عدم خدا حافظ
نہ دین سے ہمین مطلب غرض نہ ایمان سے
ہوئے ہین عاشق حسن صنم خدا حافظ
سفر سے پہلے کریگی سفر یہہ روح رون
دم سفر نہ کہو تم صنم خدا حافظ
خراب دین ہو ہو بگڑے عاقبت بگڑے
بتون کے حسن پہ دیتے ہین دم خدا حافظ

بتون کے لطف و کرم پر نہ جوہری دیکہان
ہمین تو باقی ہین اونکے ستم خدا حافظ

سوز و گداز دل سے ہوئے با وقار شمع
ہر بزم ہر مکان مین کیون پائے بار شمع
کچہہ غم نہین نہین ہے جو نزار شمع
سوز درون سے دلمین ہین روشن ہزار شمع
سوزان دل و جگر ہے تو آنکہین شرر فشان
رکہتا ہون سوز عشق سے روشن چہار شمع
سوز و گداز رکہتے ہے ہر کچہہ تو دلمین درد
بیوجہہ بزم مین نہین اشکبار شمع
گریان ہی زار زار ہے خندان ہی بار بار
رکہتی ہے ایک حال پہ کب یہ قرار شمع
یون ہی رہینگی عشق سے پروانے حلقہ زن
فانوس سے ہزار بنائے حصار شمع
جل جلکے اوس سے مرین پروانے بیشمار
گلہ کیا جواب دیگے یہ روز شمار شمع
دلمین ہزار داغ ہین ہر داغ مشتعل
سوز درون سے میرے بکیون جائے ہار شمع

خندان ہے سر کے کٹنے سے جلنے سے اوسکی زیست
رکھتی ہے دلمین رشتۂ الفت چھپا ہوا
ہمدرد کیون نہو جسے سوز و گداز ہو

ہے عاشقی مین لایق عز و وقار شمع
ہنس ہنس کے سر کٹائے نہ کیون بار بار شمع
بالین پہ رات روتی ہے زار زار شمع

ہے جوہری وہ باد مخالف سے بیخطر
فانوس شے تو رکھتی ہے اپنا حصار شمع

رات بھر روتی ہے کیون محفل مین شمع
ایک دو گے یہان وہان پاوگے دو
دیگی بخشش مین دنیا مین فروغ
کر دیا روشن دیا جس نے دیا
نور حق دیکھے گا تاریکی مین کیا
گر نے گرتی اشک ہون کیونکر نہ خشک

درد و غم رکھتی ہے کچھ تو دلمین شمع
رکھکے دیکھو بحر کی ساحل مین شمع
رکھلو دو لوگہر کے یہ شامل مین شمع
ہو گی بخشش گور کی منزل مین شمع
علم کی کب ہے دل جاہل مین شمع
سوز غم رکھتی ہے آب و گل مین شمع

راہ عقبیٰ مجھپہ کیون تاریک ہو
جوہری روشن ہے ذہن کے دلمین شمع

ہجر تبان سے دلمین ہوئے بیشمار داغ
کرتے ہین دلکو نافۂ مشک تتار داغ
دنیا مین یون تو کہنے کو ہین بیشمار داغ
میرا ہی یہ کلیجہ ہے میرا ہی ہے جگر

الفت کی ایک داغ سے اب ہین ہزار داغ
سودای زلف یار مین ہین مشکبار داغ
ہی سب سے بڑھکے دلکو فراق نگار داغ
پر وردا یکدل ہی اور اوسمین ہزار داغ

داغون نے دلکو سرو چراغان بنا دیا
دکھلا رہے ہین بلبلین عجب یک بہار داغ

کسا نقد زر سلے مجھے سرکار عشق سے
طاؤس کے ہین شکل اسکے زر نگار داغ

جسطرح چرخ مین نہین تارون کا کچھہ شمار
یون جوہری ہین بلبلین سر بیشمار داغ

رات بھر حسرت ہا نا مسین فروزان ہے چراغ
ضبط غم دیکھو کہ سر کٹنے سے خندان ہے چراغ

خانۂ بلبل مین ہمارے داغ سوزان ہے چراغ
اسلئے ہر گہر مین اقتضا کا فروزان ہی چراغ

ہے وہان ہر سر حسرت بین کچھہ بخشش نہین
حشمت و زر کے مکان مین مثل احسان ہے چراغ

ذمکو خورشید درخشان رات کو ماہ منیر
رات دن ہر شب بین دکھو غریبان کی چراغ

داغ الفت ہو نہ جس بلبل مین ہو تاریک دل
نور محفل شمع ہی ہر شبستان ہی چراغ

روشن اپنے گہر کرین سب اہل زر فانوس شمع
ہم غریبونکی لحد کا ہین ماہ تابان ہی چراغ

جوہری تاریک ہو کیونکر یہ صدق و یقین
خانۂ دل مین فروغ دین و ایمان ہے چراغ

سوز دل سے ہی یہان سینہ مین ایک روشن چراغ
خوف باد آہ سے ہی یہ تہہ دامن چراغ

لخت دل آنکھون مین لیے ہین مژگان جلوہ گر
جسطرح سے نور افگن ہو بہتہ چلون چراغ

زلف ہٹتی ہی نہین کیا نور رخ ہو جلوہ گر
تا یہ جان کیا سمجھتا ہی مگر دشمن چراغ

آتش داغ دروں سے تن بدن پھنک گیا
ہائے غفلت سے ہوا اس گہر مین آتش زن چراغ

تاک مین اس خال زیبا کی ہے کیا دلبری
لوٹتا ہی ہاتھ رکھکر راہ مین رہزن چراغ

وہ صنم غیرون کے گھر آئے خدا کی شان ہے — مسجدون مین کیون نہ وہ جاکر کرین روشن چراغ

داغہای تن سے مین سر بسر چراغان بنگیا — سیکڑون ایک آتش الفت سی ہین روشن چراغ

بہر گلگشت چمن آیا مگر وہ شمع رو — بنگیا ہے نور رخ سے ہر گل گلشن چراغ

گھر میرا کس شمع رو سے مطلع انوار ہے

جوہری باہر سے نظرو نمین ہے ہر روزن چراغ

یکتائی کا یہ دعوے ہے ہر لاف گزاف صاف — آئینہ کہہ رہا ہے ترے منہ پہ صاف صاف

اوس رشک آفتاب کو کہتے ہین ماہرو — دن کو جو رات کہئے تو ہے یہ خلاف صاف

دیر و حرم مین شیخ و برہمن بھٹکتی ہین — دل ہی کا اپنے کرتے ہین ہم تو طواف صاف

بیجرم بات بات پہ اب ہے عتاب و خشم — پہلے گنہ بھی ہوتے تھے میرے معاف صاف

پاس سخن تھا پہلے تمہین کلہ کا ذکر ہے — قول و قسم سے آج ہوا انحراف صاف

آلودہ کرنہ گرد و غبار گناہ سے — روح روان کا ہے تن خاکی غلاف صاف

میدان کیا بڑا ہے جو دل صاف و پاک ہو — ہے زاہدون کا مکر سے کب اعتکاف صاف

دعوی ہے ساعری کا انہین خوش زبان — ہے جنکی گفتگو مین نہین شین قاف صاف

پریون کے جمگھٹے ہین یہ میرا دیر مین ہے — کہتے ہین میرے نام کو سب کوہ قاف صاف

ڈر باوجود لطف او بہرے گا کیا اوس سے جوہری

گرداب بحر حسن و لطافت ہے ناف صاف

کیون الصنم نہین میری ہوتی خطا معاف — بندہ کا تو گناہ ہی کرتا خدا معاف

زہد ریا تیرا نہین مقبول کبریا — زاہد امید عفو عبث ہے خطا معاف

آنکھون مین ہے میری کوئی گرد بسا ہوا — تکلیف دید گل سے مجھے رکھہ صبا معاف

مداح جان و دل سے حبیب خدا کا ہون — بیشک گناہ میرے کریگا خدا معاف

کیا ڈر ہے ہین یہہ لازم و ملزوم جوہری
بندہ گناہ عفو خدا اور خطا معاف

نہ چھوڑیگی دل وجان دلربا زلف — بڑی ہی تیکھی ہے یہ کالی بلا زلف

بلا ہین زہر ہین محشر ہین یہ سب — وہ قامت کیا وہ خط کیا اور کیا زلف

نہ کچھہ عقدہ کھلا موے کمر کا — کمر تک اوس کے پہونچی بار ہا زلف

مگر سنبل نے اولجھایا ہے اوسکو — پریشان کر رہی ہے کیوں صبا زلف

قیامت کا سنو آغاز و انجام — وہ قامت ابتدا ہے انتہا زلف

حقیقت دن کی پوچھی رخ دکھایا — کہا مین نے کہ شب کیا ہے کہا زلف

ہر ایک غنچہ ہے نافہ مشک چین کا — چمن مین بندہ گئی تیری ہوا زلف

قیامت ہو تو ہو عارض دکھاؤ — اوٹھاؤ اے صنم بہر خدا زلف

پریشان دل ہے بوے مشک چین سے — کھلی ہے آج کیا وہ مشک سا زلف

بجھے ابرو جو گیسو رخ پہ چھوڑے — وہ ہین طاق حرم کالی روا زلف

نظر سے گر گیا ہے جلوہ طور — یہ کس نے رخ کو دکھلایا اوٹھا زلف

سر مو جوہری اس مین نہین فرق

دل دانا کو ہے دام بلا زلف

خط نہ ہوائی مٹ جائینگے قرآن کے حرف
ہمتو عاشق ہین سمجھتے ہین یہ ایمان کے حرف

خط مرا دیکھتے ہی بولے وہ پہچان کے حرف
حال کھلتا نہین ہین یہ کسی نادان کے حرف

عین وان آنکھونکی اور لام سیہ زلفونکی
لکھے ہین کاتب تقدیر نے کس شان کے حرف

ایک ہی کاتب تقدیر نے سیدھا نہ لکھا
حرف تقدیر ہین کس طفل دبستان کے حرف

لام زلفین ہین الف بینی ہی نون ابرو ہین
تم مسلمان ہو کہو یہ نہین قرآن کے حرف

خط یہہ کس کا ہے لکھا کس نے شکایت کیسی
جوہری سے تو گلہ کیجئے پہچان کے حرف

فرہاد و قیس مر گئے کھا کر ہوائی عشق
سنتے ہو گر تو تجھسے سنو ماجرائی عشق

او ترانہ جیتے جی دو پڑہا جن ہے ہائی عشق
یارب پچڑ ہے نہ بھر یہ کسیکو بلائے عشق

برباد خاک تک ہوئی یہہ ہوا ابتدای عشق
کیا ابتدا مین پوچھتے ہو انتہائے عشق

جو بیوفا ہین اونکو ہی کیا عشق سی غرض
اہل وفا اٹھاتے ہین جور و جفائے عشق

دل اور عشق عاشق و معشوق دونو ہین
ہے عشق اہل دل کے لئے دل برائے عشق

یون تجھ ہر ایک نے پہنے ہوئے جامہ زیب کب
آئی درست میرے ہی تن پر قبائے عشق

روز ازل سے عشق مرے آب گل مین ہے
دلمین شرار عشق ہے سر مین ہوائے عشق

رخ زرد دلمین درد بدن گرم آہ سرد
ای جوہری کہو کوئی کیونکر چھپائی عشق

سمجھین اوسکے جفا و وفا عاشق
کہین بیجا کو بھی بجا عاشق

کتنے محبوب ہین تیرے صورت
جس نے دیکھا وہ ہوگیا عاشق

بت میرے سچ کو جھوٹ جانتے ہین
راستے کا تو ہے خدا عاشق

جانتے ہی نہین ہین وہ ابتک
کیا ہی معشوق اور کیا عاشق

مرگیا مین تو پھر نہ پاؤگے
ڈہونڈہنے کو بہی ایسا عاشق

جوہری رنج و غم سے کیا گھبرائے
غم کے تو رکھتے ہین غذا عاشق

اب اس زمانہ مین پیدا ہین وہ کہان معشوق
جو عاشقون کی وفا کے ہون قدردان معشوق

وہ مہرو ماہ بھی پر جفا کے بانی ہین
ملا ہے زیر فلک کسکو مہربان معشوق

نئے نئے ستم اہل زمین پہ کرتا ہے
چھپائے ہے کوئی پردہ مین آسمان معشوق

ازل سے ایک ہی ہے حسن و عشق مین نسبت
جو بیدل اونکے ہین عاشق تو بیدلان معشوق

مین جاؤن دیر مین کیا کیا کرون طواف حرم
ملا ہے جوئے قسمت سے بدگمان معشوق

یقین ہے اور کہانی اونہین خوش آئے
سنین جو عاشق بیکس کی داستان معشوق

جو ابرو مین ہے خم راستی مژہ مین ہے
یہ لیس رکھتی ہین کیون تیر اور کمان معشوق

دیا تھا جوہری جب دل تو یہ نہ سمجھے تھے
کہ عاشقون کے ہین ہردم عدوئے جان معشوق

ہے عندلیب بھی شیدائے گل ہزار ایک
ہزار کہئے اوسے گو وہ ہے شمار مین ایک

خیال نشتر مژگاں سے پائی چین نہیں
گلوں کے پہلو میں کانٹوں کو پائے جائی ملی
وہ دونوں زلفیں وہ دو آنکھیں ہیں غضب کا فر
غضب ہے گھیر ہے اندوہ و یاس جان نے
سنا نہیں ہے قرار سپند آتش پر
ہر ایک زیست میں پھرتا تھا ہمدمی کا دم

یہ پھانس غم کی چبھی ہے دل فگار میں ایک
یہ خار غم کی خلش ہے جگر ہمار میں ایک
نہیں ہے فاسیہ کا ریوں سے چار میں ایک
بہ شکل نقطہ پر کار ہیوں حصار میں ایک
عجب ہی خال سیہ ہے نشین عذار میں ایک
رہا نہ ساتھ کوئی منزل مزار میں ایک

ہے جسم خاکی میں یوں جوہری یہ روح رواں
شرار جیسے ہو پیشتارہ غبار میں ایک

نظر آئی کس کی جھلک پر جھلک
وہ عارض کی ہے یوں جھلک پر جھلک
رہا یوں ہی نالوں کا گر زور شور
کریگا کوئی پھر ستم پر ستم +
کمر بال سی اور سیہ پیہ بار زلف
کرے قاصدی کیا میری نامہ بر
پھر اجنت ہی یار بھی ہے خفا
خیال مژہ اور سیہ پھر خار غم
چبھوں دلکو میں آبلہ یا شرر

نہیں لگتی اپنی پلک پر پلک
مہ و خور کی ہو جیوں چمک پر چمک
گر ینگے زمیں پر فلک پر فلک
ہے دلکو ہے پھر دھڑک پر دھڑک
نہ کھائے وہ کیونکر لچک پر لچک
نہ مارے ملک دہاں تلک پر تلک
ستائی فلک ہے کمک پر کمک
کریں سگے یہ دلمیں کھٹک پر کھٹک
طپش پر طپش ہے تپک پر تپک

خوشی سے کہلین جو ہمری زخم دل
وہ ہنس ہنسکی چھڑکین نمک بر تمک

غیر کو ملتے ہین وہان جام شراب ایک ایک
بہر مین یون ہی تو ہی خاق کے خلقت او رمرگ
دفن یہان ہو چکین ہر ایک جگہہ لاش پہ لاش
بوسہ پر بوسہ تہا کل وصل مین اور پیار پر پیار
اب نہ نامہ ہے نہ قاصد نہ زبانی پیغام
کبہی ابرو پہ ہین بل گاہ جبین پر ہین شکن
زیست مین دو ہین فرشتے تو نکیرین ہین بہر
کبہی عاشق کبہی مفتون کبہی مجنون کبہی قیس

لخت دل یہان میرے ہوتے ہین کباب ایک ایک
بنتی ہین بہو شتے ہین جیسی حباب ایک پر ایک
ہین پڑے زیر زمین غافل خواب ایک پہ ایک
ویسی ہی ہجر مین ہین آج عذاب ایک پر ایک
آگے آتے تہی میرے خط کی جواب ایک پر ایک
ہی غضب ایک پر ایک اور عتاب ایک پر ایک
لینگی تا حشر یہ ایک ایک سے حساب ایک ایک
مجکو سرکار کے سے ملتی ہین خطاب ایک پر ایک

جو ہری کسکی ہے آمد کہ فلک پر تارے
ٹوٹے پڑتے ہین ہر ایک شکل حباب ایک پر ایک

غم فرقت مین روئین ہم کب تک
رو کے اشکون کو چشم نم کب تک
تہین رخصت ہو گر نہ آوے تم
دم نہ رک جائے ہاتھ سے روکو
ایک دن بیکسی سے جانا ہے

غم جو ہو عمر بہر تو غم کب تک
ابر باران رہے یہہ تھم کب تک
رہے اس نیم جان مین دم کب تک
حلق پر خنجر دو دم کب تک
ساتھ خیل و خدم حشم کب تک

ساتھ میرے رہیگا بخت سیاہ
نشکل سایہ قدم قدم کب تک

اوس کے کوچہ مین دل کرین یکسو
طوف بتخانہ و حرم کب تک

شیشہ و جام و بادہ و ساقی
ہونگے باہم یہہ سب بہم کب تک

سب توکہتی ہین ہین وہ لب جانبخش
میرے حقمین رہیں گے سم کب تک

روتے ہین ہمتو ایسی ہستی سے
بائین کے راحت عدم کب تک

دیکھئیے گا پچھتائین گی آنکھین
ان غزالونکو مجھہ سے رم کب تک

نہ وہ ساقی رہا نہ وہ سیئے ہے
جوہری ذکر جام جم کب تک

بگڑی ہوا چمن کی ہوا ہے چمن سے تنگ
غنچے گلو لبنی گل ہین صبا کر چاپن سے تنگ

تھی روح تن سے تن تھا مرا پیرہن سے تنگ
مرنے پہ ہی لحد سے کفن تن کفن سے تنگ

کب اس جہان مین ہیں سکے کھلکے ہاتھہ پانون
کیا گھر ملا ہی گردش چرخ کہن سے تنگ

پہنچی ہے بوے زلف کہی شوق دید چشم
کیون بھاگتی غزال ہین آہو گر ختن سے تنگ

اوسد بسے اب طلب ہی جو دیکھین لحد کی شب
کچھ ایسی روز روشن سے ہین رنج و محن سے تنگ

کانٹے کی شکل ہمین نشان ہے او ہمین بو
ہمتو ہین باغبان تیرے سرو سمن سے تنگ

گلشن مین کسکی سنتی ہین کہتا ہی کس سے کون
گل کانسی تو بھرے ہین غنچہ دہن سے تنگ

وحشت سے جی بہلتا ہی کب کنج باغ مین
ہین دشت کوہ اپنے تو دیوانہ پن سے تنگ

کیا اس زمین تنگ کا ہے جوہری خیال

فکر وسیع اپنی نہیں کچھ سخن سے تنگ

ہین یہ دو کان چشم مین لعل گہر الگ الگ
اشک بھی ہین جدا جدا لخت جگر الگ الگ

تا بہ تواں کو چھوڑ کر ہوش و حواس سے جدا
حضرت دل یہ جاتے ہین آج کدھر الگ الگ

آہ جلائے چرخ کو نالہ ہلائے عرش کو
کہہ دو دکھائین ہجر مین اپنا ہنر الگ الگ

سینہ مین گر جگر رہے آنکھون مین دل جگہ کرے
بانٹ کے شہر بیٹھ دو تاکہ ہون گھر الگ الگ

زلف کو رخ سے دو ہٹا ہے یہ ازل سے تفرقہ
رات جدا ہے دن جدا شام و سحر الگ الگ

عاشق روے یار یون ہو کہیں ملتفت کی آہین کیون
جلوہ دکھاتے ہین عبث شمس و قمر الگ الگ

آئی خوشی سے غم ترا کھانے کو اوسکو کم ہی کیا
پارہ دل جدا جدا لخت جگر الگ الگ

ساتھ کوئی نہ جائے گا ہونگے روان جدا جدا
راہ عدم کا **جوہری** ہوگا سفر الگ الگ

سینہ سے نکلا لیکے لہو کا خدنگ رنگ
پایا یہ اوسنے دلسے تیر کے خدنگ رنگ

لعل یمن نہ ہونٹھون کے پاسنگ ہو سکے
لائے کہان وہ بات کہان پائے سنگ رنگ

اے طفل شوخ دیکھ شفق چرخ پر نہین
سنہ کا تیر اوڑا ہے یہ لیکر پتنگ رنگ

نوروز کا ہے جشن کہ ہولی کی دہوم ہے
تیغ نگاہ سے دیکھیے ایک شوخ رنگ رنگ

سپہر پہ پڑا ہے خون سراپا شفق نہین
خونین کیا ہے چرخ نے بے شرم و ننگ رنگ

جانے مین کچھ نہ صبر نہ آنے مین کچھ ہے دیر
سینہ پہ تیر کے ہے آمد و شد سے یہ تنگ رنگ

ہے **جوہری** یہ تنگ ردیف اور قافیہ

باندہا ہے زور طبع سے مین نے وہ بنگ رنگ

دو پھول سا عذار اگر دیکھہ پائے گل
غنچہ کے پیرہن مین نہ پہولے سمائی گل

بیشک مراد اوسکے برآئے وہ پائے گل
گر عندلیب قبر پہ میری چڑہائے گل

تربت پہ میری بلبل پہ آئی کیون ہے جمع
کسنے جلائی شمع چڑہائی ردائے گل

آئے جو تو چمن مین تو ہر سرو ہو نہال
ہر غنچہ مسکرانے لگے کھلکھلائے گل

گلچین کے تاک خوف خزان خار کی خلش
گلشن مین کیا امان ہے جو یہان دل لگائے گل

کہدے یہ رنگ کیا ہو ہے بے ثبات بوئے
دو دن کے رنگ و بو پہ نہ نخوت مین آئے گل

مین رو رہا ہون غم مین کسی گلعذار کے
ہنس ہنس کے کہدو دلکو نہ میرے کھلائے گل

باد صبا سے کہتا ہے کچھہ پھوٹ پھوٹ کر
اوس گل کے دیدکی ہے مگر التجائے گل

پھل نخل آرزو سے ملیگا نہ **جوہری**
کانٹے ہین سرنوشت مین میرے بجائے گل

جناب فیض کا گھر ہے میرا دل
نیا ہے کیا مکان دلفزا دل

نکوہ رنج و محنت سے دیا دل
یہ پتھر ہے کہ آہن ہے میرا دل

کھچا دل سب سے کھچا یار کا دل
بنایا ہمنے دلکش دلربا دل

پھر آیا دل تو ڈوبا خانہ چشم
کہے کیا چشم تر کا ماجرا دل

تیری الفت مین سب کچھہ دیچکی ہین
جگر کیا جسم کیا کیا جان کیا دل

ہوئی ہے جب سے تجھسے آشنائی
ہوا ہر ایک سے نا آشنا دل

غضب ہے جذب آفت کی کشش ہے / یہ مقناطیس ہے یا کہربا دل
بنا خود ہے کباب سیخ آہن / عبث نوک مژہ پر کیون لٹکیا دل
تیرے اوٹھتے ہے پہلو سے اوٹھا کچھ / نہین معلوم درد دل ہے یا دل
طلسم و سحر ہے افسون ہے کیا ہے / سما جاتا ہے دیکھو دلمین کیا دل
جو دلمین یون ہی دلشکنی ہے ٹھانی / نہ پاوگے کوئی پھر دوا دل
اوٹھایا سر پہ ہے یہ بار فیض / کجا کوہ غم الفت کجا دل

کہان تک جوہری سمجھائے اوسکو
سمجھتا ہے نہ پہچانے بجا دل

بے پردگی سے اوسکی ہے خود رفتگی کا حال / موسیٰ کے دلسے پوچھیے بے پردگی کا حال
کہتا ہے بار سنکے مری بیکسی کا حال / کس کس کی سنئے ہم نہین سنتے کسی کا حال
خالق نے ان بتونکو تو پتھر بنا دیا / سنتا ہے کون کس سے کہین اپنے جی کا حال
دیکھا جو دلبرونکو تو دل یاد آگیا / جسطرح بی زری سے ہو کوئی سخی کا حال
کس ترک جنگجو سے لڑی آنکھ سچ کہو / کچھ تو ہمین بھی تمسے کہتے نہین اپنے جی کا حال
قاصد بھٹک گیا نہ ملی راہ کوئے یار / لکھا جو خط مین اپنے کچھ آوارگی کا حال
جبہ کہین پڑا ہے عمامہ کہین گرا / ہے حال مین تو اور ہی کچھ شیخ جی کا حال
دلبر کو ہم بتائینگے وہان مدعا علیہ / اظہار کرکے حق سے دل مدعی کا حال

کس بیوفا پہ مرتا ہے یارو خبر تو لو

کچھ آجکل زبون ہے بہت جوہری کا حال

بے صبر و ناشکیب و حزین و نزار دل
دے دیکی جان حسینونکو ہوتا ہے خوار دل
خواہش ہے پھر چمن کی سوئے دشت وہ کوہسار
ایک دل کی دوستی سے ہوئی دو جہان عدو
تا بو مین دل کے نہیں ہون وحشت مین مبتلا
ایک سنگ سیاہ ہے فلک رکھ دو دوستو
کیا کیا مزے ہین مہر و محبت کی درد مین
ایک تیر نے نگاہ کی کیا کیا کئی ہین کام

کیسا دیا مجھے مرے پروردگار دل
کھوتا ہے اپنے ہاتھ سے اپنا وقار دل
ایسا بھی ہو کہیگا نہ بے اختیار دل
دشمن ہے اپنا دوست ہے گو ہزار دل
خود اختیار مین ہون نہ خود اختیار دل
ورنہ تڑپ کے پھینکیگا سنگ مزار دل
بیندرد ہے کسیکو نہ پروردگار دل
زخمی جگر ہے سینہ چھدا ہے فگار دل

اے جوہری بدل لو کسی سے اگر ملے
عشق بتان دہر سے پر بینگار دل

پہونچے عدم سے او جو پڑے ہوئے اس جہان مین ہم
جا کر رہین گے دوسرے کوئی جہان مین ہم
صنعت کو دیکھ دیکھ کے صانع پہ ہین نثار
کیسا تھا حسن دیکھیں دکھادے تو اپنا رخ
ذکر خدا کے واسطے لائین کہان سے اور
تو شیخ زاہد شیخ و برہمن سے چھوٹ گئے

گلشن کی سیر کرتے کو آئے خزان مین ہم
ہین شاد اس مین ہین نہ اس آسمان مین ہم
خالق کا نور پاتے ہین حسن بتان مین ہم
یوسف کا ذکر سنتے ہین ہر داستان مین ہم
ایک دل تھا وہ تو دیچکے عشق بتان مین ہم
آئے ہین جب سے بیعت پیر مغان مین ہم

کام آئے ہم کسیکی نہ خود با مراد ہیں
آئے عدم سے جوہری کیون اس جہان مین ہم

جفا و ظلم کے خوگر ہوئے ہم	بتو کر یو ستم تیشہ ہوئے ہم
بنایا تمکو ہمنے یوسف حسن	کہو گے اب کہ پیغمبر ہوئے ہم
لگا کر ہاتھ پانون اپنا پہسایا	تیری زلفون سے کب سر بر ہوئے ہم
کبہی اوڑتے تہے ہم اوج فلک پر	قفس مین پڑکے اب بے پر ہوئے ہم
گدایانہ سوال مئے ہے تجہہ سے	نہ حق سے طالب کوثر ہوئے ہم
گلا کاٹا جو تم منہ سے نہ بولے	ہوئے تم بے زبان بے سر ہوئے ہم
تپ غم سے جلے ایسا نہ کوئی	جلے اور جل کے خاکستر ہوئے ہم
خدا سے بہی چہپا دینگے نہ زاہد	پرستار بتان کہلکر ہوئے ہم
کرینگے یاد کیا تیرے چمن کو	صبا خندان نہ یہان دم بہر ہوئے ہم
لگا کے خم کے خم مئے مئے کدہ مین	نہ منت خواہ ایک ساغر ہوئے ہم
صف مژگان سے کب منہ ہمنے پہیرا	اکیلے ہم صف لشکر ہوئے ہم
نکلواتا ہے کیون محفل سے ہمکو	ترے کہنے سے کب باہر ہوئے ہم

عجب اے جوہری دور زمان ہے
کبہی بیدل کبہی دلبر ہوئے ہم

مرکر بہی ہم نجائینگے باغ ارم صنم	تیری گلی ہے ہمکو تو دیر و حرم صنم

دیر و حرم ہے ایک ہی بستی گزر گزر
ہے وہاں خدا خدا تو یہاں ہی صنم صنم

موقوف بتکدہ پہ نہیں ہے وہ ہر جگہ
کعبے میں ہی تو پاتے ہیں آ کے شیخ صنم

آتے ہو جب کبھی تو ہنسو بولو لطف سے
بت بن کے بیٹھ رہتے ہو ہی یہ ستم صنم

برسوں کے پرسوں کل یہ کہے قیامت ہی مراد
پہونچے ہیں سب یہ آپکے قول و صنم

انکار کیوں ہی شیخ و برہمن ہیں جوہری
نور خدا ہے دیر میں سب جسم صنم

کس درجہ زور ضعف ہی جسم نزار میں
پھیلا دیا یوں سایۂ دیوار خار میں

بے اونکے گھر لحد بنا ہے مجھے انتظار میں
وہ گھر میں آئے جبکہ میں پہونچا مزار میں

حاصل نہ ہو جو غنچۂ دل کو شگفتگی
پھر فرق کیا ہے فصل خزاں و بہار میں

وعدہ کرو تو ہم تو قیامت کو سمجھیں کل
ہے صبر کسقدر دل امیدوار میں

افسانے ہیں جبین کے مہ و مہر منفعل
تاروں کی روشنی ہے یہاں کس شمار میں

دل کھو چکے تھے زلفوں میں اب خود ہی گم ہوئے
یہ اور انتشار ہوا انتشار میں

اے جوہری نصیب میں گردش جو تھی بہرے
پہونچے نہ کس جگہ نہ گئے کس دیار میں

عالم ہی نیرین کا جام و شراب میں
دیکھے آفتاب بھر کے تجھے ماہتاب میں

کیفیت شباب ہے شغل شراب میں
لطف شراب نوشی ہی عہد شباب میں

دیکھی جو شب کو گیسو پہ پیچ خواب میں
گذرا تمام روز مجھے پیچ و تاب میں

اي نامہ بر عیان ہو کہ تھے وہ عتاب مین
لایا ہے خط کہ پرزے جو خط کے جواب مین

دریا مین گھر بنا کے وہ سمجھا ہے کچھ ثبات
نخوت کی کیا ہوا ہے سمائی حباب مین

سمجھا ہون لاجواب دہن خال انتخاب
کسکو کلام ہوگا میرے انتخاب مین

یکدم کی ہے ثبات یہ انسان کی زندگی
دم کیا ہوا اکو بند کیا ہے حباب مین

یون بوسے اوتنی جتنے وہ دینگا لیا مجھے
گر ہو شمار فرق نہ آئے حساب مین

لذت جو پڑا ہے عشق کا کہاتے ہین لخت دل
کیا لطف منہ مین کب ہے یہ لذت کباب مین

تقوی و زہد پیری مین بنتا ہے زاہدو
ترک شراب پھر ہے عہد شباب مین

جولان سمند ناز رقیبو نپہ کب تلک
ہر جوہری بہی دیر سے حاضر رکاب مین

مژہ بھولا نہ آب تیغ کا زیر زمین سون
دہان زخم سے آتی صدائے آفرین برسون

شب ہجران مین تیر آہ کا ایسا کیا مین نے
زمین ہلتی رہے لرزا کیا عرش برین برسون

تصور اوس لب شیرین کا آنکھونمین سمایا ہے
بجائے اشک ہم روتے رہے لعل نگین برسون

کٹی کیا ہے مژہ یہ اپنی ساری عمر تلخی سے
رہا وہ تیر شر و برسون کبھی چین جبین برسون

شب وصل صنم کیا یا کہ گھڑیون مین ہوئے آخر
رہی اب روز ہجران ہے کہ گھڑیان ہوگئین برسون

دم جان بخش کا تیرے ہوا جب شہرہ عالم مین
رہے عیسی خجل بالائے چرخ چارمین برسون

جو وہان ہوگے تو یان اغیار سے شاید نہان ہوگے
یہ ظاہر تو رہے ہمسے تیرے کافر ہیمن برسون

بتو تمکو ہمنے دیکھا کب خدا او دیکھہ پائینگے
گھسین بہی حضرت زاہد حرم مین کیون جبین برسون

نہ تنگا بھی جلا اغیار کا گھر او فلک کیسا
کئے نالے شرر افشان واہ آتشین برسون

کرین گو قاصدی میری وہ کیا کچھ نہ دینگے ہو آوین
پھر اس راہ مین پہلے بھی ہین روح الامین برسون

مذاق لے **جوہری** اسکو مضمون آفرینش کا
ہوئے تحسین بہت روز روشن سنی ہے آفرین برسون

عاشق تمہارے ہم ہی نہین اور بھی تو ہین
کیا ناز اوٹھانے کو ہمین ہین اور بھی تو ہین

تو تو اوٹھائے لیتا ہے سر پر زمین کو
ایدل تڑپ نہ زیر زمین اور بھی تو ہین

جان و جگر بھی لیجئے تو گھر یہ صاف ہو
سینہ مین میرے دل ہی نہین اور بھی تو ہین

میرے سوا یہ ناز تیرے کون اوٹھا سکا
کہنے کو یان جہان مین جن اور بھی تو ہین

کیون دم بدم ہے سینہ و دلمین میرے نفاق
اس گھر مین مکان و مکین اور بھی تو ہین

برباد ایک فلک کو کیا ہی تو کیا کیا
اے آہ مجھسے بر سر کین اور بھی تو ہین

ہے **جوہری** جو سامنے بس ہم ہین اوسی پر ظلم
عاشق تیرے لسارو کہین اور بھی تو ہین

بتاؤن کیا میرا جو حال ہے اب ہجر دلبر مین
نہ طاقت تن مین ہے نہ صبر دلمین ہے نہ دل بر مین

خدا کے داغ الفت دلمین ہے جو زلف کا سر مین
لگی آگ ایسے گھر کو ہو غم الفت نہ جس گھر مین

کبھی دیوار مین ٹکرا رہا ہون سر کبھی در مین
وہ کیا سامان وحشت دشت مین ہے جو نہین گھر مین

نہ سمجھے مجھسے جو رو جفائی یار کے باتین
الٰہی مجھکو شرمندہ نکرنا اوس سے محشر مین

اوٹھا ہے حضرت دل جلکے جنگل کی ہوا کھاؤ
نکل سکتین نہین جی کی حسرتین کیا بیٹھ کے گھر مین

دکھائی کہکشان نے راہ سپید ہی تک کے شب کو
جبین نہال کا عالم تھا کچھ کچھ ماہ و اختر مین

تیرے رفتار و قامت سے جو عالم مین قیامت ہے
تو ہر طوفان کا عالم ہے سیر بھی دیدۂ تر مین

بتون کے در کے سجدے نسبی مثل خط جبین یکسر
خدا جانے لکھا تھا حق نے کیا میرے مقدر مین

جو ہوتے خضر و اسکندر تو شانے خود گلا آ کر
مزہ ہے ہائے حیوان کا تمہارے آب خنجر مین

مسلمان کافر اور کافر مسلمان مجھکو کہتے ہین
میرا پھر حشر ہوگا ساتھ کس فرقے کی محشر مین

فلک کیون رو سے روئی روشن ہو رلاتا ہے
لگے دہبا نہ شکل ماہ روئے مہر انور مین

جو شکلین **جوہری** اسپے تو پہونچین گوشۂ دلبر تک
پہنسے ہین اب تو آکر اس فلک کے قصر بے در مین

جب زیست پھر نہ اپنی ہے پھیر ہین ہین پانون
پھر بعد مرگ کیون نہ پہنکی کفن مین پانون

ایسی جمائی شمع نے اس انجمن مین پانون
گویا کسی نے گاڑ دئے ہین لگن مین پانون

دندان و لب نے مجھکو پھرایا کہان کہان
ہر ایک عدن مین پانون تو ہر ایک یمن مین پانون

یکسان ہے او بہار و خزان انکا ہے عیش و غم
جکڑے بشکل سرو جمی اس چمن مین پانون

کیونکر کٹے گی راہ عدم کی سفر ہے سخت
اوٹھتے نہین ہین سنتے ہین رنج و محن مین پانون

دیکھو کہے سے ہی دھرون نہ رہ عشق مین قدم
رکھتا ہے ارے کبھی کوئی دہن مین پانون

اس نازنے بدن سے کس آرام مین رہے
سایہ مین ایک کانٹے کی پھیلے حسین مین پانون

یہ شعبدہ نیا ہے کہ پھرتا ہے رات دن
اسکے نظر نہین کہین چرخ کہین ہین پانون

پہونچین ہر ایک ملک مین ہر ایک کے پانین

پیدا ہون جوہری ترے شعر و سخن مین فن

گذرتے ہین گھڑیون مین عشرت کے دن — نہین کاٹے کٹتے مصیبت کے دن
شب ہجر کی صبح ہوتی نہین — جو ہوگی تو ہوگی قیامت کے دن
خوشی وصل مین ہے جسے مین رنج ہی — کہو موت سے آئے فرصت کے دن
کہا کچھہ کہون حال دل گر سنو — تو کہتے ہین پھر کوئی فرصت کے دن
گھٹا کب ہے برسات مین مے کشی — یہہ زاہد خدا کے ہین رحمت کے دن
بھٹکتے پھرے رہنمائی مین خضر — گئے گذرے پس یون ہین حضرت کے دن
مین بولا جوانی ہے ہنس بول لو — تو کہتے ہین ہین تیرے مستی کے دن
شب وصل آئے خوشی سے نہ موت — مین خود مانگ لونگا ضرورت کے دن
یہہ کیسا ہے دنیا مین لیل و نہار — فراغت کی راتین نہ فرصت کے دن
برا کہتی ہے عہد پیرے کو خلق — جو حق پوچھو ہین یہ حقیقت کے دن
اجل نے دکھائی ہے منزل کی شب — رہے زندگی بھر مسافت کے دن

مبارک سب وصل ہو جوہری
کٹے کس مصیبت سے فرقت کے دن

گل نہین پھولے سماتے ہین کہ وہ آتے ہین — شکل سبزہ پیچھے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین
انتظاری مین تو ہے نزع کی حالت دیکھین — پہلے ہم جان سے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین
ابلہ پائی کھٹکتی ہے میرے کانٹون کو — اونگلیان مجھہ پہ اوٹھاتی ہین کہ وہ آتے ہین

دیکھکر مجکو کہا وحشیون سے مجنون نے — لو ہم آپ دشت سے جاتی ہین کہ وہ آتے ہین۔

ماہ و خور جلوہ دکھاتے ہین جو ہر شام سحر — دہو کھا دینے کو یہہ آتے ہین کہ وہ آتے ہین

حسن اور عشق مین تکرار کشش ہے دیکھین — مجکو وہ کھینچ بلاتے ہین کہ وہ آتے ہین

جگر اور دل بھی جو کرتا ہون ستم اونکے بیان — میرے پہلو کو دباتے ہین کہ وہ آتے ہین

جھوٹ ہی کیون نہو پہر تسلی سب لوگ — کیون نہین مجکو سناتے ہین کہ وہ آتے ہین

جوہری مرنے بھی کیا ڈر ہے مگر وعدہ کی شب
سوت سے جان چراتے ہین کہ وہ آتے ہین

عشق مین جسنے خود کام کے رسوالون مین — بخدا اوسکو خدا اوسکو سمجھتا ہون مین

ہوکے رنجور زمین پکڑی نچھوڑی تا مرگ — اس ضعیفی مین بھی کس درجہ توانا ہون مین

آنکھ کہتی ہے کہ آشوب جہان مجھسے ہے — قد وہ کہتا ہے قیامت سے بھی بالا ہون مین

آتش دل بھی بجھائے نہ گئی اشکون سے — آنکھ کس برتے پہ کہتی ہے کہ دریا ہون مین

سیکڑون تم پہ مرے اور مرے جاتے ہین — تمکو اسپر بھی یہ دعوی کہ مسیحا ہون مین

کسکی یاد آئے کہ جی نکلا ئے استقبال — در وہ کہتا ہے کہ تعظیم کو اوٹھتا ہون مین

یاد دندان مین جو روتا ہون تو ہر قطرہ اشک — منہ پہ کہتا ہے کہ رشک در یکتا ہون مین

حیف ہے غیر سے وہ لطف و مدارات کرے — جسکو مین پیار کرون اور جسے چاہون مین

سچ تو یہ ہے کہ ہوا دوست ہے میرا دشمن
جوہری کسکے لئے پہر شاکئے اعدا ہون مین

مجھسا ہوگا کوئی حزین نہ کہین
تجھسا دیکھا کوئی حسین نہ کہین

گالیان اس دہان شیرین سے
زہر ہو جائے انگبین نہ کہین

ناصحو کچھہ سمجھکے سمجھاؤ
ناسمجھہ ٹھہر پھر تمھین نہ کہین

ہے لگی چاٹ بوسہ لب کی
منہ کے کھائے گا دل کہین نہ کہین

صاف ہے اور نہین نظر مین کمر
بے مکان کے سنا مکین نہ کہین

زلزلہ چرخ کو ہے نالون سے
تہہ و بالا ہو یہہ زمین نہ کہین

دامن ابر سے نہ ہو خشمناک
آئے آنکھون پہ آستین نہ کہین

آہ و نالے بھی ہون تو ہنس ہنسکر
دلمین دکھہ پائین ہمنشین نہ کہین

زندگی میری ہے تو ہان سے ہے
نکلے منہ سے ترے نہین نہ کہین

چھوڑ کر در ترا حرم ہو کہ دیر
گھسنے والے ہین ہم جبین نہ کہین

ساری دنیا پھرے تھکائے پانون
کوئی جا پائے دل نشین نہ کہین

جوہری کو ہو نہ خلد نصیب
وہان نظر آئے حور عین نہ کہین

ہم معتقد نہ شیخ کے نے پارسا کے ہین
ہو جن سے بندگی رہی بندے خدا کے ہین

کافر ہین وہ جو منکر صنعت خدا کے ہین
حسن صنم مین جلوے اوسی کبریا کے ہین

گر دردمند ہم ہین تو کیا غم ہے یہ شکر
ممنون چارہ گر نہ اثر نے دوا کے ہین

نیک و بد جہان مین ہے انکا اپنے ہاتھ
دہان کو سنکے ہاتھ وہی یہان دعا کے ہین

کرتا ہے اعتراف یہ اللہ بھی معاف
بوسہ لیا ہے معترف اپنی خطا کی ہین

کیون ہاتھہ اوٹھاتے ہین تمہین بدگمانیان
فرمایئے یہ ہاتھہ نہین ہین دعا کے ہین

تعمیل سرنوشت ہین افعال ہیچ سب
ہم قابل سزا نہین لایق جزا کے ہین

ایک نردبان باہم حقیقت مجاز ہے
حسن بتان مین ہر مین جلوے خدا کی ہین

پردہ کی بات کچھہ ہے کہو کہلکے صاف صاف
بند سب کھلے یہہ بند تمہارے قبا کے ہین

افزون ہو حسن بوسون کے جاری رہے زکات
کلی یہہ التجا کے نہین ہین دعا کی ہین

کھلتا ہے باد آہ سے کچھہ انقباض دل
غنچے رہین لطف نسیم و صبا کے ہین

کچھہ عرض جوہری نے جو کی ہنسکے یہ کہا
ہاہم سمجھے خواستگار وہ جس مدعا کے ہین

جو دیکھین گیسوے مشکین رخ انور دہن شیرین
تو بھولی قیس لیلی وامق عذرا کوہکن شیرین

مجسم تجکو خالق نے کیا ای گلبدن شیرین
زبان شیرین ہنسی شیرین لب و سیب ذقن شیرین

ہوا وصف دہان لب وہی سب اپنا دہن شیرین
کلام اپنا ہی شیرین گفتگو شیرین سخن شیرین

نہین تلخی ہی بیداری کی فردا ے قیامت تک
یہہ کیسا خواب راحت آج ہی زیر کفن شیرین

اگر دیکھو تو حسن عشق مین ہی ایک ہی نسبت
وہان ہونکا دہن شیرین یہان اپنا سخن شیرین

وہ شیرین ہے لعل لب ہے وہ زلفون کی نکہت ہے
معطر چین ہو تاتار و ختن ہے او دہن شیرین

بچھڑنا روح کا قالب سے کس سختی سے ہوتا ہے
دکھیونکر تلخی غربت مین ہو یاد وطن شیرین

کوئی وامق کوئی نل اور کوئی فرہاد بن جاوے
اگر دیکھین تمہارے حسن کو عذرا و من شیرین

یہی دن رات کہاتے ہین اسی پر جان دیتے ہین
غذائے عاشقان کسدر جہ ہے رنج و محن بہین

طلسم و سحر و افسون نے تجنیس جوہری کیا ہے
پے تسخیر عالم ہو زبان شیرین سخن شیرین

خانہ اغیار مین کیون آگ لگ جاتی نہین
آہ سوزان ہی ہنر کچھہ اپنا دکھلاتی نہین

صبر و تسکین جسکو بے آئی تیرے آتی نہین
بیقراری دلکے لی جیکی سگئے جاتی نہین

کوچہ رشک جنان کی جسے کہائے ہی ہوا
سرو رختون سے صبا کسرو نہ ٹکراتی نہین

گر نہین سودا کسیکو گیسوئے پرپیچ کا
شام سے تا صبح اولجہن لکی کیون جاتی نہین

شاید آتے ہین وہ تنہا میرے ملنے کے لئے
کیون طبیعت آج تنہائی سے گہبراتی نہین

گر بناوٹ حسن مین ہے تو نہین کچھہ حسن حسن
قلعے آئینہ کے کیا ایکدم کہل جاتے نہین

عشق گیسوئے کیا بحر فنا مین مجکو غرق
یہہ وہ کالے ہین کہ کاٹے جنکے لہراتی نہین

ان حسینون کے تصور نے کیا گہر اسقدر
نیند تل بہر بہی جگہہ آنکہون مین پاتی نہین

یون تو ہین سارے جہان مین ہمکو دعوے حسن کا
آئینہ خانہ مین یکتا ہے مکر آتے نہین

دلکئے لاکہون لہو اب بہی ہے سر سبز وہ
کیون حنا اس خون ریزی کے سزا پاتی نہین

لطف ہے جہڑی اشکون کی پر بجلی ہی ہے بارش کا
آہ سوزان سے کہو کیون برق چمکاتی نہین

کیا ڈرہا ہے کو مجھے کے آنکہہ کی ہے مردمے
خانہ اغیار سیل اشک سے ڈہاتی نہین

اور کچھہ صدمے اوٹھانے کے مگر خواہش ہے کیا
جان ہنوز ہونٹ تک میری آتی ہے کیون جاتی نہین

حسرت و ارمان جو جوان دلمین ہین جان کے شناتہے
ساتہیونکو ساتہہ لیکر جان کیون جاتی نہین

منہ چھپاتے ہین مگر آنکھون مین شوخی ہے بہری
وہ تو شرماتے ہین ونکی آنکھہ شرماتی نہین

بیکلی جیتے جی تو رہی اب قبر مین بہی ساتھہ ہے
ہائے یہ کیسی ہے حسرت دل سے کیون جاتی نہین

تن بدن بہونکا جلایا دل شرار عشق نے
ایک شرر اس خاک کے تودہ سے دب جاتی نہین

التجا سے کچہہ نہین ملتا ہے جاتا ہے وقار
جوہری بیوقت مانگے موت بہی آتی نہین

ایک مقدار سے ہین جسم مین عنصر چارون
تندرستی ہو گر ہون نہ برابر چارون

خون دل لخت جگر سوز درون قطرۂ اشک
میری آنکھون سے گرے طفل یہہ ابتر چارون

دونو عارض مہ خور خال زحل زہرہ جبین
چرخ پر حسن کے ہم اوج ہین اختر چارون

رہزن دین ہین خال و خط و چشم و گیسو
ہین سیہ کاری مین کافر یہ برابر چارون

حمد حق نعت نبی عشق علی ریح حسین
ہین شفاعت کی مرے پاس یہ محضر چارون

قاتل و موذی ہین با نیش ہین زہریلی ہین
زلف و ابرو ہین ترے کژدم و اژدر چارون

قربت گوش جگہہ سر پہ عروج عمر دراز
تیرے گیسو کو یہ رہتے ہین میسر چارون

باغ سے بلبل و گلچین و نسیم و صیاد
لائے تربت پہ مری پہولونکی چادر چارون

سنگ در سنگ لحد اسود کعبہ بت دیر
جوہری دیکھو تو یکسان ہین یہ پتہر چارون

ہے ترہوان سال اب نہین ترسانیکے دن ہین
پچھتاؤگے پھر کہیہ نہین آنیکے دن ہین

کب جوش سے محرم کے مسک جانیکے دن ہین
بے ساختہ اب سینہ سے لپٹانیکے دن ہین

کرنے لگے باتون مین وہ اعجاز مسیحی
لعل لب جان بخش پہ مرجانیکے دن ہین

ہے اب لب شیرین پہ تو گفتار بھی شیرین
اس قند مکرر پہ تو للچانیکے دن ہین

اولجھاؤ نہ دل زلفون کو اولجھا کر مرے جان
منہ آئینہ مین دیکھو یہہ سلجھانیکے دن ہین

چھوڑو وہ لڑکپن نہ چلو سر کو اوٹھا کر
اب بار سے زلفون کے لچک جانیکے دن ہین

اے جوہری ایک اور غزل کہکے سناؤ
دل کو تو کسی طرح سے بہلانیکے دن ہین

دیوانگی و جوش جنون آنے کے دن ہین
ہے موسم گل ہوش و خرد جانیکے دن ہین

آئیگی نہ پھر واعظ نا فہم جوانی
سمجھاتا ہے کیا مجھکو یہ سمجھانیکے دن ہین

رہجائینگے جوانی مین نہ کچھہ حوصلے باقی
پھر آگے ضعیفی مین تو پچھتانیکے دن ہین

مسجد مین کس آفت سے کٹا ایک مہ رمضان
شعبان تلک اب تو یہہ بہجانیکے دن ہین

ہے موسم گل شیخ جی کچھہ ہوش مین آؤ
کیا مجھسے بگڑتے ہو یہہ بہجانیکے دن ہین

طفلی تو گئی کھیل مین پھر کھو کے جوانی
اب بیٹھو ضعیفی مین یہ سستانیکے دن ہین

کیا جوہری بہلاتا ہے جی کنج چمن مین
دیوانے یہہ جنگل مین ہوا کھانیکے دن ہین

راتدن ہے شعبدہ بازیکی کیون تدبیر مین
کیا الجھکین کچھہ ابھی باقی ہین چرخ پیر مین

فارغ البالی تو لکھی ہی نہین تقدیر مین
زلف سے چھوٹی تو پہونچی خانۂ زنجیر مین

خواب مین زلف پریشان رات بھر دیکھا کئے
صبح سے تا شام دل اولجھا کیا تعبیر مین

کوہکن کا یہ لڑکپن تھا اسے کہتی نہ عشق
جان شیرین اپنی کہوئی فکر جوئے شیر مین

بندۂ حسن بتان کرتا خدا کو گر نہ تھا
عشق کیون روز ازل لکھا میری تقدیر مین

مر کے اوٹھے بیٹھے قیامت ہی بپا شور و فغان
تم بہ ادنی کا اثر ہے نالۂ شبگیر مین

زلف کا سودا زدہ سر شاید کوئی زندان مین ہے
شور و غل کیون بے محل ہی خانۂ زنجیر مین

سنتے ہی بس بند آنکھین ہو گئین ہنگام ذبح
لن ترانی کی صدا اٹھی کلمۂ تکبیر مین

کہدو اٹھ جائے کہ ہم آتے ہین جنون کا زور ہے
دشت و صحرا کچھ نہین ہے قیس کی جاگیر مین

لیکے بوسہ کیا ملا مجھکو ہمارا کیا گھٹا
واجب التعزیر سمجھے مجھکو کس تقصیر مین

شب کو رہتا ہے مقابل عارض پر نور کے
داغ لگجائے نہ ماہ چرخ کے تنویر مین

سکہ طبع روان پھر اسمین جاری کیجئے
کر چکے اے جوہری تم یہ زمین تسخیر مین

لیچکے سب دین و دل پھر بھی ہو کس تدبیر مین
کیا رہا باقی مری جان عاشق دلگیر مین

دل گیا پیکان کی صورت وصل ہو کر تیر مین
تیر مین نخچیر ہے یا تیر ہے نخچیر مین

باتون باتون اوس پری کو لائے ہم تسخیر مین
سحر کی تاثیر گویا اپنی ہے تقریر مین

مانع سیر چمن گر باغبان ہے غم نہین
وسعت صحرا کسی کی تو نہین جاگیر مین

کوہ صحرا زیر پا ہین ایسی پابندی مین بھی
دل پھنسا ہی زلف مین اور پاؤن ہی زنجیر مین

بعد مدت وصل ہی کیا آج بوسونکا حساب
وہ اگر اصلی رقم ہے یہ بھی ہین توفیر مین

مر گیا مین وصل کی شب سنکے زاہد کی صدا
کیا اذان مین فرق ہی اور کلمۂ تکبیر مین

داغ سوزان سے جلا دل شمع پہ اپنا بھی ہین
ہین حبش مین گا ہم بہی کبھی کشمیر مین

چھیڑنا اسکا غضب تھا اوسکا ہنسنا قہر تھا
بحث کیا ہوتی رہی شب شمع اور گلگیر مین

کوئی مجنون ہے ترا زندان مین اے رشک مسیح
قم باذنی کی صدا ہے نالہ زنجیر مین

صفحہ عارض پہ خط اور خط مین وہ خال سیاہ
جابجا نقطے ہین یہ قران کی تفسیر مین

تیغ ابرو مین ہر ایک مو شکل جوہر بن گیا
ورنہ ہے بیکار گر بال آگیا شمشیر مین

ہوتے ہین چین بر جبین وہ جوہری کی شکوہ تحریر
کہتے ہین اللہ ری طولانی تری تقریر مین

گیسو جو وہان چہرے پہ بل کھائے ہوئے ہین
یہان سانپ مرے سینہ پہ لہرائے ہوئے ہین

برہم ہین مگر کچھ ایسے وہ شرمائے ہوئے ہین
منہ دیکھنے کو بہی مجھے ترسائے ہوئے ہین

کعبہ ہو تو در پر ترے سجدہ نکرین ہم
اے کافر ترسا ترے ترسائے ہوئے ہین

اے دل ترے شیون نے غضب دھوم مچائی
بیزار ہے گھر ضیق مین ہمسائے ہوئے ہین

کچھ ایسی ہوا گلشن عالم مین چلی ہائے
جو غنچہ و گل مکھڑے کمہلائے ہوئے ہین

گھیرے ہین شب ہجر مین کیون کالی گھٹائین
دل پر تو مرے ابر ستم چھائے ہوئے ہین

اے جوہری کیون ہے تجھے حورونکی خواہش
دل دیکے حسینونکو تو پچھتائے ہوئے ہین

ثابت ہی سہی بن مرے بر مین نہین کہین
دامن کہین ہے جیب کہین آستین کہین

اپنی تو بود باش کرینگے وہین کہین
لے آسمان کے ہمکو ملے گز زمین کہین

بیوجہ زلزلہ نہین اس سطح خاک کو | ہے دفن مضطرب کوئی زیر زمین کہین
سو سنتو نسے وصل کی گھڑی ہے خبر | پر خوف ہے کہ پھر وہ نہ کہدین نہین کہین
آہستہ اے نسیم سحر خندہ ہائے گل | چونکے نہ خواب ناز سے وہ نازنین کہین
آتے ہین دیکھنے کو وہ سختی وقت نزع | دہوکھا نہ دے اوکھڑکے دم واپسین کہین
اس آب دانہ نے مجھے در در پھرا لیا | پانی کہین ملا ہے تو نان شبین کہین
کیا خاک جی لگائین اس اجڑے دیار مین | پاتے نہین ہین کوئی مکان دلنشین کہین

مدت سے جوہری ہین اسی جستجو مین ہم
دیکھا نہ کوئی ملک دکن مین حسین کہین

محو رخسار یار رہتے ہین | مہر و مہ سے دوچار رہتے ہین
ہین جو سرکش وہ زار رہتے ہین | خار بے برگ و بار رہتے ہین
فصل گل مین ہوا کے گھوڑے پر | غنچہ و گل سوار رہتے ہین
دست و لب کی یہ شوخیان دیکھو | محو بوس و کنار رہتے ہین
کیونکر ہین جستجوے ظل ہما | زیر دیوار یار رہتے ہین
نالہ و آہ و زاری و شیون | غم مین یہ غمگسار رہتے ہین
مثل منصور جو کہ ہین حق گو | حق ہے بالائے دار رہتے ہین
ہے اونہین کے لئے شراب طہور | جو یہان بادہ خوار رہتے ہین

جوہری دل سے دہوئین گرد ملال

اس لیے اشکبار رہتے ہین

فروغ نور ہے اور التہاب شیشہ مین
نہین شراب ہے ہی آفتاب شیشہ مین

شراب رکھتے تھے وقت شباب شیشہ مین
ہزار حیف کہ اب ہے خضاب شیشہ مین

نہین ہے بر مین مرے دوستو ل پر خو ن
بغل مین شیشہ ہے اور ہے شراب شیشہ مین

نکلتی ہے سر بازار تھتھون کے ساتھہ
یہ دخت رز ہے عجب بے حجاب شیشہ مین

رہے نہ اشک تو آنکھون مین لخت دل آئے
عوض شراب کے رکھے کباب شیشہ مین

تھی دخت رز یہ مری تاک اک مہینہ سے
ہوئی ہے عید کے دن دستیاب شیشہ مین

شب وصال مین کیا کہئے لطف مے نوشی
بغل مین ماہ تھا اور آفتاب شیشہ مین

روان بدن مین کوئی نفس بے شمار نہین
ہے ریگ یک گھڑی کا حساب شیشہ مین

لگا دے خم مرے منہ سے عذاب سے چھوٹون
رہیگا خوف شمار و حساب شیشہ مین

تمہاری زلف کا سایہ اگر نہین ہے پڑا
تو کیون شراب ہوئی مشکناب شیشہ مین

نہ روح کا ہے بھروسہ نہ اعتبار بدن
ہوا حباب مین ہے یا حباب شیشہ مین

یہہ کہدو دختر رز سے کہ بزم مین آئے
عبث ہے شرم نشہ مین حجاب شیشہ مین

نہین ہین سینہ مین لخت جگر دل پرخون
کباب طشت مین ہین اور شراب شیشہ مین

نہ آنکھہ جھپکی کبھی خشم کے خم کئے خالی
کیا اوس آنکھہ نے مدہوش خواب شیشہ مین

ہین مین آنکھون مین یہ صفحہ سیاہ و سفید
دھری ہے قدرت حق کی کتاب شیشہ مین

کبھی سرشک کبھی خون دل ہے آنکھون مین
کبھی شراب کبھی ہے گلاب شیشہ مین

گھڑی مین رنگ ادہر ہے کبھی کبھی ہے اودہر
گھڑی گھڑی یہ ہے کیا انقلاب شیشہ مین

نہین ہلال ہے آئینۂ فلک مین نمود
پڑا ہے یار کے عکس کا بشیشہ مین

بھلا ضعیفی مین تجھ جوہری سنبہالو ہوش
گئی جوانی ہے ساغر شراب شیشہ مین

دل تو جلتا ہی مگر آہ و فغان کچھ بھی نہین
آگ یہ کیسی لگی ہے کہ دہوان کچھ بھی نہین

کوئی عنقا کو لئی دیتا ہی عدم سے تشبیہ
سچ تو یہ ہے کہ کمر اور دہان کچھ بھی نہین

لاغری ایسی یہ کبھی تھی کہ نعش عاشق
جا کے دیکھا جو کفن مین تو وہان کچھ بھی نہین

آئینہ مین جو دہن دیکھا کہا مین نے یہہ کیا
پھیر کر منہ کو کہا اوس نے کہان کچھ بھی نہین

زلف پر پیچ دبلا کیون نہ پڑی ہے پیچھے
مجھ مین تو ہوش و خرد تاب و توان کچھ بھی نہین

جس نے بل ابرو کی دیکھین ہین مژہ کی نوکین
اوسکی نظرون مین تو شمشیر و سنان کچھ بھی نہین

رہتے تھے جنکے سواری مین علم اور نشان
بے نشان ایسے ہوئے نام و نشان کچھ بھی نہین

یاد و باران حوادث کی سبھی ہین صدمے
سقف گردون ہے تو دنیا مین امان کچھ بھی نہین

شہرۂ حسن اڑاتی تھی صبا گلشن مین
گل کو جب دیکھا تو ای غنچہ دہان کچھ بھی نہین

کیون اوڑاتے ہو قلیونسی کتابت ہے ضرور
آمد و شد سے کبوتر کے نہان کچھ بھی نہین

جوہری تا کہ چھپاؤ تمہین ہے عشق کا مرض
رنگ رخ خشکی لب سے تو نہان کچھ بھی نہین

جو چارہ گر مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین
تمہاری آنکھین تمہاری نظر کو دیکھتے ہین

وہ عارض اونکے جو شام و سحر کو دیکھتے ہین
نہ ایک نگاہ وہ شمس و قمر کو دیکھتے ہین

نگاہ کے آگے رقیبون کے گھر کو دیکھتے ہین
ہم آج آہ کے اپنے اثر کو دیکھتے ہین

سفر ہے پیش پہ تشویش ہے کہ ساتھ اپنے
کوئی رفیق نہ زاد سفر کو دیکھتے ہین

نگاہ کے وار وہ حیرت مین مجھکو سکتا ہے
ہین اونکے تیغ وہ میرے جگر کو دیکھتے ہین

جگر مین کاوشین کرتی ہی حسرت پروانہ
جب اپنے ٹوٹتے ہوے بال و پر کو دیکھتے ہین

سما گیا ہے جو آنکھون مین یار کا نقشا
وہی ہے پیش نظر ہم جدہر کو دیکھتے ہین

کہانی نوح کے طوفان کی ہیچ سمجھتے ہین
جو لوگ آنکھ سے اس چشم تر کو دیکھتے ہین

فروغ دیتا ہے کیا خال مہر عارض پر
ضیا سے تارے کے دن دوپہر کو دیکھتے ہین

جگر کی آگ بجھائین کہو یہ اشکون سے
یہ طفل ہائے ہین اپنے گھر کو دیکھتے ہین

بدن تو جلکے ہوا خاک روح باقی ہے
وہ جیسے خاک مین پنہان شرر کو دیکھتے ہین

سفر وطن سے ہے یا تن سے رخصت جان ہے
نگاہ یاس سے دیوار و در کو دیکھتے ہین

دل اوسکو دیتے ہین سودائے عشق الٰہی مین
جو ہو سو ہو نہین نفع و ضرر کو دیکھتے ہین

نہ آنکھین چار کرو ایک نظر ادہر دیکھو
ادہر نگاہ کرو ہم اودہر کو دیکھتے ہین

کہان گیا کدہر آیا یہ جوہری کہئے
کچھ آپ اپنے دل بے خبر کو دیکھتے ہین

صبر دم بھر تو مرے نالہ و فغان مین نہین
چین اے درد تجھے بھی شب ہجران مین نہین

آب دانتون کی ترے گوہر غلطان مین نہین
بات جو ہونٹون مین ہے لعل بدخشان مین نہین

ابر باران مین نہین قلزم و عمان مین نہین
جوشش اشکون کا مرے نوح کی طوفان مین نہین

ایسی جنت ہے یہہ ہوا صحن گلستان مین نہین
کوئی جانانکی رخسار روضۂ رضوان مین نہین

چارہ گر چھوڑ دے یہ نہین تو مریض غم کو
جو مزہ درد مین ہے اوسکو وہ درمان مین نہین

کوئی پر زور کوئی زار ہے بالائی زمین
فرق کچھہ زیر زمین مور و سلیمان مین نہین

گل احسان سے ہے تہی دامن ہمت ہی میرا
لطف منت کا یہان اپنی گلستان مین نہین

لیکئے خاک کی پتلے ہین ملایک شرف
کیا فرشتون مین ہے جو حضرت انسان مین نہین

پانون پھیلائیگا وہان جا کی تو کیا دست جنون
ایسی وسعت بہی تو کچھہ دشت کی دامان مین نہین

خوبیان خال کی خدا ان سے بیان ہون کیا کیا
ماہ نخشب مین نہین یوسف کنعان مین نہین

رو کے جلتی ہوئے گھر مین گیا چھوڑ کہان
دلکو دیکھو تو کوئی سینۂ سوزان مین نہین

اک تری نیم نگہ کاٹ جو کر جاتی ہے
کچھہ مین وہ نہین خنجر بران مین نہین

برف پیری سے کیا حسن ہوئی بال سفید
لطف مہتاب شب ماہ زمستان مین نہین

خود بخود مستی سے ہین بیخود وہ سرو ہنسی
بخدا نام خودی محفل رندان مین نہین

جوہری کا جو سخن خوب نہین درد تو ہے
شاعرون مین وہ نہین جمع سخندان مین نہین

آہ گرم و اشک تر سے حشر اک برپا کرون
دشت کو دریا کرون دریا کو مین صحرا کرون

مال و زر کیا نقد جان نذر رہ عقبی کرون
یہان مجھے رہنا نہین کیون خواہش دنیا کرون

ہو عدم مین بھی ہوم وہ ضعف کمر انشا کرون
پائی بند دام مضمون طائر عنقا کرون

آپکے امروز فردا مین ہوا فردائے حشر
آج کیا مین اعتبار وعدۂ فردا کرون

دست رس ہو تو بناؤن شاخ طوبی سے قلم
دلمین ہے تحریر وصف قامت رعنا کرون

اوس جبین پر ہر سحر قربان کرون سو صبح عید
زلف کے صدقے ہر ایک شب سو شب یلدا کرون

بجر مین ہوش و خرد تاب و توان جاتے ہین جائین
جان بھی جائے تو اوسکی کچھ نہ ہیچ پروا کرون

جامۂ احسان سے بہتر ہے تن عریانی مجھے
کب مین پروائے حریر و قاقم و دیبا کرون

اپنے پانون کے تلے یکدم مین لاؤن ہفت چرخ
سوی بالا سر جو تیر آہ آتش زا کرون

چاک دامان جیب پر ہے رنگ زرد اور آہ سرد
جوہری اس عشق کو کسطرح مین اخفا کرون

کہان سے لخت جگر لاؤن دمبدم سوسو
ہر ایک پل مین بہاتی ہے چشم نم سوسو

ہین بات بات پہ نازاون کے دمبدم سوسو
ہر ایک نازنین کرتے ہین وہ ستم سوسو

ترا سنگ مین قدرت کی نور کا ہے ظہور
ہر ایک سنگ مین پنہان ہین یہان صنم سوسو

یہ احتشام فغان کا کہ منہ سے جب نکلا
تو ساتھ اوسکے چلے آہون کے علم سوسو

کسی سے راہ مین ہوتا نہین کسیکا ساتھ
ہر ایک قدم ہین وان رہرو عدم سوسو

نہین ہے ایک ستم اونکا اپنی قسمت مین
وہان رقیبو نپہ تو ہوتے ہین کرم سوسو

ہماری آہین بھی کیا تیز دم ہین تیز قدم
رہا ہے پیچھے تو یہ پیک دم قدم سوسو

جو آئین خضر بھی اس راہ مین تو ہون گمراہ
ہین اونکے زلفونکی راہو نمین پیچ و خم سوسو

نہ ان حسینون کی باتون پہ جوہری آنا

ہزار وعدے کریں کہا ئیں وہ قسم سو سو

سوز دل سے جگر کی سو تو نکلا روزن خشک ہے
گر مجھے دفنائیں زیر پائیں تو مدفن خشک ہو

روبرو ہے عارض گلرنگ گلشن خشک ہے
وہ زبان گر دیکھ پائی برگ سوسن خشک ہو

رحم سے تربت پہ میری گر کوئی رکھدے چراغ
شام ہی سے شامت قسمت سے روغن خشک ہو

دشت میں مرکے جو میری چشم تر سے آستین
حشر تک ممکن نہیں صحرا کا دامن خشک ہو

جو کوئی دے زخم پہلے پھر دوا اوسکو کرے
آنکھ اوسکی مثل چشم زخم سوزن خشک ہو

گرچہ خوش قامت پئے گلگشت آئے باغ میں
خشک کانٹے کی روش شمشاد گلشن خشک ہو

ظالموں کے فیض سے سیراب کب کوئی ہوا
دیکھ لو کیونکر نہ آب تیغ آہن خشک ہو

سرد مہری نے بتوں کی اسقدر ٹھنڈا کیا
تا قیامت قبر میں ممکن نہیں تن خشک ہو

سوز دل سے قبر کے باہر جو نکلے سیل اشک
ماہ ہو سیلاب میں ماہی کا مسکن خشک ہو

عشق کے ہیں آبیار ہی سے ہر داغ جگر
چاہ جس گلشن میں ہو کیونکر وہ گلشن خشک ہو

یا الٰہی جوہری زار کا کشت امل
مثل کشت سبز تر مانند خرمن خشک ہو

دشمن ایمان و جان یا جان جاں ہے کوئی ہو
دل اوسے دینگے جو اپنا قدرداں ہو کوئی ہو

شاعر شیراز ہو یا اصفہاں ہو کوئی ہو
ہے وہی اہل زباں جو خوش بیاں ہو کوئی ہو

وہ مکاں کوئی نہیں جسمیں نہ ہمسایہ ہو اوس
عرش اعلیٰ ہو زمیں ہو آسماں ہو کوئی ہو

باعث تسکین ہے ہر دم دلکی پہلو میں رہے
تیر ہو ناوک ہو پیکاں ہو سناں ہو کوئی ہو

دور کوئی یاں سے دوزخ ہین سب میرے لئے
خلد ہو جنت ہو گلزار جنان ہو کوئی ہو

ہم اوسی جینے پہ مرتے ہین جو دلبر بین ہو
زیست ایک روزہ کہ عمر جاودان ہو کوئی ہو

حال قیس و وامق و فرہاد پر کیا منحصر
درد کا قصہ الم کی داستان ہو کوئی ہو

اس قضا کے ہاتھ سے ہرگز کسیکو جانبری
پیر ہو یا طفل کوچک یا جوان ہو کوئی ہو

جوہری دل دیجئے اوسکو جو ہو اہل وفا
حور و غلمان ہو پری ہو انس و جان ہو کوئی ہو

قیس کو حضرت دل دشت سے اوٹھ جانے دو
ایک جنگل مین بگڑ بیٹھین نہ دیوانے دو

اشک تھم جاؤ جو جی جلتا ہے جل جانے دو
پھر برس لینا ابھی پہلے تو کرمانے دو

آتشین خیمہ ہمین خال کے یہ دانے دو
شمع عارض پہ چلے بیٹھے ہین پروانے دو

وصل مین گلا کاٹو تو مین اف نکرون
صدمہ ہجر سے پر مجھکو سنبھل جانے دو

پوچھتے کیا ہو مرا حال سمجھلو سنکر
قیس و فرہاد کے مشہور رہین افسانے دو

جلد ملتا ہے سمجھکر سبھی عاشق ہونگے
اپنے کوچہ مین مری نعش تو دفنانے دو

گلہ اونھین نہ کرو دلدار کہیگا پھر کون
آج دل لیکے مکرتے ہین مکر جانے دو

طفل نادان ہین اولجھتے ہین جو زنجیر گیسو
ایک کھلونے پہ مچلتے ہین مچل جانے دو

ناز کرنے کو شہ حسن کا اب حکم نہین
خط نہین نکلا ہے آئے ہین جو پروانے دو

عشق کیا شی ہے جو سمجھیگا نہ سمجھائیگا
بے سمجھ واعظ نافہم ہے سمجھانے دو

ہین کے گیسو ترے چہرے پہ جو بل کھاتی ہین
ایک پری دیکھکے بگڑے ہین دیوانے دو

صید کس طرح سے ہوتا ہے جگر دیکھیں تو
اے کمان ابرو تیرا تیر نظر دیکھیں تو

اشک کے ساتھ رواں لخت جگر دیکھیں تو
آپ آنکھوں کی مرے لعل و گہر دیکھیں تو

چار آنکھیں نکریں ایک نظر دیکھیں تو
ہم اودہر دیکھتے ہیں آپ ادہر دیکھیں تو

دل دیا جانیے کیا کیا نہ اوٹھائے صدمے
آپ سیرا یہ کلیجہ یہ جگر دیکھیں تو

امتحان آج جو منظور ہے جان بازونکا
چھوڑ کر تیر نظر آپ ادہر دیکھیں تو

عرق سیلاب ہوا آگ لگی غیر کے گھر
گریہ و آہ کا ہم اپنے اثر دیکھیں تو

ہوتے ہیں رخ کے مقابل وہ نزاکت ہے کہاں
اپنا منہ آئینہ میں شمس و قمر دیکھیں تو

طالب اے زرا اپنی جھکائیں گردن
جستجو کیا ہے وہ ہے پیش نظر دیکھیں تو

چھوڑ لو عارض پر نور پہ گیسوی سیاہ
پھر شب وصل کے کیونکر ہو سحر دیکھیں تو

جوہری عشق کریں آپ مگر پہلے بغور
نفع کیا اسمیں ہے کیا کیا ہیں ضرر دیکھیں تو

رحم آیا ذرا نہ قاتل کو
پھر کے دیکھا نہ اپنے بسمل کو

دو نکال اوس کے حسرت دلکو
دیکھ لو ایک نگاہ بسمل کو

تھک کے بیٹھے ہیں اوٹھ نہیں سکتے
سامنے دیکھتے ہیں منزل کو

قیس لیلی کو خود گزیر نہیں
لیئے پھرتا ہے ناقہ محمل کو

ناصحا روکنے سے کیا وہ رکے
کھینچتا ہے کوئی مرے دلکو

ڈوبتے ہیں پہونچ نہیں سکتے
دور سے دیکھتے ہیں ساحل کو

شمع سان کیون جلین یہ لائی کوئی
فصل گل تک چمن مین کہہ صیاد

ہم رلا دینگے ایک محفل کو
بیجلا ہاؤ کیون عنادل کو

سوز دل گر زبان پر لائین
شمع سان ہم رلائین محفل کو

نہ آؤ وعدے پہ دل بیقرار ہو کہ نہو
تمہین کہو کہ میرا حال زار ہو کہ نہو

میرے تو نظم مین ہے انتظام وصف نظام
سخنورون مین میرا افتخار ہو کہ نہو

لحد مین یاد تیری بس ہے مونس و ہمدم
کوئی رفیق کوئی غمگسار ہو کہ نہو

قرار آتش کا پورا کرین وہ مرقد پر
تو زیر خاک یہ دل بیقرار ہو کہ نہو

کرو جو ساتھ رقیبون کے سیر لالہ و گل
تو داغ غم سے جگر لالہ زار ہو کہ نہو

پتنگ اڑاتے ہو غیرون سے مجھکو دکھلا کر
یہ تیر غم میرے دلمین دوسار ہو کہ نہو

تم اپنی زلف بڑہانے مین کچھ کمی نکرو
شب الم کو میرے اختصار ہو کہ نہو

تمہارے ہاتھون سے برباد خاک ہو میری
تو اوج پر میری مشت غبار ہو کہ نہو

جنون پسند طبیعت ہے موسم گل مین
ہرا ہی دشت چمن مین بہار ہو کہ نہو

غریب مجھکو سمجھکر کوئی نرکھے شمع
چراغ آہ سے روشن مزار ہو کہ نہو

مجھے تو صحبت مے سے ہے بیخودی مقصود
سرور ہو کہ نہو کچھ خمار ہو کہ نہو

ہین بیحساب گنہ کیون ابہی سے ہم حساب
شمار اونکا بروز شمار ہو کہ نہو

یہ داغ پنبہ مرہم گل و سمن مین بھی
چمن مین موسم گل کے بہار ہو کہ نہو

ہوا ہے خون بدن سب تو صرف رنگینی
زمین کوئے صنم لالہ زار ہو کہ نہو

بگڑ رہے ہین وہ بن بن کے جوہری گیسو
پھنسا بلا مین ہے دل انتشار ہو کہ نہو

باتون مین اشارون نے لگایا میرے دلکو
ڈر دیکہ لگا ہونے جو ترپایا میرے دلکو

پہنچا نہ گیا دیر پہرا کعبہ مین پہونچا
دردر تیرے الفت نے پہرایا میرے دلکو

دشمن سے گلہ دوست سے بہی اسکو شکایت
اپنا ہی نہ اپنا نہ پرایا میرے دلکو

تا زیست رہائی کی اب امید نہین ہے
جنجال مین زلفون نے پہنسایا میرے دلکو

تہا آنکہونکی پتلی تو وہ کلمہ تیرے نگہہ مین
کیون اشک نمط آج گرایا میرے دلکو

جانا اوسے ہر بات پہ ہر بار یہ آیا
آنا نہ کبہو ہوش مین آیا میرے دلکو

دشنام پہ صدقے کبہی باتون پہ فدا ہی
انداز ہر ایک آپکا بہایا میرے دلکو

اے جوہری پہلو سے تیرے وہ سحر وصل
اس ناز سے اوٹہی کہ بٹہایا میرے دلکو

دل وہ دے جسکو التجا ہی نہو
کوئی خواہش اوسے الہی نہ ہو

دل پہ کیون خانہ خدا ہی نہ ہو
نہین ممکن اوسے تباہی نہ ہو

سامنے اہل زر کے کیا یہ پہیلے
جو دعا کو بہی ہاتہہ اوٹہا ہی نہو

کیا خلش اوسکو عشق مژگان کی
جسکے کانٹا بہی اک چبہا ہی نہ ہو

موت بہی مانگی سے نہین ملتے
کیا مین چاہون جو اپنی چاہی نہو

کیا سلام و پیام کے ہو امید
جبکہ مقبول وہان دعا ہی نہ ہو

شوق بخشش ہے بندگی مین شرط
پھر گنہ کیون یہ بی گنا ہی نہ ہو

ایسے وعدہ سے ہے بہلا انکار
جو کبھی عمر بھر وفا ہی نہ ہو

جوہری اوس کی کیا کرون خواہش
جو خدا نے مجھے دیا ہی نہ ہو

نہو سوز نہان جی مین تو یہ آہ فغان کیون ہو
نہ آتش گر لگے گھر مین تو باہر پھر دہوان کیون ہو

نہ ہو گر درد دل یا تو نہین بندا نشان کیون ہو
نہ نکلے آہ گر دل سے عیان منہ سے دہوان کیون ہو

پکار کہتا تو ہے کوئی شیدائی بتان مین ہو
جو عاشق ہی کیسا ہو تو سوائی جہان کیون ہو

خدا نے وصل کی شب دی تو یہ پہلی سی ملی کیون ہو
جو مر جائین تو ان سے پھر خوف اذان کیون ہو

نہین شرط وفا گر کچھ ہے ان سے بیوفا او سکو
یہ کہنے کو دہن کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو

چلے تن تنکی نخوت سے جھکے ایکدم نہ طاعت سے
جہان مین ایسا تن کیون ہو جو تن ہو جان او تن مین کیون ہو

کہو ہی دونون جہان مین یہ قیامت ہو بپا تنہا
شریک جور و بیداد ستم یہ آسمان کیون ہو

یہ کیا کچھ شرط ای خالق تہی میرے آفرینش مین
مین جاؤن جس زمین مین یا وسیع زآسمان کیون ہو

خدا دست مغفرت اے جوہری یہ اب دعا مانگو
غم مرگ دل سے درد مین یون نوحہ خوان کیون ہو

جو دل نہ جائے کہین بیقرار کیون کر ہو
نہ چھوڑے گھر تو غریب دیار کیون کر ہو

قرار حشر کرو اعتبار کیون کر ہو
جو اعتبار ہی ہو تو قرار کیون کر ہو

کہاں کے حسرت و ارمان ہے دل ہی پژمردہ
شجر ہی سوکھ گیا برگ و بار کیونکر ہو

ہے بے شمار گنا ہونگا تو تیرے دفتر
شمار دیکھیے ہو روز شمار کیونکر ہو

جو ایک کہتا ہون تو دلمین آتی ہین سل [illegible]
یہ طول عرض میرا اختصار کیونکر ہو

ہٹاؤ زلف کو عارض سے کیا یہ ہی اندھیر
جو دن بھی تار ہو تو کار بار کیونکر ہو

خطا او ٹھا چکی پہر او لجھی زلف شکن مین
جو ایک بار ہو وہ بار بار کیون کر ہو

وہ گالی پیار کی اور پھر دہان شیرین سے
تمہین کہو کہ مجھے ناگوار کیون کر ہو

ہوا نہ زیست مین جو یار خاطر دشمن
وہ مر کے دوش پہ یارونکی بار کیونکر ہو

گلہ ہی دلکا عبث خود نہ ہم سنبھال سکے
ہو جس پہ ضبط وہ بے اختیار کیون کر ہو

لڑے نظر ہو گر اوس کے سلاکت ندامت سے
تو قطرہ اشک کا یون ابدار کیونکر ہو

مین سخت دل ہی یہ ہو تعلقہ تیر کے نہ سم
تو مثل تیر وہ دلمین دو سار کیونکر ہو

مین خاک ہون مجھے پستی سے جوہری الفت
ہوا سے اوج پہ میرا غبار کیون کر ہو

ہے وہ معشوق کہان جسکو ستم یاد نہو
اوس ستم مین نہین کچھ لطف جو ایجاد نہو

کوئی معشوق ہی وہ جو ستم ایجاد نہو
وہ بھی عاشق ہے جو غمگین ہو ناشاد نہو

یا یہ گل یونہی کوئی صورت شمشاد نہو
بند غم اس سے بھلا نام کو آزاد نہ ہو

بدلے اس دلکی بدل یون جو ہو مٹی کا بھی دل
یہ بھی دل دل ہی کہ ناشاد کبھی شاد نہو

جسم وہ کیا ہی نہو خاک جو اوسکی رہ مین
خاک وہ کیا ہی جو اوس کوچہ مین برباد نہو

کوچۂ یار مین مر جائین ٹھکانی لگ جائین
کعبہ و دیر مین مٹی کہین برباد نہ ہو

لطف گل جو خزان جانے وہ کیا فرع چمن
عمر بھر قید قفس ہی سے جو آزاد نہو

پایداری ہو نہین ایوان فلک کو بھی رفیع
کیا قیام اوسکو ہے جس قصر کی بنیاد نہو

صحبت مئے سی تمہین منع شریعت کی خلاف
دختر رز کے لئے زاہد کوئی داماد نہ ہو

دل مین کہتے ہین پریرو کی کیا کیا خیال
رہے ویرانہ اگر اب بھی یہ آباد نہ ہو

ہمکو تو عشق بتان نی ہے بھولایا سب کچھ
کیا کرے ذکر خدا جسکو خدا یاد نہ ہو

ہمکو تدبیر عبث سعی و طلب ہے ناحق
جبکہ تقدیر سے کچھ کم ہو و ازدیاد نہو

جی جلے اور نہ دھوان آہ کا منہ سے نکلے
دل دکھے اور یہ تاکید کہ فریاد نہ ہو

کہیں وہ یاد فراموش کے کیا بھول گئے
ہمکو ہم یاد دلاتے ہین اگر یاد نہ ہو

کون شاعر ہے جو تقلید نہ پہلون کی کری
کوئی مضمون نہین جسکو کہ ایراد نہ ہو

باغ مین کوہ مین جنگل مین لئے پھرتے ہین
کیا کرین گرد دل مغموم کہین شاد نہو

نام روشن رہے دنیا مین سخن سے یارب
جوہری غم نہین گر نام کو اولاد نہ ہو

کاری لگا ہے دلمین خدنگ نگاہ آہ
اب جان بچنے کی نہ رہی کوئی راہ آہ

اوس ترک جنگ جو سے لڑی ہے نگاہ آہ
گھیری ہے فوج غم کی الم کے سپاہ آہ

اٹھی کا سامنا ہے بلا کا مقابلہ
پیچھے پڑی ہے اینٹھ وہ زلف سیاہ آہ

کیا قصر آسمان کے جلانے کی ہو امید
ایک غیر کا ہی گھر نہ جلا تجھسے واہ آہ

جو فلک سے اپنا یہ لیل و نہار ہے — دن رات گر فغان ہے تو شام بگاہ آہ

بسمل مین یہان تڑپتا ہون ہائے وہ قرار ہے — دہان شور واہ واہ یہان لب آہ آہ

اوپر ہے آنکھ ہوگی خدا سے کہین گے کیا — سر کیا اٹھانے دیگا یہ بار گناہ آہ

یوسف کو بھی نہ چاہ سے جیسے ہو عزیز جان — چاہ الم مین ہمکو گرنے کرکے چاہ آہ

ایک زلزلہ ہے عرش پہ نالوں سے الامان — کانپے ملک فلک پہ خدا کی پناہ آہ

ہوکر گدا کے حال گئے شاہ و شہریار — کچھ فوج کام آئی نہ کچھ عز و جاہ آہ

کیا غم جو کنج غم مین نہین کوئی غمگسار — ہمدم کبھی فغان ہے تو ہمدرد گاہ آہ

کیا جوہری چھپائے چھپیگا نہ راز عشق
نالے بیان کرینگے بنینگی گواہ آہ

جو حال دل کہون نکلے فغان بھی آہ کے ساتھ — بیان درد محبت ہو دو گواہ کے ساتھ

حرم کو پہونچی تو ایک جوہر رشک ماہ کے ساتھ — جو کی عبادت حق بھی تو کس گناہ کے ساتھ

فغان و نالہ و شیون کے ایک سپاہ کے ساتھ — نکلتی آہ ہے منہ سے تو عز و جاہ کے ساتھ

یہ باغبان تو میرے آشیان کے درپے ہے — تجھی بھی ضد ہے صبا ایک مشت کاہ کے ساتھ

مین لطف زیست دکھاؤن کو لطف طاعت حق — ثمرہ تو زیست کا اے شیخ ہے گناہ کے ساتھ

اب اون کے غمزدگی اے جوہری ہے کس پہ نظر
دل اور دین تو دونون گئے نگاہ کے ساتھ

دنیا مین زندگی ہے نقش بر آب ہے — یہ روح کیا ہوا ہے یہ تن کیا حباب ہے

پردہ کی بات کیا ہے جو رخ پر نقاب ہے
کھلکر کہو کہ وصل مین کیون یہ حجاب ہے

کیا صاف صاف صفحۂ رخ کی کتاب ہے
نقطہ جو کوئی خال کا ہے انتخاب ہے

سامان عیش ہجر مین رنج و عذاب ہے
دل ہی بھرا ہوا نہین جام شراب ہے

میرے سوال وصل کا اولٹا جواب ہے
غصہ ہے چہڑ کیان ہین غضب ہے عتاب ہے

فرقت مین غم وصال کے شب اضطراب ہے
عاشق کو نیند پھر نہین آنکھو نمین خواب ہے

پرخون ہے دل تو چشم پر از آب ناب ہے
وہ شیشہ شراب یہہ جام شراب ہے

توبہ کا در ہی بند گھٹا ہے بڑھی ہوئی
انکار مئی سے آج گنہ ہے عذاب ہے

طالب ہون بوسہ کا کبھی خواہان وصال کا
ایک ایک سوال ونسے مرا لا جواب ہے

اٹکھیلیون سے چلتی ہے کیا نشہ مین نسیم
گل جھومتے مین غنچون سے رخصت حجاب ہے

لخت جگر ہے کھانے کو پینے کو خون دل
فرقت کی دور مین یہ شراب و کباب ہے

پیران پارسا کے لئے منع ہے شراب
رکھو مجھے معاف کہ عہد شباب ہے

کرکے حساب لینگے مزے جتنے دیکھے ہے
بوسونکا آج وصل کی شب کیا حساب ہے

ناکامیون سے کیونہین پریشان ہون جوہری
ناکام و نامراد تو میرا خطاب ہے

فلک تک پرسے میرے آہونکی شرر جو جا بجا ٹھہرے
وہی نظرونمین مہر و ماہ و نجم پر ضیا ٹھہرے

توقع تھی وفا کی جنسے وہ اہل جفا ٹھہرے
تمنا جن سے دلداری کی تھی وہ دلربا ٹھہرے

ملی کیا آبرو اشکونکو یاد اسلکے دندان مین
بہے آنکھون سے جو قطرے وہ در بے بہا ٹھہرے

کبھی آغوش مادر مین کبھی آغوش تربت مین
نہ ٹھہرے ایک جا ہم جیسے یون ہی جا بجا ٹھہرے

عذاب حشر کا کیا غم ہم بیٹھینگے تو کچھ دم
گروہ عاشق و معشوق گر وہان اکجا ٹھہرے

مشابہ سینہ سوزان ہے دل سیماب کی صورت
رکے چلنے مین کیا آیا اگر سیماب کیا ٹھہرے

برکات حسن تو ہے ہین سدا یہ فیض ہو جاری
دعا دیتی ہین ذرے ہین یہ بھی التجا ٹھہرے

نہ کر تنگ اے زمین قبر ہمکو تنگ گیری سے
تھکے ہین راہ کی کچھ نہ پڑھ لینے کو آ ٹھہرے

پسے ہم اس مین آسمان کے دور مین ناحق
ہمارے حقمین یہ دونون تو سنگ آسیا ٹھہرے

جزا اونکی ہے یکسان نامۂ اعمال یکسان ہے
گروہ عاشقان حشر کے سب سے جدا ٹھہرے

برہمن دیر مین ہے میکدہ مین شیخ مشرب ہے
اگر کعبہ مین بیٹھے جوہری تو پارسا ٹھہرے

صحن گلشن تیری فرقت مین بیابان سمجھے
رگ برگ گل تر خار مغیلان سمجھے

دل سے ہم عشق بتان ملت ایمان سمجھے
تو نہ حق سمجھے تو زاہد تجھے نادان سمجھے

گو مذمت ہی سہی ذکر مے و جام تو ہے
محفل وعظ کو ہم محفل رندان سمجھے

آتے ہی سو گئے غفلت ہے وہ آرام ملے
منزل گور کو ہم اپنا شبستان سمجھے

آئینہ مین جو پڑا بال کہین چھپتا ہے
زلف کے عشق کو ہم دلمین تہی پنہان سمجھے

غیر کے حقمین مسیحا مرے حقمین قاتل
کچھ نہ سمجھے جو تجھے عیسی دوران سمجھے

حور سے دین تجھے نسبت ترے سر اسکے تصور
تجھکو کیا تیری غلامونکو نہ غلمان سمجھے

بے نقاب عارض پر نور جو دیکھی گردون
مشعل مہ کو چراغ تہ دامان سمجھے

تجھکو جو مرکے ملے زیست مین ہمکو حاصل
ربط ایسا ہو تو کس طرح نہ آرام ملے

عشق کے علم مین ہے ہمکو فضیلت حاصل
ہین نمکخوار ہوا حق نمک ونشو ادا

کبھی رحمت کی نظر گاہ غضب کی چتون

زاہدا ہمتو ارام کوچۂ جانان سمجھے
گورکو سمجھو نہین تن کو مجھے جان سمجھو

قیس و فرہاد کو تو طفل دبستان سمجھو
گرم رے زخم جگر قدر نمکدان سمجھے

گردش چشم صنم گردش دوران سمجھے

جوہری بیٹھ کے کعبہ مین کرے یاد بتان
ہے وہ کافر جو کوئی اوسکو مسلمان سمجھے

خواب مین شب کو کھلی تھی وہ جبین تھوڑی سے
شوق سجدہ ہے بہت اور جبین تھوڑی ہی

ذکر حق شکر خدا وصل بتان مین ہے ضرور
کب ہے اقرار مین لطف جو انکار مین ہے

نہ غرض دیر و حرم سے نہ ارم کی خواہش
میزبان کی یہہ مدارات ہے مہمان کو لذیذ

مرہم زخم مین ہنس ہنس کے ملاتا ہی نمک
پانون دامن مین رہے ہاتھ گریبان مین رہے

شام تک گرم رہا شکر رہا صبح صفت
نشۂ شوق فزون کرتا ہے سبحوار دو کا

لے اوڑا اوس سے ضیا ماہ مبین تھوڑی سے
ہے فزون تخم امل ورزمین تھوڑی سی

ساتھ دنیا کے رہے کوشش دین تھوڑی سی
ہان نسے بہتر ہے کہیں اونکی نہین تھوڑی سی

ملگئی یار کے کوچہ مین زمین تھوڑی سی
آج حاضر ہے جو ہے نہین ناحق مین تھوڑی سی

صلح مین ان کی ہے اصلاح وہ کہین تھوڑی سی
آسمان پست ہے توسیع زمین تھوڑی سی

گر سحر مجھکو ملی نان شبین تھوڑی سی
سنکے پلانے مین وہ کہتا کہ نہین تھوڑی سی

زلزلہ کیون تن زمین گیر ہی مگر دلکی طپش
رہے آباد یہ میخانہ بھرا دنیا مین

لے گیا ساتھہ کوئی زیر زمین تھوڑی سی
چین گر تجکو ملی ہے تو یہین تھوڑی سی

جوہری میکدہ یا بتکدہ یا کوئی صنم
بیٹھہ رہنے کو جگہہ ڈھونڈھو کہین تھوڑی سی

گندمی رنگون کی الفت ہوگئی
آدمی تھے آدمیت ہو گئی

مجکو چاہت سے تو نفرت ہوگئی
دوستی سے ایک عداوت ہوگئی

الفت خوبان نہ جیتے جی گئی
یہ بھی کیا کچھہ دل کی حسرت ہوگئی

بوجھہ سے سر ہر قدم سجدہ مین ہے
کثرت عصیان عبادت ہوگئی

قبر مین اب کیون رواں ہے تن سے خون
بس شہادت کی شہادت ہوگئی

خواب مین بھی یکھا نہ دیکھا آنکھہ سے
ہائے یہہ غفلت مین غفلت ہوگئی

اپنی بیتابی سے اونکی شرم سے
وصل کی عشرت مصیبت ہوگئی

دور ہے دیر و حرم سے کوئی دوست
قرب منزل بھی مسافت ہوگئی

بزم رندان مین نہ جاؤ شیخ جی
پھر کہوگے ہمکو ذلت ہوگئی

صور اسرافیل ہین نالے مرے
یاد قامت مین قیامت ہوگئی

کون ہے یہہ جوہری کہتے ہین سب
اپنی گمنامی کی شہرت ہوگئی

مہربان مجپہ جو وہ مہر شمایل ہوجائے
بخت کا میرے ستارہ مہ کامل ہوجائے

مہر کو تاب کہان کیا وہ مقابل ہو جائے
خاک رہ کی ترے ذرون مین تو شامل ہو جائے

نام تیرا نہ مسیحا کہین قاتل ہو جائے
دیکھ ہیجان نہ تڑپ کر ترا بسمل ہو جائے

گل بنے خار اگر رخ کے مقابل ہو جائے
صحن گلشن سے نکلوانے کے قابل ہو جائے

تو نظر پھیرے تو پھر جائے ہزارون پہ چھری
کوئی ہیجان کوئی زخمی کوئی بسمل ہو جائے

چاند کے دیکھنے کو آئے جو وہ کوٹھے پر
پہلے ہی شب مین مہ نو مہ کامل ہو جائے

ابر آیا ہے مجھے جاتا ہے منہ کھاتے مین
جلد برہم کہین یہ وعظ کی محفل ہو جائے

مژدہ وصل سے ہووے نہ کہین شادی مرگ
نوشدارو بھی نہ مجکو سم قاتل ہو جائے

تجھسے آبادی گلشن ہے نہ تو ہو جو صبا
خندہ غنچہ گل شور عنادل ہو جائے

خم کے خم مفت مین خالی کرین جی بھر کے
نشہ مین پیر مغان کا شیخ غافل ہو جائے

مانگ سیدھی کرو ہین لٹ کی رہین پیچ سے پیچ
کہین گمراہ نہ وہان قافلہ دل ہو جائے

ہے شب وصل جو زلفون سے چھپا لو عارض
صبح صادق کا یہ دعوے ابھی باطل ہو جائے

جوہری عشق حقیقت کا ابھی ہے دعوے
پہلے تو عشق مجازی مین تو کامل ہو جائے

کوٹھے پہ آو ٹھہرے تو کچھ دیکھ بھال کے
مین تمکو دیکھون تمکو ہو دید ہلال کی

ہے مہ مین گو فروغ و تجلی کمال کی
کیا تاب تاب لائے جو تیرے جمال کی

اوس بت سے اب امید نہین ہے وصال کی
دی برہمن نے مجکو خبر ماہ و سال کی

جمشید سے بھی بڑھ کے ہے شوکت کلال کی
رکھتا ہے جام جم نہین قیمت سفال کی

غلمان ہے دون شان فرشتہ نقش کہون
نسبت ہے کیا ترے سنگ در سے غزال کی

کرتے ہو تجکو قتل سوال وصال پر
فکر جواب کیجئے روز سوال کی

مستی نہین ہے لغزش رفتار و شور حشت
حالت ہے بادہ خوار و نہین کبھی اس حال کی

بر لائیگا خدا مرے حاجات بے طلب
حاجت سخی کے سامنے کیا ہی سوال کی

ہر لحظہ مجھکو دہیان دہان و کمر کا ہے
ملک عدم مین ہجوم ہی میرے خیال کی

سکرات نزع و رنج محرم عذاب حشر
ہین سب روائتین میری درد و ملال کی

پیری مین بہی وہ جہل جوانی ہی جوہری
الفت ہوئی ہی تمکو جو اک خورد سال کی

جی کو کچھہ شام سے الجھن ہے پریشان بھی ہے
دل کسی زلف مین الجھا ہی یہ ہیجان بھی ہے

ملکے غیرون سے مرے گھر مین جو لائی تشریف
آپ ایسے نشکوہ بھی ہی آپکا احسان بھی ہے

کب تلک اب الجھیگا دامن کسی سے دست جنون
پانون پھیلانیکے ارمان مین گریبان بھی ہے

دین دل اسکے نکرنے کا کلیجہ دیکھو
مجھسے کہتے ہین کچھہ آپکی ایمان بھی ہے

جسم کو دلکو جگر کو نہ ہو کیون روح عزیز
مالک خانہ بھی ہی سمجھو تو مہمان بھی ہے

تم بادی ہو نہین عشق کے مرد کو غرض
اے مسیحا تجھی کچھہ مرض کی پہچان بھی ہے

غیر کو خط ہی مرے نام کا سرنامہ ہے
مجھکو ہوتا ہی ہی ہر دلمین آ دہنیان ہی ہے

عشق کو سخت کلیجہ ہو جگر ہو پتہر
جوہری دیتے ہو دل جسم مین کچھہ جان بھی ہے

وصل میں شام ہی سے صبح کا کھٹکا کیا ہے ⁂ آجکی عیش میں اندیشۂ فردا کیا ہے

گر کوئی پوچھے کہ اوسکا قد رعنا کیا ہے ⁂ فتنۂ حشر کے کہدینے میں دھوکا کیا ہے

وعدۂ یار گذر جائیگا مر جائینگے ⁂ ملک الموت سے کہدو کہ تقاضا کیا ہے

کھیل طوفان کو سمجھتے ہیں مگر طفل سرشک ⁂ حضرت نوح ابھی آپنے دیکھا کیا ہے

ناتراشیدہ ہے وہ چوب یہ سانچے کا ڈھلا ⁂ قامت یار کی آگے کہو طوبی کیا ہے

حشر کا دن ہے گناہون کی مگر فرد ہے پیش ⁂ ہاں ہجوم ایکطرف کہدو تماشا کیا ہے

حشر کے روز جب اعمال کی پرسش ہوگی ⁂ میں یہ پوچھونگا کہ تفتیش میں جھگڑا کیا ہے

ق

گر خلاف اوسکے کیا ہی تو گنہگار ہون میں ⁂ دیکھلو کاتب تقدیر نے لکھا کیا ہے

بادہ خوارونکی بن آئیگی بنائینگی تہین ⁂ اونکے محفل میں تہیں شیخ بگڑتا کیا ہے

میں جو کہتا ہون کہ عاشق کو جلایا نکرو ⁂ کہتے ہیں شمع کو پروانے کی پروا کیا ہے

اے صبا گل سے یہ کہدے کہ ہے دو دنکی بہار ⁂ بلبل زار کے رونے پہ یہ ہنسنا کیا ہے

کوچۂ یار کے ارمان میں ہوا نکلی ہے جان ⁂ لیچلو نعش ادھر اور تمنا کیا ہے

آسمان بن گئی زمین پر قدم آتا ہے ⁂ سر جھکاتا ہون تو پھر عرش معلی کیا ہے

لغزش سے عرش جنونکا ہی مگر ایک قدم ⁂ وحشت دلکی لئے وسعت صحرا کیا ہے

ایک معبود ہے کہتے ہیں باواز بلند ⁂ ہے اذان کسلیئے ناقوس کلیسا کیا ہے

عشق میں عاشق و معشوق سبھی ہیں یکسان ⁂ جبکہ یوسف ہی نہیں قدر زلیخا کیا ہے

جوہری کہنے کو ہے نام دہن اور کمر

کس نے دیکھا ہے بتائے کوئی عنقا کیا ہے

حصہ مین میرے درد سخن خوشگوار ہے
سینے کہ دلمین یار کے مجھسے غبار ہے

گل ہی چمن سے ہجر ان جوئبار ہے
بیکار سب ہے گروہ نہین ہمکنار ہے

وقت انکا کچھ عجیب ہی لیل و نہار ہے
دن ہے تو مثل شب ہے جو شب ہے تو تار ہے

شانہ کی زلف مین دست نگار ہے
سنبل ہے ہمکنار یہ شاخ چنار ہے

کیون دید سے بتون کے تو پرہیزگار ہے
اے شیخ دیکھ صنعت پروردگار ہے

خال سیاہ عارض پُر نور پر نہین
زنگی حلب کے ملک کا جاگیردار ہے

گلشن مین تیری زلفونکی ایسی ہوا بندھی
ہر غنچہ گل کا نافہ مشک تتار ہے

پھلتے نہ پھولتے ہین جو اہل غرور ہین
ہے سرو سرکشیدہ تو کب باردار ہے

نالونکا میرے طرز اڑائے یہ کیا عجب
موصوف خوشنوائی مین بلبل ہزار ہے

یہ ہم بھی جانتے ہین کہ ہے عشق ایک بلا
پر کیا کرین کہ دل پہ نہین اختیار ہے

بیساختہ بسوئے بیابان کشان ہے دل
زور جنون ہے آمد فصل بہار ہے

صحرا مین میرے آبلہ پائی کا شور ہے
نشتر کیطرح تیز ہر اک نوک خار ہے

کیا جوہری سے پوچھتے ہو حال دوستو
دور از حبیب و یار و غریب دیار ہے

آیا ہون جب سے بیچ مین زلف سیاہ کے
ہین پیچ تاب اور ہی کچھ دود آہ کے

حاصل گدای در کو ہی رتبہ ہین شاہ کے
ذرے ہین رشک مہر تری خاکراہ کے

چھائے ہوئے ہین ابر سرِ دود آہ کے
یا روئے یہ جھمکتے نہین ابر سیاہ کے

ہو مہر و مہ کی کیون نہ کلاہ آسمان پر
شیدائے رخ ہوئے ہین کسی کجکلاہ کے

خال سیہ ہین شاہد مہوشی دہن
کلک قضا سے نقطے ہین یہ اشتباہ کے

ایمن ہو دل مرا صف مژگان سے اسکی کسطرح
دو جنگجو رسالے ہین جنگی سپاہ کے

شیدائے روئے یار کو دیتا ہی یہ فریب
جلوے دکھا رہا ہی فلک مہر و ماہ کے

دشمن بنی ہم اپنے جو کی تجہسے دوستی
چاہ غم و الم ہین گرے تجکو چاہ کے

انکار مے کشی ہے نہ رحمت سے یاس ہے
اے شیخ معترف ہین ہم اپنے گناہ کے

ہے ابتدائے عشق مین کیون انتہائے غم
اے جوہری دکھاؤ تو کچھ دن نباہ کے

آئے ابر و برق آب و تاب سے
مژدہ مے کہدو شیخ و شاب سے

کس کو نسبت رون دل بیتاب سے
اب دو گل اسکی بنے سیماب سے

بنگئے ہین اشک کے سیلاب سے
پنجہ مژگان فزون پنجاب سے

کیا طہارت خاک سے کیا آب سے
باوضو ہین ہم شراب ناب سے

باد و آتش کیطرح سرکش ہو
آب و گل تیری ہے خاک و آب سے

قبر مین سوئے ہین یون پھیلا کر پانون
شور محشر ہو نہ جاگین خواب سے

پیچ مین لاکر پریشان کرتے ہین
یہہ کھلا کاکل کے پیچ و تاب سے

ویسا نہین دندان کے جو گرتے ہین اشک
ہین جو شاہد گوہر خوش آب سے

عاشق لب ہوں طبیب مہربان
ہوگی صحت شربت عناب سے
کس کی آمد سے خزان مین ہی بہار
گل نظر آتے ہین کچھ شاداب سے

جوہری گذری جوانی کی وہ رات
صبح پیری ہے اٹھو اب خواب سے

لٹکتی پانون تک زلف سا ہے
سراپا اب تو وہ کافر بلا ہے
صنم نام خدا کیا دلربا ہے
غضب کچھ دلربائی کی ادا ہے
لہو عاشق کا ہاتھون مین ملا ہے
بہانہ ہے کہ یہ رنگ حنا ہے
مرین ہم تپ سے تم غیرون کو چاہو
بھلا انصاف تو کیجئے یہ کیا ہے
کیا چشم سیہ کو سرمہ آگین
قیامت ہے بلا اندر بلا ہے
کہون کیا نوح کے طوفان کا قصہ
مرے اس چشم تر کا ماجرا ہے
کسی پہلو نہین سیدھا یہ گردون
عجب اس قصر کی ٹیڑھی بنا ہے
ملے وہ بت نہین کچھ مدعا اور
اگر ہے حق سے تو یہ التجا ہے

دل اولجھاتے ہو اوس زلف سیہ مین
تمہین کیا جوہری سودا ہوا ہے

ہزار وعدے کئے پر نہ ایکبار آئے
تمہارے قول کا کیا ہمکو اعتبار آئے
یہ وہ چمن نہین جسمین کبھی بہار آئے
کھلی نہ غنچہ دل فصل گل ہزار آئے
جگر کے زخم کھلین دلکے حوصلے نکلین
الٰہی جلد کہین موسم بہار آئے

کہاں گئے جو دم زیست یار تھے دمساز
مزار مین نہ کوئی ساتھ غمگسار آئے

ہمارے نالون سے آواز کیا ملائینگے
چہک کے بلبل نغمہ سرا ہزار آئے

مئے نشاط رقیبونکو درد غم مجھکو
سرور انکو مرے حصہ مین خمار آئے

یہ کیسی بزم جہان تھی کہ شمع کے مانند
گئے تھے ہنستے ہوے یان سے اشکبار آئے

خزان رسیدہ مین ایسا ہون باغ عالم مین
شگفتگی نہو سو بار گر بہار آئے

جو مرگ مانگے سے آئے وہ زیست سے بہتر
بھلی وہ چیز ہے جو وقت انتظار آئے

فقیر بھی نہین اتنا جو ہو سوال سوا
یہ جوہری ہے کہ در پر ہزار بار آئے

خلد کے بدلے مجھے وہ کوچہ دلبر ملے
یا الٰہی حشر مین ایسا کوئی داور ملے

ہمصفیران چمن سیر چمن کیونکر ملے
قید ہین کنج قفس مین جب سے ہمکو پر ملے

یہ کوئی ملنا ہے یون کہنے کو تو اکثر ملے
آپ جب ہمکو ملے اغیار ہی کے گھر ملے

جب نہ امید تکلم ہو تو رحم یکطرف
ان بتون سے پھر بھلا کہئے تو کیا پتھر ملے

کیون نہ بلبل پھول کر بیٹھے گا ونکے عشق مین
گل سا جب معشوق اوسکو سیمبر ہنسکر ملے

سو برس کے بعد دیکھے نعش عاشق گر کوئی
خشک لب رخ زرد دل پر داغ چشم تر ملے

دل تھا مجبو خط پھنسا یا گیسوون نے دام مین
جستجوی خضر مین ہمکو تو غارتگر ملے

آسمان سے بس نہین چلتا ہی ہم جائین کہان
یا الٰہی پھر نہ ایسا گنبد بے در ملے

خار ہم پہلوی گل مین صحبت اغیار ہے
کیا ہنسے بلبل اگر سو بار گل ہنسکر ملے

جور و علمان سے نہ بچلے گا خدا یا دل مرا
خلد مجکو گر ملے تو ساتھ وہ دلبر ملے

جو ہری جاتے ہین دیکھین کسکے شوق دید ہے
ہے یقینی حشر مین وہ فتنہ محشر ملے

بڑھین گی زلفین یہ اب تا کجا سنو تو سہی
کسی کے سر یہ نہ آئے بلا سنو تو سہی

کرو نہ رحم کسیکا گلہ سنو تو سہی
تم اپنے ناز کے جور و جفا سنو تو سہی

ہم اپنا حال کہین تمکو نیند آجاوے
کہانی ہی سہی اک شب ذرا سنو تو سہی

بہے ہین اشکو نسے نالے ہوئے ہین بحر محیط
ہماری آنکھونکا یہ ماجرا سنو تو سہی

تم ابتدا ہی مین کہتے ہو اک کہانی ہے
ہمارے حال کو تا انتہا سنو تو سہی

زکات بوسون کی جاری نہ ہے نزول ہو حسن
جو التجا ہین سنتے دعا سنو تو سہی

کہلونے بیریون کے ہم کھیلتے تھے طفلی مین
ہمارے عشق کی یہ ابتدا سنو تو سہی

یہ جامہ مین نہ سماتا گلو نکا کھل جائے
تم اپنے کھولدو بند قبا سنو تو سہی

مین نیم جان ہون نگہہ کا ہی نیمچہ کافی
نہ کھینچو مجھپہ یہ تیغ جفا سنو تو سہی

یہ اختیار ہے مانو نہ مانو سمجھانا
برا سمجھتے ہو سمجھو بھلا سنو تو سہی

مین جان بلب ہون لبون سے کرو مسیحائی
کرو مریض کی اپنے دوا سنو تو سہی

مین ڈوبتا ہون یہی وقت دستگیری ہے
نہیو نہ اتنے تو نا آشنا سنو تو سہی

تمہارا رنگ تو کچھہ جوہری دگر گون ہے
بتاؤ تمکو ہے آزار کیا سنو تو سہی

نہ دین نہ دل نہ شکیب و قرار باقی ہے — امید وصل مین اک جان زار باقی ہے

چمن مین گل نہ گلون کی بہار باقی ہے — غرض ان کا دور ہے اک خار زار باقی ہے

نہ دل نہ جان نہ توان جسم زار باقی ہے — وہ کاروان تو گیا اب غبار باقی ہے

قرار وصل ہے کل آج دل ہے کیون بیکل — ابھی تو حشر تلک انتظار باقی ہے

فراق یار مین دن ہی کو ہوگیا اندھیر — وہ ظلم ظلمت شبہاے تار باقی ہے

شب وصال مین کیون مجھسے منہ کو پھیر لیا — ابھی تو حسرت بوس و کنار باقی ہے

جگر سے دل سے بدن سے تو ہوچکی رخصت — لبون پہ جان ہے تیرا انتظار باقی ہے

گیا وہ جوش جوانی ہوس ہے پیری مین — نشہ نہین ہے مگر کچھ خمار باقی ہے

ہماری خاک کو برباد کرکے کہتے ہین — ابھی تو دلمین بہت کچھ غبار باقی ہے

جلا کے خاک کیا جسم آتش غم نے — یہ روح خاک مین شکل شرار باقی ہے

ہم اوج چرخ جہان بنے تھے جنکے مکان — اب انکا کچھ نہ نشان مزار باقی ہے

ہے ایک روز جدائی کی صبح کی بھی شام — ابھی جو گردش لیل و نہار باقی ہے

بچے جو خط سے تو زلفون سے کب چھٹیگی جان — ابھی معاملۂ پیچدار باقی ہے

نہین ہے نشتر مژگان کا جو ہری جو خیال — تو دل مین کیون خلش نوک خار باقی ہے

پھر ہوا عشق کا آزار خدا خیر کرے — پھر ہین کچھ موت کے آثار خدا خیر کرے

زلف کافر ہوئی سرکار خدا خیر کرے — ہے اب اندھیر کا دربار خدا کرے

چشم و ابرو کو کیا ایک جگہہ خالق نے
مست کی پاس ہے تلوار خدا خیر کرے

ہائے جس انکھی گیسو نے ہزاروں مارے
دلکو ہے اوس سے سروکار خدا خیر کرے

پھر چلے دیر و حرم جاتے ہیں میخانہ میں
توڑ کر سبحہ و زنار خدا خیر کرے

ہمتو سمجھے تھے کہ ہے عشق کی منزل آسان
ہوگئی راہ یہہ دشوار خدا خیر کرے

جسطرح زلف الجھتی ہے پریشانی سے
کوئی ہوتا ہے گرفتار خدا خیر کرے

جسطرح درد مرے پہلو میں اوٹھا یاروں
پھر گرا ہا دل بیمار خدا خیر کرے

جوہری عشق سے مر مر کے بچا تھا یارو
پھر ہوا اوسکو یہ آزار خدا خیر کرے

نہیں وہ گل تو کیا بہلائینگے جی حور و غلمان سے
چمن رضوان کا ہمکو تنگ ہے گا بیٹھ کر زندان سے

وحشی ہمکو سمجھے انس کیا پھر ہمکو انسان سے
رہے آباد جنگل چشم الفت ہے غزالان سے

کہاں دیر و حرم خالی حسد سے بغض و بہتان سے
نہیں ہاں دین و ایمان کچھہ ہم کچھ ہیں ایمان سے

چراغ راہ ایمان رخ ہی کافر ہے خط ریحان
عجب تفسیر قرآن ہے کہ ہے برعکس قرآن سے

خمیدہ اسقدر رہوں ہر قدم سرو سہی ہے
عبادت کا مزہ ملتا ہے مجکو بار عصیان سے

اودہر اوس شوخ کی قامت سے عالم میں ہے بپا
اودہر عالم ہے طوفان کا ہماری چشم گریان سے

یہانتک پاگل تعن پھیلا ہیں اپنی دست وحشت نے
گریبان سے چلا جو چاک گذرا جا کے دامان سے

جلا کرتی ہے جیسے زرد رو ہے ہستی ہی ہنستی
چھپانا عشق کا سکے کوئی شمع شبستان سے

حسد سے تنگ کیوں ہوا اور کفن سے تنگ کیوں ہیں
ہو گور و کفن ہمکو یہیں ہم بچکے احسان سے

وہ خوش قامت لیے گلگشت گلشن آج آتا ہے
اٹھا نا پہول جائے کہدو کوئی سرو بستان سے

چمن مین جب نہ نکلا حوصلہ کچھ دست وحشت کا
ہوا دست و گریبان جا کے دامان بیابان سے

ترقی عشق کی ہوتی ہے جیون جوئی وس سے ملتی ہیں
یہ کیسا درد ہے جو دن بدن بڑہتا ہے درمان سے

کہیں ہم شہیدونکی نہ دامن گیر ہو جائے
ذرا دامن بچاتے جائے گور غریبان سے

بتائین جوہری کیا ہم ہمارے دلمین کیا کیا تہے
بہرا ہے سر بسر تون سے یاس سے حرمان سے ارمان سے

حسن کا اوسکے جہمکڑا حور عین سے پوچھئے
اوسکے کوچہ کی فضا خلد برین سے پوچھئے

عیش و عشرت کا مزہ تو ہمنشین سے پوچھئے
لذت غم پوچھتا ہو مجہہ حزین سے پوچھئے

آپ کو ہو روسیاہی اور کو نام آوری
اس معمے کے ہین کیا معنی نگین سے پوچھئے

دردسر جاتا رہا سجدے لیسے تیری راہ مین
نقش پا کی خوبیان میرے جبین سے پوچھئے

درد وہ بیدرد کیا جانے جسے حاصل ہو عیش
دل کا دکہنا ہان کسی اندوہگین سے پوچھئے

چلمن مژگان نا وکہتے تہے کسیکے روبرو
وہ حیا وہ شرم چشم سرمگین سے پوچھئے

ہو برا اوسکا بھلا وہ تو کسیکا ہی نہین
جور و بیداد فلک اہل زمین سے پوچھئے

دل کا جانا عشق کا آنا نہین ہے گر یقین
حضرت ناصح کسی اہل الیقین سے پوچھئے

اپنی تحریر جبین سے کیا کیا ہمنے خلاف
گر ملین تو یہہ کرام الکاتبین سے پوچھئے

دست وحشت کی درازی جوہری ہم کیا کہین
اپنے ہی دامان و جیب و آستین سے پوچھئے

ہم نہ سرکش سے جھکیں نہ جھکے گر پہلے
خم نہ ہو تیغ تو یہاں جھکتا ہی کب سر پہلے

خط ہی اب نظروں میں تھی لعل لب تر پہلے
ہو گیا زہر جو تھا قند مکرر پہلے

دمِ بیداد ظلم کی چلتی نہ تھی خنجر پہلے
بد سے رہتی نہ تھی یوں آپکی تیور پہلے

یہ شرف عشق زلیخا سے ہوا یوسف کو
تھے نہ شہ حسن مگر کب تھے پیمبر پہلے

داوری میرے گناہوں کی اگر ہے منظور
حشر کے روز سے ایک اور ہو محشر پہلے

خار صحرا کو بھی اب مجھ سے خلش رہتی ہے
زیب بر رہتے تھے خوباں سمن بر پہلے

ایک پروانہ اس باغ میں اوڑنے پائے
ہلتے ہی ہے قفس کٹ گئی شہپر پہلے

وصف رخ لکھنے کو زیبا ہیں مہ حسن اوراق
اور کٹ جائیں رگ گل سے وہ نشتر پہلے

ہے یقین عشق بتاں پھر نہ گنہ میں ہو شمار
دیکھی گر بت کو مرے داور محشر پہلے

چھوڑ کر کوئی صنم جائیں گے وہاں کیوں زاہد
ہم تو جنت سے اوٹھا لائے ہیں بستر پہلے

فتح کرنے میں نہ اسد رحیہ کرو سنگدلی
رکھ لو تم پھر یہ خدا کے لئے خنجر پہلے

آئی جان ہونٹوں پہ آیا نہ مگر خط کا جواب
مرگ سے کاش مرا آئے کبوتر پہلے

پھر گلگشت چمن آتا ہے جب وہ خوش قد
سرو قد دیتا ہے تعظیم صنوبر پہلے

ہے نہاں داغ جگر سینہ میں ای طفل سرشک
آگ لگ جائیگی دیکھو اپنا ذرا گھر پہلے

عارضوں کی سد خورشید پہ رہتی تھی نظر
کون دن شب کو گنا کرتی تھی اختر پہلے

غم فرقت نہ ہو کیا فکر عذاب محشر
ہو الہی سحر وصل سے محشر پہلے

حشر میں اور گنہگاروں کا کب ہوگا حساب
کھل گیا میرے گناہوں کا جو دفتر پہلے

آہ کی عشق مین اولجھین گی جو زندہ چھوٹے — زلف پرپیچ سے ہو جائین تو سر پر پہلے
آمد یار سے ہر غنچہ بنا نافۂ مشک — بند ہگئی تیری ہوا زلف معنبر سے پہلے
خار غم سینکے رلاتے ہین یہ گلرو آخر — مثل گل ہنستی ہین عشاق سے ہنسکر پہلے

جوہری آتے ہین اب بیٹھتے اوٹھتے چلکر
کوئی خوبان مین کیا کرتے تھے جگر سے پہلے

کون سی ایسی مصیبت تھی جو مجھپر نہوئی — تجھکو تسکین مگر اے چرخ ستمگر نہوئی
صحبت خم جگر جیب میسر نہوئی — کارگر سوزن تدبیر رفوگر نہوئی
کسدن آراستہ گیسوے معنبر نہوئی — تیری یکسوئی مگر ای دل مضطر نہوئی
یار کے حسن نے کیا کیا نہ تجھے داغ دئے — چاندنی کب تری میلی مہ انور نہوئی
تنگ گشتہ دیر و حرم چھوڑ کے در دشت کا — شکر خالق کہ گدائی مری دردر نہوئی

دیدۂ تر سے ہوئی بارش باران کیا کیا
جوہری آتش غم سرد پہ دم بھر نہوئی

پھول کیا گھر مین قیبون کے ثمر تک پہنچے — خار یہ ہے نہ پرکاہ ادہر تک پہنچے
طوف کعبہ کا کیا دیر کی در تک پہنچے — دربدر پھرتے رہے اوسکے نہ گھر تک پہنچے
صدمہ اس آبلہ پائی کے جگر تک پہنچے — خار غم جو چبھے تلووں مین وہ سر تک پہنچے
وصل مین ہاتھ مرے اوسکی کمر تک پہنچے — کس جگہہ پہنچے ہین جسجا نہ نظر تک پہنچے
عقدۂ موی کمر یک سر مو کھل نہ سکا — کچھہ نہ پہنچی مدد گیسو جو کمر تک پہنچے

جامۂ زیست شب ہجر مین چاک کرون
حیف ہی ہاتھہ نہ دامان سحر تک کھنچے

گرمئ غم کی تپش سے سر رہ بیٹھہ گئے
کوئی دم تھم کے جو دم لین نہ شجر تک کھنچے

سینچکر اشکونسے گر سبز کرون نخل امید
گل ہی پژمردہ ہون نوبت نہ ثمر تک کھنچے

لاغری نے جو پر کاہ کیا خوب کیا
ای صبا ساتھہ تیری اوس گل تر تک کھنچے

تھی فرشتون کو یہ حیرت کہ ہوا شور نشور
شب جو نالے مرے گردون کے ادھر تک کھنچے

شکر صد شکر ٹھکانے لگی محنت اپنی
کر کے طی منزل ہستی تری در تک کھنچے

جوہری کون ہے یہان قدرشناس جوہر
کیا کوئی اہل ہنر فیض ہنر تک کھنچے

دو عارض اونکے گر شام و سحر پیش نظر ہوتے
تو نظرون مین مری جگنو سے کم شمس و قمر ہوتے

غم ہجر لب و دندان مین گر ہم نوحہ گر ہوتے
لہو کے بوند بنتے لعل اور آنسو گہر ہوتے

ستالے رات بھر دکھہ درد کے قصے اگر کہکے
نہ مین ہوتا نہ تو ہوگی شب ہجران سحر ہوتے

ملا کیا پھل درختونکو ثمر کہنے سے عالم مین
نہ پتھر مارتا کوئی اگر وہ بے ثمر ہوتے

نہ اوٹھتے چین سے ہم وصل کے شب صبح محشر تک
جو مرجاتا موذن پھنس کے یہ مرغ سحر ہوتے

بچایا بیخودی نے ہمکو ای زاہد تکبر سے
سمجھتے آپ کو ہم کچھہ اگر کچھہ با خبر ہوتے

ہزارون تن کے ہوتے بے سر دکھاؤن تیغ کے جوہر
قدم غیرت کے دیکھون یار کی گھر تک اگر سر ہوتے

دم آخر نہ کیونکر روح بے پہلو نزع کی کرت
وطن کے چھوٹنے کا رنج ہوتا ہی سفر ہوتے

جیسی عشق صنم مین خیر و شر سے دیر و کعبہ کے
اید بے سہ ہو اور دہر ہوتی خدا جانے کدہر ہوتے

بنا کر آدمی مٹی عبث برباد کر ڈالی
کیا خلاق نے جو اشرف المخلوق انسا نکو
مقدر مین لکھا تھا ہو کے بے پر تفس ہمکو
اثر کچھ بھی نہین ہے درد دل کے کھائے تیر ہین غم کے

کسیکے خاک وہ ہوتے کسیکے خاک در ہوتے
ملایک سے کہین بڑھ کر تھے بے اشک گر بشر ہوتے
مزے کرتے اگر آزاد ہوتے بال و پر ہوتے
خدا معلوم کیا کرتے جو نالے با اثر ہوتے

عبث جو ہری یہ عمر کھو دی رائیگاں ہم نے
او ر ججہ مرتے جو زلفون مین کسی خود سر کے سر ہوتے

ہم ہین شاکی جگر کے اور دل کے
لگ گئے غمزے وہ تیغ قاتل کے
تلملاتا ہے مثل بسمل کے
ماہ نخشب نہ چاہ بابل کے
نور وحدت سے لو لگا ئین کیون
کیا گذرتی ہے جان پر دم نزع
دیکھ لو دو لگا کے تیغ کے ہاتھ
گر بچون دست موج سے زندہ
ہٹین او گھٹتا ہے اب قدم آگے
غنچہ و گل کو چھیڑتی ہے صبا
چل گئی آج غنچہ و گل مین

اٹھین دو نون نے جان لی مل کے
ناز او ٹھاٹھ پڑے ہین بسمل کے
یہ ملا دل کو آپ سے مل کے
ہمتو شیدا فقط کے ہین تل کے
ہین پتنگے چراغ محفل کے
پوچھتے دل سے مرغ بسمل کے
مار نا ہاتھ پاؤن بسمل کے
جھوم لون جا کے ہونٹھ ساحل کے
تھک کے بیٹھے ہین پچھلی منزل کے
شور پر شور ہین عنادل کے
خون سے رنگین ہین شکل کھل کے

جانیں دنیا کا کیا وہ سود و زیان
کیا افشا سے راز اونکو دینے

بیٹھنے والے ہیں جو ساحل کے
یہہ بڑے راز دار ہیں دل کے

شیخ جی حرف عشق سے لاعلم
جوہری منہہ لگو نہ جاہل کے

ہم دل ہیں گلہ خون کے لئے کہہ بنائیں گے
یہ خانہ باغ خلد سے بہتر بنائیں گے

نگہ بینگی سے جو ایک ہی کر بنائیں گے
کیا کام زخم دل کا رفوگر بنائیں گے

تشنہ تجھہ گدای در کو تونگر بنائیں گے
ذرے کو اپنے مہر منور بنائیں گے

مرا ونکے زیبہ پا رہی یہہ سرنوشت ہو
ہم سنگ در سے لوح مقدر بنائیں گے

بے سود جبہ سائی نہیں اونکی در پہ ہے
بگڑی ہی سرنوشت مٹا کر بنائیں گے

ساتھ اپنے گلعذار ونکا لیجا ئینگے خیال
ایک اور خلد خلد کے اندر بنائیں گے

ہمنے تو چاہ چاہ کے یوسف بنا دیا
کیا غیر کو لی تمکو پیمبر بنائیں گے

یا دلبرو نہان سے جو رو ٹھینگے خلد میں
ایک اور پہر ہم لب کوثر بنائیں گے

پورا کیا ہے کام مرا تیغ نے اگر
ہم اوسمیں اپنے خون سے جوہر بنائیں گے

سر کر بہی ظالم لوگو نہ چہوڑے کا جور و ظلم
ٹوٹے جو تیغ نشتر و خنجر بنائیں گے

توڑنگے استخوان کی بہی مشق قلم سے
ہاں تاب رگوں سے میرے وہ مسطر بنائیں گے

کیا نہیں ہے خضر اگر اپنی رہبری
وحشت میں غول دشت کو رہبر بنائیں گے

مضمون وصف لب کے دوبارہ کرینگے نظم
ہم اس شکر کو قند مکرر بنائیں گے

جا پہنچیگی میرا نامہ اعمال تا بہ [illegible] گئے
ہم اوس کے حرف حرف کو دفتر بنائیں گے

تا حشر چھوڑتے ہیں کہاں یہ بساط خاک
بستر ہے اب تو مرنے پہ چادر بنائیں گے

بیزار اس فلک سے ہیں تنگ اس زمین میں ہیں
دونون سے دور ہم کہیں اب گھر بنائیں گے

محرم کرینگے غیر کو کیون اپنے حال سے
ہم آپ ہی کو حشر مین داور بنائیں گے

یون ہی جو خاک اوڑائیں گے اغیار شکل غول
صاف اوس ہی کو مجھ سے مکدر بنائیں گے

چڑھ بڑھ کے باتیں منہ کی مدہت بگڑ بگڑ
ہم شیخ جی تمہیں سر منبر بنائیں گے

روئیں گے ہم جو گوہر دندان کی یاد مین
اشکون سے قطرہ قطرہ کو گوہر بنائیں گے

جلتے ہیں جبرئیل کے پر اوسکی راہ مین
کیا ان کے نامہ بر یہ کبوتر بنائیں گے

کیون کاتب ازل سے امید بھی کرین
کیا پھر نگار کردہ مقدر بنائیں گے

یون ہی رواں جو آنکھون کے چشمے ہین جوہری
رو رو کے ایک اور سمندر بنائیں گے

تمہارے کوچہ میں کہو گذر یہ کسکا ہے
نشان پائے سر رہ گذر یہ کسکا ہے

وصال میں یہ جھجک کیا ہے ور یہ کسکا ہے
خیال خواب میں ہے رات بھر یہ کسکا ہے

جمال دلمیں میرے جلوہ گر یہ کسکا ہے
جگر کے پہلو میں آباد گھر یہ کسکا ہے

جبین زمین پہ جھکی خود ہے شوق سجدہ سے
ہے جسکے فیض کا ایک سنگ در یہ کسکا ہے

جو آج آئے تو کلہ بہ سفر ہے پیش نظر
جہان سرائے دو روزہ ہے گھر یہ کسکا ہے

دعائیں دیتے ہیں سنتی ہیں گالیاں صاحب
بھلا کے کسکے طرفسے ہے شر یہ کسکا ہے

دعائے کعبہ کسیکی کرے جو دل شکنی
یہ دل خدا کا نہیں گھر تو گھر یہ کسکا ہے

قیام جسکو ہو وہ پوچھے جانے والے سے
سرا ہے دار فنا سے سفر یہ کسکا ہے

جہان میں پہونچے تو ہم پوچھتے ہیں روح سے
رچا ہو جا ہوا یاد گھر یہ کسکا ہے

گلے کو کاٹ کے یہ اوسکا پوچھنا دیکھو
پڑا ہوا ہی جو سر خاک پر یہ کسکا ہے

نہ بعد مرگ سے کچھ جوہری یہ جاہ و حشم
جو روح تن سے چلے مال و زر یہ کسکا ہے

خوب سمجھتے ہیں ہم جفا کیا ہے
تم نہیں جانتی وفا کیا ہے

ابتدا ہی ہیں پوچھنا کیا ہے
عشق میں دیکھو انتہا کیا ہے

جینے والے تو یون ہی جیتے ہیں
زیست کا بے صنم مزا کیا ہے

ہائے یہ کوئی پوچھتا ہی نہیں
التجا کیا ہے مدعا کیا ہے

ہم تو بیخود رہے نہ یہ سمجھے
مے ہے کہاں نقل کیا نشہ کیا ہے

دیکھ لو وہ نگاہ خشم آلود
گر نہ سمجھے ہو تم قضا کیا ہے

کہتے ہو نہ کسی کی سنتی ہو
کہئے پھر کہکے فائدہ کیا ہے

چتر سا ہی ہے سایہ دیوار
ظل بال و پر ہما کیا ہے

ہمکو تو بیخودی ہے مے سے غرض
ہم نہیں جانتے مزا کیا ہے

درد چھالے میں دیکھنے سے اوٹھا
نیچے محرم کے یہ اوٹھا کیا ہے

عشق سمجھے ہو کھیل لڑکو نکا
حضرت دل تمہیں ہوا کیا ہے

دیکھتے ہین نگاہ قہر و غضب — دیکھئے اور دیکھنا کیا ہے

خاک کوے صنم کے رتبہ مین — کیا ہے اکسیر کیمیا کیا ہے

سیکڑون جس سے چاک داماں ہین — زیر داماں چھپا ہوا کیا ہے

موت کا گر مرض ہے انسان کو — اوس کے جینے کی پہر دوا کیا ہے

عشق مین کوئی بہی نہ یہ سمجھا — ابتدا کیا ہے انتہا کیا ہے

یون تو ہین بال بال ہم مجرم — زلف سلجہانے مین خطا کیا ہے

زیر چادر لعل مین شیشہ ہے — شیخ جی اس کو کہئی یہ کیا ہے

عالم الغیب ہے خدا اوس سے
جوہری عرض مدعا کیا ہے

نام حق حسن صنم مین نور حق مستور ہے — لن ترانی کے نہین کہتا ہون شمع طور ہے

آدمی کس بند ہستی پہ بہلا مغرور ہے — جسکے ایک ایک موی تن پر عالم ناسور ہے

جام و مینا ہمکو سامان طرب حاصل کہان — شیشہ دل ایک بر بین ہی سو وہ بہی چور ہے

رکھو غیرت سے زمین پر پانون یہان ہر گام پر — تربت قیصر تربت جم مرقد فغفور ہے

نیچی نظرون سے مجہی جو دیکھتے ہو بزم مین — مجکو نظرون سے گرانا آپ کو منظور ہے

گھر پہنچ سکتے نہین آگے قدم اوٹھتا نہین — راہ مین بیٹھے ہین تھک کر اور منزل دور ہے

کر دیا اللہ اکبر بانگ سے محشر بپا — شنہ موذن کا ہی اسرافیل کا کیا صور ہے

روبرو ہے روی روشن پھر مہ کو کیا فروغ — ایک چراغ زیر داماں جس سے شمع طور ہے

محفل رندان سمجھتے ہم ہیں بزم وعظ کو
زخم کے انگور کو بھی ہیں سمجھی گلابی شیشے

گو مذمت ہی بھی نہی کا تو یان مذکور ہے
ایک میسر مجھکو جام بادہ انگور ہے

جوہری سے پوچھنی ہو حال تو دوستو
یار سے مہجور ہے رنجور ہے مجبور ہے

نہین غم غم اگر بے انتہا ہے
بلا سے گر کسی کی جان جائے
غضب یہ ہے پڑی سے نیف کا دو
کرین سب آشنا نا آشنا ہے
مین سمجھون کلمہ کر وگرو عدہ حشر
نہ گذرے حق سے گر زاہد تو دیکھی
جہان ہے سر بسر ویران نظر مین
بجا ہے یا ہی بجا ناصح عشق
خیال نشتر مژگان ہے آفت
نہ بدلے گا کوئی دل میرے دل سے
کھلا اوس سے نہ کوئی غنچہ دل
نہ اے آس پاس اپنی نہ آئی

ار نہین تو عشق کی یہ ابتدا ہے
او نہین تو خوشنما اپنی ادا ہے
دل و دین کا میرے حافظ خدا ہے
خدا کشتی کا میرے نا خدا ہے
میرا طول تحمل تا کجا ہے
بتون کے حسن مین نور خدا ہے
میری آنکھون مین جب سے وہ بسا ہے
اگر شہرت تو اوس سے جا بجا ہے
میرے دل مین تو کاشانہ جہان ہے
بھلا ہے وہ برا ہے یا بھلا ہے
چمن مین یون تو کہنے کو صبا ہے
ہمین تو پاس کا ایک آسرا ہے

سنا جب جوہری کے عشق کا حال

لگے کہنے مگر اوس کے قصا ہے

نہال سایۂ قامت سے ہر شجر ہو جائے
ہر ایک برگ ہو گل گل ہر ایک ثمر ہو جائے

یہ عمر عشق رخ و زلف مین بسر ہو جائے
سحر سے شام ہو اور شام سے سحر ہو جائے

میرا ہو کام جو تیغ اوسکی کارگر ہو جائے
جو جائے سر تو یہ سب درد دردسر ہو جائے

جلے فلک تو رقیبونکا خاک گھر ہو جائے
ہماری آہ کا دیکھین اثر کدہر ہو جائے

بتون کی یاد حرم مین کرون اگر ای شیخ
تو رشک دیر برہمن خدا کا گھر ہو جائے

بہ رنگ گل وہ نہ کیون بہولے یاد نخوت سے
گرہ مین مفلس سفل کے کچہہ جو زر ہو جائے

یقین ہے داغ یہ تر دامنی کے دہو جائین
جو دامن اشک خجالت سے اپنا تر ہو جائے

خدا دکھائے نہ ایسی مریض کی حسرت
دوا سے جسکے کہ لاچار چارہ گر ہو جائے

ادہر حجاب ادہر جور ظلم کے شکوے
کہین نہ باتون ہی باتون مین شب سحر ہو جائے

یہ فیض یاد در آبدار دندان ہے
گرے جو قطرہ اشک آنکہہ سے گہر ہو جائے

یہ بلے **جوہری** فرقت مین طفل مکتب کے
نہ آسمان و زمین زیر و زبر ہو جائے

نہوتا عشق مجہکو گر نہ تم ایسے حسین ہوتے
اودہر تا نازنین کسکا نہ تم گر نازنین ہوتے

تمہارے کوچہ رشک جنان مین جا کے گر مکین ہوتے
تمنا آسمان کی اونکو ہی اہل زمین ہوتے

کسی ایسی مکانین کاش جاکر ہم مکین ہوتے
نہ زیر آسمان ہوتے نہ بالائی زمین ہوتے

سنوارا گرچہ زلفونکو نہ چہیڑا اونکو پہر بہی
یہ کالے ناگ ہین اکیرو دمار آستین ہوتے

قدم رکھنا مکانین اونکا اپنے سر کو کھونا ہے
ترے اقرار سے اب کچھ نون پھر نسبت کی پھرے
شک اپنی ہو نسبی اگر کبھی اُنہین گردون
حرم مین شیخ بتخانہ مین نیک برہمن ہیںا
بتان پھر سے انکار کا زاہد مزہ پاتے
حقیقت مین اگر ممنوع دین عشق مجازی ہے
نہ جام اپنا بناتا جم نہ وہ آئینہ اسکندر
چھپانے سے چھپی گر رازِ الفت کیونکر دون ظاہر

جبین سا ہے پھر پھر وہ ہین جلن جبین ہوتے
نکلتا منہ سے تیرے گر نہین تو ہم تہین ہوتے
نہ پھر کہنا کہ شفقت جیح مین روزن نہین ہوتے
پرستش مین وہ ہین کرتا تمھاری تم کہین ہوتے
مزہ ہوتا یہی بت گرد ہاہی حور عین ہوتے
تو حورون پر کیون مرتے ہمین اہد اہل دین ہوتے
جو مئی نوشی کے پھر جام ہاتھ اونکے کہین ہوتے
بھگوتون اشک سے دامن نہ پھر گر آستین ہوتے

حرم مین دیر مین بتخانہ مین پھر پھر کے کیا پایا
مناسب تھا جواب ایک جو پھری خلوت نشین ہوتے

اہل کمال کی نہین وقعت وطن مین ہے
یا گیر کے بدن کے ہی گر پیرہن مین ہے
فراغت سے روح تن مین تھا پیرہن مین ہے
سمجھو سمجھے ناز سے یہ خموشی سخن مین ہے
جسطرح لوگ گلون مین ہی اور کل چمن مین ہے
دل بستگی سے ہی کچھ ایسے چمن مین ہے
ہون بے سخن پھر ایک اب اس انجمن مین ہے

کب ایسی قدر مشک خطا و ختن مین ہے
یہ روح بھی عزیز ہے جب تک بدن مین ہے
انجام پر نہ کچھ تو فراغت کفن مین ہے
مجکو تو اب کلام تمہارے دہن مین ہے
مضمون مین ہے درد تو مضمون سخن مین ہے
سمٹا ہوا گلون کا بدن پیرہن مین ہے
گویا نہین زبان کسی کو دہن مین ہے

ہر ایک ادا مین ناز ہے ہر ناز مین ستم
چتون مین بانک پن ہے غضب بانکپن مین ہے

ہوتی نہین خوشی سے کسیکو بہی ناخوشی
پر لطف اور ہی مجہے رنج و محن مین ہے

عارض تو کیا صنم کے کف پا کے ناز کے
نے برگ گل مین ہے نہ وہ برگ سمن مین ہے

پہولے نہین سماتے ہین جامہ مین انکے گل
نخوت کی کیا ہوا یہ چلی اس چمن مین ہے

کیا جانے چشم ہون گے خدا و رسول سے
گر چشم تر نہ رنج حسین و حسن مین ہے

کہتے ہین واہ واہ جو سنتی ہین اہل درد
کیا لطف جوہری تیرے شعر و سخن مین ہے

تیرا غم ہے غیرون کو غم ہی تو یہ ہے
ستم غیر پر ہے ستم ہے تو یہ ہے

وہ آئے تو غیرونکو بہی ساتہہ لائے
کرم ہی تو وہ ہے ستم ہے تو یہ ہے

جو غم ہے تو برسون خوشی ہی تو کچھ دم
فزون ہے تو وہ ہی جو کم ہے تو یہ ہے

گرہ دلپہ سو داغ سو ہر گرہ مین
گرہ مین ہے گر درم ہے تو یہ ہے

شب وصل مین صبح ہجران کی آمد
خوشی سے اگر غم بہم ہے تو یہ ہے

وہ ابرو کرے دم مین قتل ایک جہانکو
حقیقت مین تیغ دو دم ہی تو یہ ہے

مگر اسکی ہی پر نظر سے نہان ہے
جو ہستی ہین دیکہو عدم ہے تو یہ ہے

عیان سو لپہر حال عالم ہے دل پر
مجہے جوہری جام جم ہے تو یہ ہے

جو رو جفا ہی سہنے کا گر عشق نام ہے
تو دور ہی سے جہک کے ہمارا سلام ہے

گرمی کسی کلام مین زاہد حرام ہے — واللہ اوس کلام مین مجھکو کلام ہے

کیا لطف لطف مین ہے جو دم بھر کے ہو لئے — سہتے جو رہی مین لطف مجھے جو مدام ہے

کل تک جیسے تھے باغ مین جس عندلیب کے — بے پر قفس مین آج وہ پابند دام ہے

ہونے لگے ہین غیر پہ بھی جور اور ظلم — جو لطف خاص مجھپر تھا وہ اب تو عام ہے

جب خط نہ تھا سلام پہ دیتے تھے گالیاں — آیا ہے اب جو خط تو سلام و پیام ہے

گر زندگی خضر و مسیحا ہوئی تو کیا — زندہ وہی ہے خلق مین جو نیکنام ہے

ایک ایک سے وہ ملتے ہین کہتے ہین اوس سے کچھ — فریادیون کی روز جزا روک تھام ہے

کیا نام پوچھتے ہین وہ گمنام دہر کا — بے ننگ و نام عاشق شیدا کا نام ہے

یارو طریق عشق مین کہنا سنبھل کے پانو — اس راہ مین تو لغزش پا گام گام ہے

کوچہ مین اوسکے مر کے گئے جوہری کو جا
سرکار سے خطاب یہی جنت مقام ہے

عاشقی مین جو ان سے پیر ہوئے — عشق مین عاشقون کے پیر ہوئے

چھوٹتے ہون اوس در پہ جو فقیر ہوئے — سچ تو یہ ہے کہ وہ امیر ہوئے

دلجلون کو جلا کے ہنستی ہو — شمع رویون بین تم شریر ہوئے

زلف ہی مین اولجھ کے مرنا ہے — بال بلبل ہم تو اب اسیر ہوئے

اب نظر مین بھی آ نہین سکتے — ضعف سے اسقدر حقیر ہوئے

وار اون آنکھون نے نگاہون کے — بن کے تیغ آ کے دلمین تیر ہوئے

چاہیئے سروری کو ناموری / کیا اگر گنجیفہ کے میر ہوئے

دور گذرے ہین زیست مین کیا کیا / گئی طفلی جوان سے پیر ہوئے

فکر دیر و حرم سے پیر مغان / ہم چھٹے تم جو دستگیر ہوئے

بے کو جان کو جگر کو دیتے ہین / کیا ہوا ایک جو دل پذیر ہوئے

راز الفت کا اب خدا حافظ / کہتے ہین غیر وہان سفیر ہوئے

خاک پر جنکا کلہ کچھ نا تھا / آج وہ صاحب سریر ہوئے

ہو گئے کاہ سے ہی کاہیدہ
جوہری ایسے کیون حقیر ہوئے

قطعہ

کافر ہے ہر ایک ادا صنم کی / یارب ہو خیر دم بدم کی

کعبہ ہوئی اب گلی صنم کی / حسرت گئی شیخ کی حرم کی

ابرو نے دیکھا لی راہ عدم کی / کیا بات اس خنجر دو دم کی

جیب دختر رز نے اسکے چھم کی / بجلی سی ہر ایک دل پہ چمکی

روشن ہوا سب پہ حال عالم / کچھ قدر رہی نہ جام جم کی

خم ہو نکلے اون ابرو نے تنک / لی زلفون نے کچھ جو پیچ و خم کی

جم مجھون تجھے جو دے مجھے جام / ساقی ہو نظر اید ہر کرم کی

بھر کے جانے کا کچھ نہین غم / ہے مجھکو قسم تیرے قدم کی

ایک ایک سے بات بڑھے / جھگڑا جھگڑے بگاڑ دہمکی

داغون سے بھرا ہوا ہی سینہ
خواہش نہین کچھہ زر و درم کی
رہتے ہین ایک حال مین مست
شادی کی خوشی نہ فکر غم کی

ای جوہری عمر یون ہی کٹ جائے
کچھہ فکر ہو بیش کے نہ کم کی

یہ گیسوون مین پہسانیکی تم نے خوب کہی
دل نگار یہ شانے کی تم نے خوب کہی
جگر کے داغ چہپانے کی تم نے خوب کہی
یہہ نقشہ رخ کے چورانے کی تمنے خوب کہی
دبائے ہاتہون سینہ بیٹھی مین درد اوٹھا ہی
دل و جگر کے چہپانیکی تم نے خوب کہی
چراغ تربت اغیار پر جلائین گے
یہ میرے دل کے جلانے کی تمنے خوب کہی
پلک تمہاری نہ جہپکیگی تمتو ہو پتھر
بتو یہ آنکھہ لڑانے کی تمنے خوب کہی
غم و الم ہے خدا کا دیا ہوا ہی بہت
ہم عاشقون کے بہی کہانے کی تمنے خوب کہی
ہمارے حال پہ یہ بیتی ہوئی کہانے کی
بیان غم یہ فسانے کی تمنے خوب کہی
یہ پہسایا دام مین خط کے اسی نے طائر دل
یہہ بیتبی خال پہ دانے کی تمنے خوب کہی

مثال ابر سے دیتی ہو دیدہ تر کی
یہ جوہری کے رولانے کی تمنے خوب کہی

عجب دور مے مین یہ جلوہ گری ہے
میرے بزم مین آج رقص پری ہے
مے شیخ بوتل مین کب یہ بہری ہے
مگر بند شیشہ مین کوئی پری ہے
میرے سر کو پامال کر کے وہ بولے
میرا طرز رفتار بہ سرسری ہے

گیا ہے سی کوئی جلایا کسیکو | یہ کیا چشم مین اوسکے افسونگری ہے
دیا دم کسیکو لیا دل کسیکا | عجب دلہی ہے غضب لبری ہے
زلیخا کو یوسف نے بخشی جوانی | یہ اعجاز حسن اور یہ پیغمبری ہے
دل عاشق ہوا جسکو نقصان پہونچا | خطا وار بیجرم مجرم بری ہے
بناتا ہے سر چڑھ کے زلفونکو شانہ | بلا ایکدن میرے سر پہ دہری ہے
لگائی کمر اور دہن کی ہے تہمت | یہ کیا وصف معشوق مین شاعری ہے
وہ طوفان طوفان کا کیون نوح پر ہے | میرے طفل اشکونکے یہ ابتری ہے
جو تشبیہہ دیتی ہین عارض سے اوسکے | بھلا ماہ مین کون سی برتری ہے
لگا چوند خورشید کی ہے نظر مین | مگر پہنی وہ مہ قبائے زری ہے
ہوا سو کہہ کر نخل قامت تو کاٹا | مگر شاخ دلکی فقط ایک ہری ہے

نہ علم و ہنر ہے نہ جوہر نہ زر ہے
فقط نام کہنے کو ہان **جوہری** ہے

کل تو قول و قرار مین گذری | آج پھر انتظار مین گذری
جستجوے نگار مین گذری | زندگی کس بہار مین گذری
ایک دو تین چار مین گذری | عمر یون ہی شمار مین گذری
زلف اولجھی کبھی کبھی سلجھے | شب اسی کاروبار مین گذری
کشتی دل نہ پہونچی ساحل تک | ہائے کس جویبار مین گذری

کب پی ہے تشنہ ہوا کہ دن — عمر تو تب خمار مین گذری

گر چمن پونچہین ہم صفیرونسے — کیا خزان اور بہار مین گذری

نہ گئے چہیڑ دلسے مژگان کے — خلش نوک خار مین گذری

شب وعدہ کی صبح پونچہتی ہین — رات کیا انتظار مین گذری

حشر کے روز ہو تو ہو اظہار — جو مصیبت مزار مین گذری

کٹ گئی عمر پر نہ راہ کٹے — پہرتے ہی ہر دیار مین گذری

زلف و رخ کا ہے دہیان شام و سحر — اسی لیل و نہار مین گذری

دل پہ شیرین کے گذرا ہی فرہاد — تیشہ جو کوہسار مین گذری

بیکسی چہٹ نہ جوہری دم بہر — مونس و غمگسار مین گذری

ظاہر ہے ظہور اوسکا کلیسا سے حرم سے — خالی کوئی جا پاتے نہین اپنے صنم سے

اب ضبط فغان کہدو نہین ہوتا ہی ہمسی — افلاک زمین پر نہ کہین گر پڑین ہم سے

وہ باز نہین آتے ہین بیداد و ستم سے — یہان ترک وفا ہو نہین سکتا کبہی ہم سے

وہان بہی کوئی معشوق ہی ہم پوچہتے اوس سے — افسوس کہ کوئی لوٹ کے آیا نہ عدم سے

غم سے مجہے رغبت ہی مگر یار کا غم ہو — اور غم ہو تو ہو بیش نہین خوش ہون مین کم سے

کس شوخ ستمگار کے پالے یہ پڑا دل — پالا تہا اسی ہمنے تو کس ناز و نعم سے

مخلوق کو طوفان سے خالق ہے بچاوے — اب اشکونکا سیلاب نہین تہمتا ہی ہمسے

گرا ہی گرہ مین نہین زر غم نہین ہمکو — کب سے لگی گرہ خالی ہو واغون کے درم سے

بیشک کوئی جا لایق تفریح وہان ہے — کرتا نہین سنج کوئی ادہر جاکے عدم سے

ہین دونون جہان آنکھون مین نشہ سے ہوئے — کچھ جام سفالین ہنین کم ساغر جم سے

ہم خوش ہین ستم ہی سے جو سر ہو نہی ہم پر — باز آئے تیرے وعدہ موہوم کرم سے

اُس فتنہ محشر کی اڑائی گئی مگر چال — کیون حشر لگی رہتی ہے یہ اوسکے قدم سے

ہے گردش گردون سے معین چال کسیکی — آتا ہی یقین مجکو یہ انداز ستم سے

آہون کے علم فوج فغان لخت جگر ساتھ — یہ طفل سرشک آتے ہین کس جاہ و حشم سے

کیا اونکو نظر آیا نہین کوئی وہان بت
کیون جوہری روٹھے ہوئے آتے ہین حرم سے

آہ وہ ہی کہ فرشتون کا بھی دل ہل آئے — نالہ کہتے ہین اوسے عرش سے جو مل آئے

حضرت دل کہین کیا جاکے ہین گھایل آئے — آج کیون قطرہ خون اشک کے شامل آئے

قلعی کھل جائے نہین گھر سے جو نکلے باہر — منہ پہ کیا آئینہ کا جو وہ مقابل آئے

بزم رندان مین گئے شیخ یہ توقیر ہوئی — تاج اوسکے دختر رز رونق محفل آئے

کیا ہوا کسکو دیا بھول گئے یاد نہین — آج بازار مین ہم کھو کے کہین دل آئے

دہیان مین لعل گریبان کے لب بحر ہین — موج و گرداب نظر طوق و سلاسل آئے

آشنا بحر الم کا ہون وہ غم دوست ہون مین — پھیر لون منہ کو اگر سامنے ساحل آئے

روبرو سد سکندر اوسے کیونکر نہ کہون — درمیان آئینہ گردیدہ کا حایل آئے

عہد طفلی مین بھی پریونکی کھلونے کھیلے
ہم ازل ہی سے پری رویون پہ مائل آئے

آئینہ تیری نگاہونکی سہی کیا چمکین
اپنے دل کا یہ جگر ہے کہ مقابل آئے

وائے حسرت کہ وہین بحر الم مین ڈوبے
دست و پا مار کے جب تا لب ساحل آئے

غرض جوہر کے لئے صاحب سیف اہل زبان
آئے میدان مین وہ پر مہر تحمل آئے

کچھہ خبر یہانکی نہ تھی یہان سے نہ وہانکی خبر
یہ خبر یہانسے گئی وہان سے بھی غافل آئے

جا کے اوس کوچہ مین اپنی بھی کیا جانکی خبر
جو گئے وہان کوئی بیجان کوئی بسمل آئے

سرو مین خوبی قامت کوئی پائی نہ گئی
راستے آئے مگر بے سر و پائی نہ گئی

زلف شبگون رخ انور سے ہٹائی نہ گئی
طور کی تجھکو تجلی وہ دکھائی نہ گئی

ہے تعجب کہ طبیعت کہین آئی نہ گئی
بے سبب کیسی یہ بگڑی کہ بنائی نہ گئی

گرد غم سے دل صافی کی بھلائی نہ گئی
ملکے سنگے مین بھی شیشہ کی صفائی نہ گئی

ایک طوفان اوٹھا نے ہی کو تھی طفل سرشک
آتش سوز درون اون سے بجھائی نہ گئی

تن بدن ہونکے پا ناثرہ الفت سے
ایک سر خاک کے تودہ سے دبائی نہ گئی

اونکی باتونہی سے خود ہوگیا اثبات دہن
راز کی بات یہی کچھہ اونسے چھپائی نہ گئی

فصل گل گذری خزان آئی گیا رنگ بہار
پر سے مرغ چمن نغمہ سرائی نہ گئی

اوسکے آنے کی خوشی ہو تو ہو جانیکا ہی غم
فصل گل ہی چمن مین کبھی آئی نہ گئی

تیغ ٹوٹی تجھنے اوسکی سنا ان غنچہ
مر مٹے تب بھی بر و نکی ڈبرائی نہ گئی

جہبسائی تیرے در کی نہ ہوئی ہمکو نصیب
حیف تقدیر کی تحریر مٹائی نہ گئی

کیا گرائیں گے فلک کیا یہ ڈبوئیں گے زمین
گرد غم دل کے بھی اشکونسے بہائے نہ گئی

اے صنم کیا میں کہوں قصہ قیس و فرہاد
اپنی ہی رام کہانی جو سنائی نہ گئی

دلکو سب چھوڑ گئے تاب و تواں صبر و حواس
ایک محبت ہی تیری جب سے کہ آئی نہ گئی

بگڑے بن بن کے میرے کام بگڑ کر بھی بنے
پر یہ تقدیر جو بگڑی تو بنائی نہ گئی

کیسی تقدیر کے تحریر ہے پتھر کی لکیر
لکھ گئی روز ازل جو وہ مٹائی نہ گئی

بھولکر دونوں جہان آپکو بھی بھول گئے
ایک تیری یاد مگر دل سے بھلائی نہ گئی

راگ سن سنکے ہلاتے رہے کل شیخ جی سر
جوہری تجھسے بھی اک بیت لگائی نہ گئی

ہوا عشق مجکو کب کب آپنے جلوہ دکھایا ہے
مجھے بھی آپ نے کیا حضرت موسیٰ بنایا ہے

شمر راہوں کے ہیں ہر ایک نے انجم نام پایا ہے
فلک کیا ہے دھواں آہوں کا میری جا بجا چھایا ہے

بہ فیض حمد خالق سے کمال و اوج پایا ہے
زمین شعر کا عرش بریں پایہ میں پایا ہے

تمہارے ہاتھ میں رنگ حنا کیا رنگ لایا ہے
تمہیں تو رنگ کے لائے ہیں میرا دل چرایا ہے

زمین کہتی چھپی پانی میں بھی طوفان سے اسکو تھا
فلک ہو زیر پا نالوں نے میرے سر اٹھایا ہے

ہوا کو کیا ہوا ہے کیوں اڑا کر خاک پھرتی ہے
میری برباد یونکا اوسنے کیا خاکا اڑایا ہے

لب شیریں پہ دیتا جان شیریں کام تو ہوتا
دل ناداں نے خط سبز پر کیوں زہر کھایا ہے

ہوئے آہ نازاں اپنے ظلم پر کیا کیا نہ ظالم کو
فسانہ جب دل مظلوم کا اسکو سنایا ہے

نہین ہے دلکو تاب درد یہ ایجان مت سمجھو
اوٹھا جب درد دل مین ہمنے دل ہی کو دبایا ہے

شکایت باغبان سے ہے نہ کچھہ صیاد گلچین سے
فقط ایک خار ہم پہلوی گل نے دل دکھایا ہے

گرہ سے نقد جان کھو بیٹھے ننگ و نام کو روئے
تیری الفت کا سوا اسکے یہ ہمنے کمایا ہے

نہین جب آپ مین ہم خویش و بیگانے سے کیا مطلب
ہر ایک بیگانہ اپنا ہے ہر ایک اپنا پرایا ہے

مسافت راہ الفت کی کٹیگی کسطرح یارب
نہ اسمین کوئی منزل ہے پانی ہے نہ سایہ ہے

جو یہ کر ساتھہ اشکونکے سر مژگان پہ آیا ہے
تیرے لخت جگر نے رتبہ منصور پایا ہے

حسینونکی تصور سے نہین دل یکدم خالی
یہ ہمنے اپنے ویرانے کو پریون سے بسایا ہے

تیرے در کی گدائی کو شرف ہے بادشاہی پر
تیری دیوار کا سایا ہما کا مجھکو سایہ ہے

تیرے رونے پہ ہستی کھلکھلاتے مسکراتے ہین
گل و غنچہ نے مجھہ کیون چمن مین جا رکھایا ہے

جو کچھہ او بہر لبو سینہ پہ ہے وہ چھپ نہین سکتا
کبھی آنچل کبھی محرم سے کیون تمنے چھپایا ہے

یہ ہے الفت وطن نقشہ نکلنا روح کا تن سے
سفر مین جب وطن کا دھیان دلمین ہمنے آیا ہے

جسے شیخ و برہمن ڈھونڈھتے ہین دیر و کعبہ مین
اوسے اے جوہری جا بجا ہی حسینو دلمین پایا ہے

عذار سیمین پہ سیمتن کے جو زلف کے لٹ لٹکے رہی ہے
وہ حسن کا ایک ہے خزینہ یہ اوسپہ ناگر لپیٹ رہی ہے

جو خوش نوائی سے شاخ گل پر چمن مین بلبل چہک رہی ہے
ہزار درجہ بہی اوس سے بہتر مجھہ جو حسرت مین چہک رہی ہے

ہوئی ہے کیوں اتنی سخت جانی مجھے تو ہے بار زندگانی
نہیں نکلتی ہے روح تن سے یہ کس جگہہ اب اٹک رہی ہے

نہ زخم کھایا ہے کوئی تن میں نہ کوئی ارا ہے بدن میں
پہ چبھی ہے ایک پھانس غم کی دل میں ہی ہر ایکدم کھٹک رہی ہے

کبھی لڑکپن کبھی جوانی کبھی ضعیفی ہے اور پیری
بشکل ریگ روان صحرا یہ عمر ہردم کھسک رہی ہے

کس عاشق رو سے رشک گل کا بہا ہے ہر سو لہو کا دریا
زمین مقتل برنگ گلشن کا ان کے لو سے مہک رہی ہے

ستایا جو فلک نے ایسا کہ زندگی ہے وبال مجھکو
نہ تھا ستم کا اوسے سلیقہ مگر تمہاری کمک رہی ہے

نہ سکھ سے سونے دیا کسیکو ہم ہونے دیا کسیکو
عبث ہے ایجوہری شکایت سدا سے خوی فلک رہی ہے

مے محبت سے خود ہیں بیخود شراب ہم لیکے کیا کرینگے
جگر ہے سوز دروں سے بریاں کباب ہم لیکے کیا کرینگے

نہ عشق سے ہم اوبھرنے پائے دبایا طفلی میں کوہ غم نے
ہمیں لڑکپن سے ہی ضعیفی شباب ہم لیکے کیا کرینگے

لگا دو خم کو ہمارے منہ سے نہ دو یہ جام شراب گن گن

ہمین تو مطلب ہے بیخودی سے حساب ہم لیکے کیا کرینگے

لکھا تھا اونکی طلب مین نامہ لکھا کے لایا ہے کیا یہ قاصد

ہمین تو ہے دید کے تمنا جواب ہم لیکے کیا کرینگے

جو بیخودی جوہری ہو ہمکو نہین ہے نیکی بدی سے مطلب
عذاب سے کیا خطر ہے ہمکو ثواب ہم لے کے کیا کرین گے

ہر شعر بنا بیت حرم ذکر خدا سے
پائی ہے گل و غنچہ نے رنگت کف پا سے
کعبہ کی زیارت سے غرض دید بتان ہی
ہنس ہنسکے پھڑکتا ہے نمک زخم جگر پر
کھل جائے گرہ دلکی ملو سینہ سے کھلکر
خاموش وہ لیٹی رہی سینہ سے شب وصل
بوسے کی اجازت نہین منہ کھی ہین منہ پر
درد دل رنجور کی دارو ہی ہئی وصل
لیتے نہین معشوق ہین دل ہین گید کا
ہر چین ہے گیسو کے ختن تار ہین تاتار
انسان سے پری آپ بنی حور پری سے
دہو کہی مین رہے ہمتو تیرے شرم و حیا کی

ہر مصرع ہے ابروی صنم حسن ادا سے
لائین ہین اوڑا انکی مگر وزد حنا سے
دیدار صنم کے ہی طلب مجکو خدا سے
ہے لطف کرم یار کے انداز جفا سے
وابستہ ہین عقد سے میرے ایک بند قبا سے
شوخی کو اجازت نہ ملی شرم و حیا سے
بہوچے لب دریا ہین مگر تر ہین پیا سے
اس مرض کو صحت ہی دوا سے نہ دعا سے
ہان ناز سے غمزے سے کرشمے سے ادا سے
تشبیہ سراسر ہی خطا مشک خطا سے
سو جو تو کہ جاہت سے میرے کیا ہوی کیا سی
ذر دیدہ نگاہون نے لیا دلکو دعا سے

سن واعظ فرضی یہ ہوس خلد کی زاہد
یہہ زہد تیرا خالی ہے کب مکر و ریا سے

اے جوہری سب عمر گئی عشق بتان مین
دل کچھہ دنون پیری مین لگاؤ تو خدا سے

صفائی رخ پہ حسرت چھا گئی ہے
کھلا کیا ارسی منہ تک رہی ہے

لیا ہے دل تو اب دلدہی ہے
یہی جان دلبری کیا دل لگی ہے

نہیں آتی کسی سے کوئی صورت
یہ کس نقاش کی صورتگری ہے

اٹھا کر چھین لیا گیسو پہ جین
[illegible] ا ہمی دیوانگی ہے

تقاضہ کی نہ لاج تاب ہو سکے
غضب معشوق کی بے پردگی ہے

گل عارض سے رنگت بو بہت ہوں
یہہ کیا رنگ ہے حسن عارضی ہے

تیرے منہ لگانے کا یہ دیکھا
مقابل تیرے رخ کے آرسی ہے

کمر بوٹا سا قد دیکھا کسی کا
کہڑا کیون ہم نخود سرو سہی ہے

میرا تو دل گیا کیا تمنے پایا
مجھے تو غم ہے تمکو کیون خوشی ہے

کہے یا کس نے چھوڑا ساتہہ اپنا ساتہہ
تمہارا غم ہے اپنی بیکسی ہے

شب وعدہ لہو آنکھو نسی ٹپکا
سنا جب باتون مین مہندی لگی ہے

نہ زندہ ہین نہ مردہ بخدا اجل
عجب عشاق کی بہی زندگی ہے

نہ آیا خون دل آنکھون مین تو کیا
ہر اک شیشہ ہر یہ ساغر تہی ہے

تمہین کیا غم بلا جانے تمہارے
شب فرقت یہان کیونکر کٹی ہے

کسیکا دل نہ ٹھہرائیے تو جانون
ہمارا دل ہے یہ کیا کچھہ ہنسی ہے

نہین گر نشتر مژگان کی کاوش
جگر مین پھانس غم کی کیون چبہی ہے

چمن مین اپنا جی بہلائین کس سے
شرارت غنچہ و گل مین بھری ہے

دہوان آہونکا ہیرے دیکھہ بولے
گھٹا چھائی ہے لطف میکشی ہے

نہ جوہر ہی نہ کچھہ جوہر شناسی
تخلص نام کو ہان جوہری ہے

الم ہے بےبسی ہے بےکسی ہے
اسیکا نام یارو عاشقی ہے

خروسی سے ایک گر یختہ گری ہے
جنون سے سو جگہہ پردہ دری ہے

نہ سرمہ ہے نہ پان ہی نے مسی ہے
غضب دلکش وہ اونکی سادگی ہے

درخشان مہر اور مہ روز و شب ہین
یہ اوس کی حسن کی جلوہ گری ہے

لیا دل اور کہتے ہو کہان ہے
یہی کیا راہ و رسم دلبری ہے

چرایا نیچی نظرون سے میرا دل
یہی اس چشم کافر مردمی ہے

بھلایا دین و دنیا دخت رز نے
یہ کافر جسکے منہ لگی ہے

کھنچا رہتا ہے کیون تیرا تصور
تیری تصویر تو دلمین کھنچی ہے

دعائین دیتے ہین سنتے ہین گالی
عوض نیکی کا دنیا مین بدی ہے

خدا پر چھوڑ دے بیمار غم کو
عبث اے چارہ گر چارہ گری ہے

مزہ کیسا نشہ کہتے ہین کسکو
غرض تو میکشی سے بیخودی ہے

میرا سینہ ہے داغون سے منور ستارونسی فلک کو برتری ہے
سپرد ہے او میان زیب میان ہے کمر یہ قتل پر کس کے کسی ہے
دوا کچھ کر ہمارے درد سر کی تیرے سر پر دوپٹہ صندلی ہے
ہو تو روز جزا خوف خدا کیون کوئی شاکی نہ کوئی [illegible] ہے
یہان ہم غمسے خون دل ہین پیتے وہان غیرون سے شغل مئےکشی ہے

خدا سے جوہری ہم مانگین کیا کیا
وہ سب کچھ بے طلب دیگا سخی ہے

پھرے پھر وہ اپنے مکان آتے آتے ہوئے ہمسے کیا بدگمان آتے آتے
[illegible] [illegible] آتے آتے
[illegible] ست ہے انسان کو عقبی و دنیا وہان جائے جائے یہان آتے آتے
دریا رنگ کس طرح سے مین پہونچون جو رخصت ہون تاب و توان آتے آتے
نگہ پر غضب تک تسکن ہین وہ ابرو چڑھائے ہین تیر و کمان آتے آتے
وطن مین کہان یاد یاران غربت تھکا راہ مین کاروان آتے آتے
وہ عشق مین کون منزل پہ آیا ہوئے پیر طفل و جوان آتے آتے
قدم دو گئے تیری ہی راہ مین اگر نکلے ہم عدم سے نہ یہان آتے آتے
نہ بلبل کا نغمہ نہ ہنسنا گلون کا گئین سب وہ چہلین خزان آتے آتے
نہ کچھ فکر طاعت نہ یاد خدا ہے گئے بھول سب کچھ یہان آتے آتے

تمنا و ارمان تھے کیا کیا نہ دلمین نہین زیست مین ایک دم بھر کا تحفہ		گئے بھول سب نازیان آتے آتے کہین ایسی کیا داستان آتے آتے

سر رہگذر منتظر جو ھری ہے ادہر ایک نظر مہربان آتے آتے	•

کیون شرم سے گھونگھٹ مین لگے منہ کو چھپانے
کیا جھک کے کہا کان مین شوخی سے حیانے
جو رنگ یہی سکھائی تمہین اب دزد حنانے
دزدیدہ نگاہون سے لگے دلکو چرانے
ہوش و خرد و تاب و توان کچھہ نہین باقی
کچھہ نازنے لوٹا ہے مجھے کچھہ اون کے ادانے
کیا جانئے کیا جان کے رحم آیا ہے دلمین
اب آئے ہین جب جان لگی جسم سے جانے
کل جنکو نہ بستر تھا نہ چادر تھی میسر
پھولون سے لگی آج بچھونے وہ بانے
بن بن کے بگڑتے ہین یہ مٹی کے کھلونے
کچھہ قدر بنانے کی نہ کی دست قضانے
کیون چھوڑ دین دریا نہیں کو نکین و قیس

کیوں کوہ و بیابان میں پھیر میں ٹھوکریں کھاتے

سو غنچہ شگفتہ ہوئے سو گل ہوئے خندان
کھولی نہ گرہ دل کی نسیم اور صبا نے

بسی ہے کبھی پان کا لاکھا کبھی مہندی سے
سو چلے شب وعدہ ہمیں لاکھوں ہی بہانے

دل کیا خیر ان شوخ نگاہوں کی نظر سے
کیا تاک کے تیر و اپنے سے اوڑاتے ہیں نشانے

چوری ہمیں سرزوری ہے اندھیر ہے یارو
اون لطفوں سے لی جان تو دل دزد حنا نے

کہہ سکے غصہ سے مسیحا مرض عشق
تاثیر نہ کی اون کی دعا نے نہ دوا نے

بتخانے میں بتخانے میں یا کوے صنم میں
مرجائیں تو اسے جوہری مٹی ہو ٹھکانے

دل جو بستی سے اپنا تا کی ہے
دل تو کیا جان تک فدا کی ہے
اوٹھنے والوں نے کچھ حیا کی ہے
مجھکو مہربان عطا کی ہے

راہ جنگل کی ہمنے تا کی ہے
تمنے ایک شرط بھی ادا کی ہے
کہتے ہو کوچے قضا کی ہے
یہ بہی ایک رحمت اوس خدا کی ہے

کیون دیا عشق ہمکو روز ازل
اسکی کب ہمنے التجا کی ہے

تو تڑپنے سے خوش ہوا قاتل
سب یہ تقصیر وسب پا کی ہے

زخم پر زخم دل یہ کھاتے ہین
کتنی میٹھی چھری ادا کی ہے

پس گئے سیکڑون دل دانا
چرخ مین گردش آسیا کی ہے

پھونک دی آگ خانہ تن مین
یہہ شرارت فقط خفا کی ہے

بس یہ تو نے کرم کیا اے عشق
وہ جفا و ستم کا شاکی ہے

جیسے دار فنا ہے جسم کا گھر
روح کا گھر یہ جسم خاکی ہے

ہمکو مرغوب و خوشنما رنگت
خون دل کی ہے یا حنا کی ہے

عرش کیا چرخ تک نہ وہ پہونچے
کبھی آہ نارسا کی ہے

دل ملوث تو اس وضو سے شیخ
نہ طہارت ہے کچھ نہ پاکی ہے

ہم ہی تو راہ پر نہین چلتے
کیا خطا اسمین رہنما کی ہے

دے خدا صبر اور تحمل غم
دولت عشق گر عطا کی ہے

کارگر ہائے اب کوئی تدبیر
نہ دعا کی ہے نے دوا کی ہے

دل پہ گر ہے محو عشق بتان
اسمین شاید کچہہ مصلحت خدا کی ہے

جوہری وحشیون سے ہے مانوس
اسمین اب وحشت انتہا کی ہے

گر نہین بوئے وفا کچہہ تو ہے چاہت باقی
ان گلو مین ہے ابھی رنگ محبت باقی

دوستو نمین نہین اب نام کو الفت باقی | الغرض ہے تو غرض کی ہے محبت باقی

دل و دین ہوش و خرد کہو چکے فرقت یار کی | جان جانے کی رہی ایک مصیبت باقی

ابروؤن کا ہی اشارہ ہی مژہ ہی برہم | قتل مین میرے ہی اب کونسی حجت باقی

دے وہ وحشت مرے دلکو کہ سب اسمین جائین | نہ ہین دیر مین رنج و غم و محنت باقی

دل و دین و ہوش و خرد تاب تو ان تو چکی | پوچھتے ہین کہ ہی کچھ اور رہی ہمت باقی

خواہین آنکو بوسے لب شیرین کے لئے | ہی دہین مین مرے ابتک تو حلاوت باقی

بوستان مین ہوئی تعلیم صبا کچھ نہ مفید | ہر گل و غنچہ مین ہے رنگ شرارت باقی

ترک مے کہہ چکی نفرین ہی مرا و سیہ مستی | شیخ سے کہتی جو ہوا اور ہدایت باقی

نہ وہ قارون ہی نہ دارا ہی نہ اسکندر ہے | نہ وہ دولت ہی نہ عظمت ہی نہ نصرت باقی

کہتے آتے ہین تو آجائین نہین بیکہہ تو نہ | اب قضا سے نہین ایک لمحہ کی مہلت باقی

پیار پر پیار کئے بوسے پہ بوسے ہی لئے | کہتے ہین ابتو نہین کوئی ہے حسرت باقی

قتل کر کے میرے ملتی تو نہ برباد کرو | اب عبث دلمین ہے ایجان کدورت باقی

ایک صورت سی تو عشرت ہی سمجھتا ہون اسے | نہین عشرت ہی تو مشکل ہی عشرت باقی

یاد جاناں کے ہوئے نذر دل و دین و خرد | لخت دل پر غم ہجرانکی ہے دعوت باقی

قتل کرکے مرا دل ملتے ہین اور کہتے ہین | اب بھی کچھ اسمین تپش ہنوز کی ہے طاقت باقی

سیکڑون حسرت و ارمان و تمنائین ہین | اور یہان زیست کی دم بھر نہین مدت باقی

جب سے ہم کوچہ دلدار کی عظمت سمجھے | نہ رہی دیر و حرم کی کوئی حرمت باقی

نہ تو وہ حسن رہا تیرا نہ میرا وہ عشق | رہ گئی تیرے فقط ملنے کی حسرت باقی

سیکھی بیخودی و عاشقی و بے دینے
جو ہمری ہمسے نہین کوئی نصیحت باقی

شمع پروانون کو جلاتی ہے | اوسپہ ہستی پہر کھلکھلاتی ہے
حسن یہ آپکا صفاتی ہے | جوہر عشق اپنا ذاتی ہے
واعضا لیے محل ہے اب تو یہ | وہ گھٹا دیکھہ اوڈسی آتی ہے
اوس کے قدمون سے ابھ لگی ہے حنا | رنگ اپنا یہ کچھہ جاتی ہے
رنگ بو پر نہ اپنے بہول اے گل | قائمی وہ نہ یہ بتاتی ہے
اے پری تیرے ہجر مین شب غم | نیکے دیو سینہ ڈراتی ہے
ہجر مین خود مرینگے ہم بے موت | موت ناحق کو جان کھاتی ہے
بند کیون ہے زبان تیری سوسن | حال دل کیون نہین سناتی ہے
بے ادب اے صبا یہ گستاخی | اوسکے کوچہ مین خاک اوڑاتی ہے
رونا آتا ہے خندہ گل پر | یہ ہنسی اوسکی کسکو بہاتی ہے
زخم کہاتے ہین اف نہین کرتے | یہ کلیجہ یہ میری چھاتی ہے
مانگ زلفون مین ہے رہ ظلمات | انکھون کو راست جاتی ہے
زور لائی ہے رنگ برگ حنا | دیکھئے کسکا خون بہاتی ہے
شمع دکھلاکے اپنا سوز و گداز | روتی ہے اور ہمین رلاتی ہے

زیست اور مرگ کا ٹھکانا کیا
چشم کافر مین ہے غضب جادو
حالت نزع اوسکی آمد مین

ایک آتے ہی ایک جاتی ہے
ایک نظر مین وہ دل بہاتی ہے
اپنے تقدیر آزمانی ہے

جو ہمدمی یار کو ہے شوق حنا
کچھہ نہ کچھہ رنگ اب یہ لاتی ہے

تازع کلہ پایا تھا کیا وہ ماہ کامل اور ہے
آج پھر کیون روے انور کے مقابل اور ہے

درد اہل دل ہے اور اور درد بیدل اور ہے
مجھکو تو اس درد مین کچھہ لطف حاصل اور ہے

تیغ بران اور ہے ابروے قاتل اور ہے
اوس کا گھائل اور ہے اور اسکا بسمل اور ہے

عشق سے میرے عناصر اور ہین دل اور ہے
باد و آتش اور ہے اور آب اور گل اور ہے

یہ بضاعت ہی سکندر کی نہ صنعت جم کی ہے
جام و آئینہ کوئی شے اور ہے دل اور ہے

مین نہین کہتا کہ یکتا ے کا دعوی ہے غلط
آئینہ مین دیکھیے کوئی مقابل اور ہے

یا الٰہی خستہ سینے میں جگر اور دل کے ہو

رنگ خون میں رنگ آج اشکون کا دل اور ہے

گلشن عالم میں دیکھو سر کشی کیا ہے یہ پھل

بے ثمر ہے سرو او سیب پاکیزہ رنگین اور ہے

مسجد میں بتخانون میں جلوے ہیں عیان

یہ حقیقت ہے کہ حق ہے اور باطل اور ہے

حال کی حالت سے حال اپنا جدا ہے شیخ جی

رقص مستان اور ہے اور رقص بسمل اور ہے

عمر کی اتنی مسافت مر کے مشکل سے کٹی

راہ عقبیٰ کی ابھی وہ سخت منزل اور ہے

کھلکے تیرا وار اور چمکر چلی تیغ اجل

تجھ میں یہ جوہر تو صاف اس سے تیغ قاتل اور ہے

شیخ صاحب آپکا یہہ وعظ اور رندونکی بزم

کچھہ سمجھکے سوچکر کہیے یہہ محفل اور ہے

ہیں ضعیفی میں جوانی کے کہان وہ حوصلے

اب جگر بھی اور ہے جی اور ہے دل اور ہے

روبرو عارض کے ماہ چرخ کو کیا ہے فروغ

راہ ناقص اور ہے اور راہ کامل اور ہے

بحر مواج فنا ہے درحقیقت بحر عشق
اسکا گرداب اور موجین اور ساحل اور ہے

قید رندان تھا ہے دل عشق دہان تنگ ہے
یاد گیسو مین وہ پابند سلاسل اور ہے

دین و دل تاب و توان سب کھوگئے فرصت پاچکے
جان جانیکی فقط ایک سخت مشکل اور ہے

بیخودی یہان ہان خودی یہان سے حلال اور وہان حرام
بزم رندان اور ہے زاہد کی محفل اور ہے

ہے ہوا کچھہ اور ہے باغ جہان کو کیا ہوا
رنگ گل کچھہ اور ہے صوت عنادل اور ہے

سیکڑون بندے خدا کے ہوچکے ہین فیضیاب
جوہری بھی در پہ ایک رحمت کے قابل اور ہے

آج شاید عزم اوسکا سوے مقتل اور ہے
ہے کبھی تیغ نگہہ ابرو یہ بھی بل اور ہے

بیڑیان کیا یاد گیسوے مطول اور ہے
سلسلہ میری اسیری کا مسلسل اور ہے

قتل سے عشاق کے کچھ رنگ مقتل اور ہے
رقص بسمل سے زمین لرزان ہے بلبل اور ہے
تجھمین یوسف مین تفاوت دیکھ لین انجام مین
نقش آخر اور ہے اور نقش اول اور ہے
ایک ہم دیر و حرم سمجھے ہین زاہد سمجھو دو
چشم یکبین اور ہے اور چشم احول اور ہے
حال مجمل کہہ نہ پائے تھے قیامت آ گئی
عرض کرنا تو ابھی حال مفصل اور ہے
کھل گئے جوہر سب اوسکے بن گیا ہے آئینہ
خون سے میرے تیرے خنجر پہ صیقل اور ہے
وہ حمائل کا تصور تو گلے کا ہار تھا
طوق گردن ہائے اوسکی یاد ہیکل اور ہے
قہر ہے وہ پان کا لاکھا مسی لب کی غضب
دشمن جان اوسپہ وہ انکھونکا کاجل اور ہے
کل کلائی کے تصور سے نکل آئی ہے مجھے
آج کل سے بھی دل ناشاد بے کل اور ہے
جل ہوا کس موشگافی سے ہے مضمون کمر

ایک سمائے دہان تنگ لاحل اور ہے

دیدہ و دل جام و مینا شوق دل رنگین شراب
اپنے مے ہے اور ساغر اور بوتل اور ہے

رحل کی شب تنگ کر رکھا ہے محرم نے مجھے
اوس پہ قہر و غضب چادر کا انچل اور ہے

بے بضاعت میں ہیں سبزے کا فرش مخملی
سایہ دیوار ہے ایک در پہ کمل اور ہے

تہہ تتہ فقرا کا ہے اور اورنگ شوکت منعم ہے اور
خواب سبزہ اور ہے اور خواب مخمل اور ہے

دلمین جلوہ صاف ہے باہر نظر آتا نہین
جس قدر وہ پاس ہے نظروں سے اوجھل اور ہے

کب کمر تک ہاتھ پہونچا دسترس یہ کب ہوا
دل تو ہاتھ آیا الٰہی سے بیزار ہے شل اور ہے

جوہری ہے بحث اوس سے جوکہ ہو باعلم و دینا
شیخ متعصب تو بے ایمان ہے اجہل اور ہے

آج تخت صحن گلشن پر تجمل اور ہے
کیا گر متار ہلاکی تازہ بلبل اور ہے

تمکنت غنچون مین ہے اور شوکت گل اور ہے
آج مرغان چمن مین شور اور غل اور ہے

گریہ غم اور ہے سینا کا قلقل اور ہے
چشم پر اشکوں کا دریا ہے وہ غلغل اور ہے

کیا شگفتہ ہیں افق اور صد بلبل اور ہے
خوش نوا ہے قدردان خوبی گل اور ہے

ظلم نہ تھا لاشہ پہ میرے قبر کی مٹی کا بوجھ
اوس پہ یاروں نے چڑھائی چادر گل اور ہے

ایک مضمون شعر میں ہے گو جدا لفظ لفظ
ہر جزو کل ایک ہے جز اور ہے کل اور ہے

جسکو میرے حال سے اب کچھ تغافل اور ہے
حال کیسا نام سے بھی اب تجاہل اور ہے

پھر خطا ما سیہ کو سمجھوں گر رسی کا سانپ
زلف شکیں اور ہے گیسوئے سنبل اور ہے

یہ جگر یہ دل عدو کا جو بھی جور و ستم
صبر میرا اور ہے میرا تحمل اور ہے

کشتنی کلہ اس خطا پہ کہ سکے تیر وہ بھر
لے لیا پھر آج بوسہ لیے تامل اور ہے

نزع کی سختی شب ہجر کا تماشا ہو چکا
قتل میں پھر خدا کیوں اب تساہل اور ہے

ایک نگاہ دل ابھی ہے دیکھ لوں جلاد اوسے
قتل سے کیا عذر پیارے اتنا تامل اور ہے

دام عشق خط مشکیں سے رہائی ہو محال
اوس پہ یہ بند گران سودائے کاکل اور ہے

حسن ماہ نو کو روز افزوں ترقی کیوں نہ ہو
اوسکے ابرو سیاہت کا توسل اور ہے

کیوں اوترا پار بے رنج و غم و درد و الم
عشق کی دریا میں کشتی اور ہے پل اور ہے

میرے نالوں نے کیا منہ بند تیرا کب نہیں
کیا خوش الحانی کا دعوی تجھکو بلبل اور ہے

لیجئے چل پھر کے یارو جوہری کی کچھ خبر
آج کوچہ میں کسیکے شور اور غل اور ہے

* * *

خمسہ جات اردو

خمسہ غزل امیر مینائی لکھنوی

گھڑیال بھی نہ ہجر کی شب بات بھر بجا   لے کوس صبح و طبل سحر اوس سحر بجا
تغیر وقت کیونکہ کہوں میں مگر بجا   یارب شب وصال یہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر بجا

سن لے کو بھی ترستے تھے فرقت میں نام وصل   سمجھے تھے ہوگی صبح قیامت کو شام وصل
ناکامیوں کی کسکو تھی امید کام وصل   ہیں ہم تو شادمان کہ ہے خط میں نام وصل
بغلیں خوشی سے تو بھی تو اے نامہ بر بجا

پھیلائے پاؤں سوتے تھے کچھ تھیں نہ حسرتیں   اور فرط بیخودی سے نہ لیتے تھے کروٹیں
کچھ دین کی خبر تھی نہ دنیا کی کچھ ہمیں   آواز صور سنکے کہا دل نے قبر میں
کسکی برات آئی یہ باجا کدھر بجا

بے مہری کا نہ تیرے تھا جب تک گمان مجھے   تھی جان بھی عزیز نہ اے جان جان مجھے
تجھکو نہیں ہے یاد تو بھولی ہے ہاں مجھے   تجھکو نہیں ہے انس محبت کہاں مجھے
تالی نہ ایک ہاتھ سے اے بے خبر بجا

جب عرش بام قصر کو میں نے کیا رقم   کہتا ہے جبرئیل کہ ہے عرش اوس سے کم
دربان در کی کیوں نہ ملا یک بلیں قدم   کہتے ہیں آسمان جو تمہارے مکان کو ہم

کہتا ہے آفتاب درست اور قمر بجا

یہان تک سے فراق کے رنج و الم سہے — خوگر ہوئے ملالونکی مشق محن سہے
ہستے کسیکو دیکھا تو رقت سے رو دیے — نفرت یہ ہی خوشی سے کہ اشک آنے اگر بہے
ہمراہ تعزیہ کے بھی باجا اگر بجا

وقت سحر یہ خواب نہین خوب ہے سنو — پیری مین بھول جاؤ جوانی کی نیند کو
ہے آفتاب عمر لب بام ہمدمو — جاگو نہین یہ خواب کا موقع مسافرو
نقارہ تک بھی کوچ کا وقت سحر بجا

مٹی مین زر ملاتے ہو کیون تم برائے قصر — اک روز چل بسوگے یہی کہکر ہائے قصر
بیفائدہ ہے تمکو یہ فکر بنائے قصر — تعمیر مقبرے کی [illegible] لازم بجائے قصر
زردار و نسے کہو کہ کرین صرف زر بجا

طفل و جوان و پیر ہو یا شہ ہو یا فقیر — ہے جوہری ہر ایک کو یہ مرگ ناگزیر
ٹھہرے بتے کوئی دم کو کہ آیا دم اخیر — جائے قیام منزل ہستی نہ تھی امیر
اوترے تھے ہم سرا مین کہ کوس سفر بجا

مخمسہ بر غزل نسیم

داد عہد شباب دیدے — وہ آتشین آب ناب دیدے
دخت رز بیحجاب دیدے — ساقی قدح شراب دیدے
مہتاب مین آفتاب دیدے

قیمت نہین کچھہ کہ کر کے طے سلے
جو کچھہ مجھہ ناتوان مین ہے لے
دین لیجکا دل کا دکھہ بھی دیکے
ساقی باقی جو کچھہ ہے لے لے
باقی ساقی شراب دیدے

ہمدرد کو نہین ملال کچھہ اور
خواہش نہین جز وصال کچھہ اور
کرتے نہین عرض حال کچھہ اور
اس بت سے نہین سوال کچھہ اور
اپنے منہ سے جواب دیدے

شیرین یہ جو اوس نے جی گنوایا
فرہاد سے کوہکن کہایا
کیا چاہ کے تجھکو مین نے پایا
لیلی مین نے تجھے بنایا
مجنون تجھکو خطاب دیدے

کچھہ جوہری دے مگر نہین مانگ
جی جاے تو جاے پر نہین مانگ
زر کیا لعل و گہر نہین مانگ
اوس گل سے نسیم زر نہین مانگ
جو چاہے وہ بے حساب دیدے

خمسہ بر غزل نسیم

بجلی کی چمک جو رخ مین وہ لمن ہے
دل برق کے طرح یہان تپان ہے
تو حسن مین یوسف زمان ہے
عالم کا ترے جہان بیان ہے
بیتابئے دل جہان جہان ہے

زندان دلِ تنگ سے تو ڈریو — اے ہتکڑی ہاتھون سے نہ لڑیو
اے طوق نہ تو گلو پکڑیو — زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو
دیوانہ کا بالون درمیان ہے

اے ماہ جو تو سے مجھ یارا — کر مہر سے اسطرف نظارا
ہے گردش چشم سے سہارا — ذرے کا بھی چمکیگا ستارا
قائم جو زمین و آسمان ہے

بل کھاؤ کمر کی نے لچک پر — اتراؤ نہ حسن کی چمک پر
روشن ہے یہ انس جن ملک پر — جو داغ کہ مجھ کے ہے فلک پر
دلمین مرے ابتلک نہان ہے

اشکون کے گہر بہاے رو رو — کھوتے ہو رخ کی آب دہو دہو
کیون جوہری سے بہی کچہہ کہو تو — کس سوچ مین ہو نسیم لو بو
آنکھین تو ملاؤ دل کہان ہے

مخمس بر غزل داغ

دم بازیون نین صبر و دل جان تو گیا — جھوٹے قرار آپکے مین جان تو گیا
کذب و دروغ آپ کا پہچان تو گیا — خاطر شے یا لحاظ سے مین مان تو گیا
جھوٹی قسم سے آپکا ایمان تو گیا

سب لیجئے شکیب و توان جان صبر و دین — جان بازیکا مرے نہین ابتک ہمین یقین

کہنے کی بات ہے نہ سنا ہوگا یہ کہیں ۔ دل لیکے مفت کہتے ہیں کچھہ کام کا نہیں
اولٹی شکایتیں ہوئیں احسان تو گیا

کیا کیا بھری تھیں پہلے تمنا و حسرتیں ۔ اب کچھہ نہ وہ گلے نہ ہوس نے شکایتیں
برباد کر رہی ہیں مجھے اسکی حرکتیں ۔ ڈرتا ہوں دیکھہ کر دل بے آرزو کو میں
سنسان گھر یہ کیوں نہ ہو مہمان تو گیا

اکدم نہ چین آتا تھا لیل و نہار میں ۔ کیا بیقراریاں تھیں دل بیقرار میں
اب کیا رہا ہے جسم کی مشت غبار میں ۔ کیا آئی راحت آئی جو کنج مزار میں
وہ ولولہ وہ شوق وہ ارمان تو گیا

ایمان کی طرح ہو تو اے شیخ کچھہ نہ پوچھہ ۔ جسمیں فتور دین ہو اے شیخ کچھہ نہ پوچھہ
ہمسے بتوں کے حال کو اے شیخ کچھہ نہ پوچھہ ۔ دیکھا ہے بتکدے میں جو اے شیخ کچھہ نہ پوچھہ
ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تو گیا

ہر ایک جگہہ جنون کی مرے شہرتیں گئیں ۔ رسوائیوں سے مری نہ چھوڑی کوئی زمین
وہ باخبر ہیں جنکو کسیکی خبر نہیں ۔ افشاء راز عشق سے گو ذلتیں ہوئیں
لیکن اوسے جتا تو دیا جان تو گیا

آیا نہ رحم اوسکو ذرا یہ ہزار شکر ۔ میرا پیام گو نہ سنا یہ ہزار شکر
خط کو نہ میرے اس نے پڑھا یہ ہزار شکر ۔ گو نامہ بر سے خوش نہوا یہ ہزار شکر
مجھکو وہ میرے نام سے پہچان تو گیا

سوز غم والم سے بنا ابتک گل مرا
لرزان برنگ شمع جگر متصل مرا
ہر ایک عضو اس نے کیا مضمحل مرا
بزم عدو مین صورت پروانہ دل مرا
گو رشک سے جلا سر تو قربان تو گیا

ای جوہری فراق کے غم خوب کہا چکے
عزم سفر ہے دلکو یہان سے اوٹھا چکے
اور وصل کے سر ایک غم بہی اوڑا چکے
ہوش و حواس تاب و توان داغ جا چکے
اب ہم بہی جانیوالے ہین سامان تو گیا

خمسہ بر غزل سرور

جگر کو چین تو ایکدم برائے نام نہین
بدن مین درد کو خالی کوئی مقام نہین
طبیب نے ایک جگہ سینہ مین قیام نہین
مریض ہجر کو صحت سے ابتو کام نہین
اگر چہ صبح کو یہ ہچکیان تو شام نہین

قضا سے کم نہین ہم فرقت صنم سمجھے
دوا کرو نہ کرو دم مین ہین عدم سمجھے
اب اپنی زیست تو گنتی کو کوئی دم سمجھے
رکھو دیا نہ رکھو مرہم اسے ہم سمجھے
ہمارے زخم جدائی کو التیام نہین

رہا ازل سے فلک دوستو عدو میرا
ہوئی ہی گردش شمس و قمر ہی برگشتہ
کبہی نہ طالع واژون مرا ہوا سیدہا
کیا جو عدو شب بسر تھے دن بہار رہوا
یہ دیکھو مری شامت کہ ہوتی شام نہین

رکھو خیال عزیزو مری وصیت کا
نہ کیجیو مرے قاتل سے خونکا دعوے

لگانا ہاتھ میرے جنازے کو اصلا | وہی اوٹھائے مجھے جسنے مجھکو قتل کیا

کہ بہتر اس سے مرے خون کا انتقام نہین

خزان کے جور سے کیون جو ہری نہ ہوتے | لگانا دل کا بہار چمن پہ کیا تھا ضرور
خیال گل مین کیا دلکو خار سے رنجور | اوٹھایا داغ گل افسوس تونے دل پہ سرور

مین کہتا تمسے تھا گلشن کو کچھ قیام نہین

خمسہ بر غزل جرات

کبھی پہاڑ کبھی دشت مین گذارے دن | کبھی تو روتے کٹی بحر کے کنارے دن
یہی نصیب مین کیا چرخ نے اوتارے دن | یہ شکل پھرہے گردش ہی ہمکو سارے دن

جو تم پھر آؤ تو پیارے پھرین ہمارے دن

ترے فراق کے ناوک نے ہے جسے مارا | تڑپ رہا ہے وہ بسمل صفت جگر پارا
کرے دوا یہ مسیحا کو بھی نہین یارا | نہین ہے تیرے مریضان ہجر کا چارا

اب اپنی زیست سے کٹنے بھرے ہین یہ بیکار دن

رہیگا یون ہی مرا بخت کب تلک واژون | پھری رہیگی کہان تک یہ گردش گردون
کبھی یہ شاد کبھی ہوگا مرا دل محزون | کب اوس سے ہوگی ملاقات مین پوچھون

ذرا تو دیکھ نجومی مرے ستارے دن

بغل مین پھر سے رہتا تھا جیسے وہ پیارا | مرے نصیب کا تھا برج کی شمس سے تارا
وصال یار کا کیا لطف ہو بیان سارا | رہے ہے تھا مجھسی ہم آغوش جبکہ وہ پیارا

عجب مزے کی تھین راتین عجب تھے پیارے دن

ہے عاشقون کا تو دشمن یہ چرخ نافرجام — نہ دور دہر سے امید ہے کہ دے آرام
نہ اوسکو ہم نہ اپنا نصیب ہے ناکام — بوصل کیونکہ مبدل ہون ہجر کے ایام

مگر خدا ہی یہ بگڑے ہوے سنوارے دن

وہ رنگ روپ کہان ہے یہ کیا ہوئی حالت — تمہین تو دیکھکے ہے جوہری کو اک حیرت
منگاکے ائینہ دیکھو تو اپنی کچھ صورت — لگایا روگ جوانی مین کیون میان حسرت

ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمہارے دن

خمسہ بر غزل سرور

ہر ایک شب شمع سا سوزان نہ ایکدم گرم افغان ہون — یہ ضبط سوز غم دیکھو اس جلنے پہ خندان ہون
فروغ داغہا دل سے شمع شبستان جانان ہون — بسوز شمع رویان اسطرح کا سینہ سوزان ہون

کہ رفتہ رفتہ آخر جلوۂ سرو چراغان ہون

سر ایکدم کو دم آخر گمان کرکرکے گریان ہون — اسیدم بھر وہ پیر کہو نہین کیا کہ کہان ہون
جو جان ہو شمع کیجا لست اگر تن ہون تو بیجان ہون — نسیم صبح ہون یا بوی گل یا شمع سوزان ہون

مین ہون جس رنگ مین پیارے غرض دم بھر کا مہمان ہون

رہی ہین عمر بھر آنکھو نمین جھونکی خواب غفلت کے — دا کچھ حق ہوئے مجھسے ہوا طاعت نہ طاعت کی
ثمر نشو و نما سے کیا لگا پھل ہاتھ قدرت کے — نہ پھل پایا لگانے کا بجز افسوس حسرت کے

مین نخل بے ثمر کس مرتبہ مزدود دہقان ہون

غبار خاک سے تھی زیب تن کے اوسکے کوچہ مین
یہی حالت مری دیوانہ پن کی اوسکے کوچہ مین
نہ تھی نسبت حبیب جا پیرہن کی اوسکی کوچہ مین
عبث تدبیر ہی گور و کفن کی اوسکی کوچہ مین
مین ننگ وہ جہان ننگی سے رکہنے کا شایان ہون

ستمون کے ظلم کم سمجھو نہ رحمت کبھی مین نے
نہ سرکایا قدم کو راہ الفت سے کبھی مین نے
اطاعت اونکی کم جانی نہ طاعت کبھی مین نے
نہ مرتے مرتے منہ پھیرا محبت سے کبھی مین نے
جفائین کسقدر جہیلین جفا پر اپنی نازان ہون

لٹاؤ چاندنی کے پھول یارو میری تربت پر
فلک کو بھی نظر ہے کچھ مری ارمان حسرت پر
ہوا ہون ان حسینونکی تو مین چاند ایسی صورت پر
تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر
کہ تا معلوم ہو سبکو قتیل مہ جبینان ہون

کہون کیا ہے یہ اندیشہ دل غمگین مین مضطر
پڑیہونگا جو میری بعثر دہا دریا روان مین
لکہا ہے نام تو میرا گنہگارون کے دفتر مین
سرور غم رسیدہ ہون مجھے طوفان محشر مین
ترا نا تو ہی خاوندا غریق بحر عصیان مین

ایضاً

نہ رکے اشک تر اک جو سحر سے نکلے
لب دندان وہ دیکھا کر میرے بر سے نکلے
ابر باران یہ نہین کچھ ہے کہ برسے نکلے
لخت دل اشک لئے دیدۂ تر سے نکلے
تو امان دیدہ یاقوت و گہر سے نکلے

اوسکے بینی کو ہوئی خال سے خوبی بیحد
ایک تھا حسن اوسے کر دیا دہ چند

یاد آتا ہے ہر ایک عضو پہ صناع صمد
نہ ذقن ہے نہ وہ لب ہیں نہ وہ پستان نہ وہ قد

سیب و عناب و انار ایک شجر سے نکلے

کل شب وصل بھی کس لطف و طرب سے گذری
کیا کہوں اوس میں جو بن حسن کے حسن و خوبی
صنعت صانع حق جو نہ سنی تھی دیکھی
اوسکی پستان نظر آتے تھے گل داؤدی

سرو سے نکلے ثمر پھول ثمر سے نکلے

زیست بھر روتی رہی یاس کو او حسرت ما نکو
وصل کیا دیکھنے پائے نہ رخ تابان کو
بعد مرنے کو بھی صد حیف رہی جانا نکو
بین ہوا ایسا ہی ہوا حکم دہان دربان کو

آج تابوت کیئکانہ ایدہر سے نکلے

ہمہ تن چشم بنے ہیں مہ و اختر پئے دید
شام سے دیکھتی ہے تیرے وہ کہتی ہیں امید
صبح کا یہ پھیلنے پر نور ہے اب قرب و بعید
تو بھی آ کوٹھے پہ یہ ہے وقت طلوع خورشید

ایک خورشید ایدہر ایک اودہر سے نکلے

خمسہ بر غزل مومن

دام خط و گیسو نے رکھا شام و سحر بند
چھوٹے تو قفس میں ہو صیاد کے گھر بند
تا زیست تن زار سے چھوٹا نہ مگر بند
ہم دام محبت سے ایدہر چھوٹے ایدہر بند

پرواز بھی کی آہ تو جیون طائر پر بند

اے بت ترا شکوہ ہے قیامت میں خدا سے
باز آیا نہ اک دن ستم و جور و جفا سے
گہہ شرم سے مارا کبھی انداز ادا سے
دیکھا نہ کسیکی طرف ایسا سے حیا سے

جادو کو کیا نہ کس جادو نے نظر بند

رکھتا ہوں نہاں لب میں شرر رنگ کی ہوس کو ۔ صیاد نکر کام میں لا کچھہ تو ترس کو
ساتھہ ایک کے بلبل نہ نکر سوختہ وس کو ۔ یہ مشت پر سوختہ بہونکیں گے قفس کو

تو ساتھہ کسی کے مجھے صیاد نہ کر بند

حاصل کوئی دم لطف ملاقات تو کرلوں ۔ رنج و غم ہجر انکا مکافات تو کرلوں
مہماں ہیں کچھہ اونکی مدارات تو کرلوں ۔ وہ آخر شب آئے ہیں کچھہ بات تو کرلوں

کر اپنی زبان دم کی دم اے مرغ سحر بند

ہم ہیں کہ اطاعت کو تری سمجھے ہیں طاعت ۔ جانا کہ ابرو تری محراب عبادت
اغیار کو کیا لطف وفا قدر محبت ۔ کیا ٹھہری دل بوالہوساں میں تری الفت

شیشہ میں پری کرتے ہیں ارباب ہنر بند

مجبور ہوں خود روک کے رسوا نہو ناصح ۔ کیا ضعف سے حالت ہے بتر لیوں دیکھہ تو ناصح
اٹھہ سکتی نہیں اٹھتی ہیں جب جا نیکو ناصح ۔ جا سکتی نہیں جاتے ہیں اوسکو میں جو ناصح

چھٹ جائینگے قصہ سے کیا تو نے اگر بند

جب سے ہوئی اس یوسف ثانی کی تمنا ۔ بیخواب ہوں پر عشق سے کبھی آنکھہ لگی ہی نہیں ع ا
کیوں میری طرح تو بھی عجب نیند سے سویا ۔ شاید کہیں تو نے بھی اسے خواب میں دیکھا

آنکھیں تری اے بخت ہیں کیوں آٹھہ پہر بند

بیچین ہے جو وصل میں بھی اوسکی حیا سے ۔ ناکام ہوں بس میں مجھے ناکامی کے شکوے

اے سوز دروں کھلتا ہے مری تو ہی خبر لے — اے سوزش سینہ مجھے وہ سینہ دکھا دے

کھولی تری گرمی میں وہ گھبرا کے کمر بند

تھا نہ ہیں ہستی تھی صنم سے ہوئی نیاری — پایا نہ ادھر ہی میکدے میں جا کے پکاری

تھی جوہری وہ ہمدم و ہمدرد تمہارے — کیا حضرت مومن کہیں کعبہ کو سدھارے

سنسان ہے گھر کس لئے کیوں آج ہے در بند

خمسہ بر غزل بابل

گر چشم حقیقت ہے کھلی اہل بصر کی — آنکھوں ہی میں صورت پہ حقیقت کے نظر کی

شیشہ میں صفائی ہے ادھر اور ادھر کی — تصویر بشر ہے میں ہے خلاق بشر کی

آئینہ کے اندر ہے شبیہہ آئینہ گر کی

پرکس نے مرے حال دروں سے ہی خبر کی — عالم میں پڑی دھوم مرے درد جگر کی

گردوں کو خبر اپنی نہ پاکی ہی نہ سر کی — اللہ ری شوخی طپش دلکو اثر کی

بیچین ہوا ہے مرے راہ گذر کی

زخموں کے لئے دلکو ملی شکل سپر کی — باقی نہیں جا داغوں سے اب داغ دگر کی

دیکھو تو ادھر تمکو قسم میرے ہی سر کی — یہ چٹکیاں اوپری ہوئی ہیں کس کی نظر کی

جب تمکو دیا کیا ہے حالت ہے جگر کی

گر عیسی دوران کے ہے حکما میں کرامت — ہم عشق کے بیمار ونکو کب ہے تلک ہی صحت

گر کوئی دوا میں نہیں تاثیر کی حدت — اللہ رکھے حسن کی گرمی کو سلامت

سینکینگے اسے آگ سے ہم چوٹ جگر کی

تالو نے میرے وہ ہوم ہیں ہر برس دہر کو — اور اشکوں کے طوفان ہیں ہی خلق لب جو
آہوں کے علم فوج فغاں ساتھ ہی یکسو — پھری یہ عرق لب یہ فغاں آنکھ میں آنسو

کس دھوم سے آئے ہے میرے درد جگر کی

کاجل کی سیاہی نہیں یہ آنکھوں کی دنبال — شوخی سے نگہ کے وہ شرارہ کی ہیں مثال
دنبالہ ہیں شعلہ آتش ہے بہر حال — رومال سے پونچھو گے تو جل جائیگا رومال

پھیلے ہوئے کاجل میں حرارت ہے نظر کی

بتخانہ کی منزل میں ملے سیکڑوں صدمے — کعبے کی طرف چلی ہوئے وہم کے کھٹکے
ان اہلو نے پہونچا نہ ٹھکانے کوئی پہ چلکے — ہر گام پہ میں دور ہوا دیر و حرم سے

یہ راہ کدہر کی ہے ادہر کی نہ ادہر کی

ہاتھوں میں مرے جان ملی تم نے حنا شوخ — اور پان سے ہونٹھوں کو بھی کس درجہ کیا شوخ
شوخی میں کوئی شوخ نہیں تم سے سوا شوخ — تم شوخ گلا شوخ صدا شوخ ادا شوخ

اور سب سے جو چنچل ہے تو شوخی ہے نظر کی

یہ حسن ہے کبھی ہے کبھی وہ حرکت و حسن میں — ہے موم کبھی سختی فولاد ہے جس میں
یہ شعبدہ بازی تو کبھی ہے کس میں — خالی ہیچ ہی بند کھلے تو ہے سب اس میں

یہ دل ہے کہ تھوٹی ہے کسی شعبدہ گر کی

بھان باز ہی جو کی میں نے وہ ہر خلق میں ظاہر — دل اور جگر کا بھی رہا حال زبون تر

ایک ایک کی کر وعدہ اگر آئے ہو چلکر — ہٹ ہٹ کے یہ ہو فاتحہ ہر سر کی لحد پر

یہ قبر ہے میری یہ میرے دل کی یہ جگر کی

پانون مین لگی اونکے بہی ٹھوکر میرے سر سے — مین سر سے گرا اونکے بہی لغزش سے چہٹے

شکوہ مجھے اوس سے نہ اونکو ہے ادہر سے — مضطر دل میرے اہ ہی مین اونکی نظر سے

ایک چوٹ ادہر کی ہے تو ایک چوٹ ادہر کی

وعدہ جو کیا آج کا سو برس گذارے — اور کلہہ کو تو فردائے قیامت ہین وہ سمجھے

ایفا نہ کیا وعدہ گئے وعدے پہ وعدے — اس عہد کے اس قول کے اس عہد کے صدقے

اور حشر مین بہی تمنے بہی بات اگر کی

آنکہون کو تو ہے دید کی ہر لحظہ تمنا — کانون کو یہہ خواہش کہ سنین یار کا چرچا

کیا کہئے کہ ہے ہجر سے کیا حال ہمارا — دلکو ہے سبق ہائے صنم ہائے صنم کا

لب پر ہے صدا ہائے جگر ہائے جگر کی

آنکھون مین تصور مین کمر کے نو سمائی — اور اوسکے پلک دیکھ کیا کیا نہ دکھائے

مانند فلک سطح زمین گردشین کہائے — ساکن کو جو دیکھون متحرک نظر آئے

پھرتی ہے نگاہون مین پلک تیری کمر کی

کرتے رہے حورونکی صفت شیخ جی اکثر — عاشق کو رہا حسن بتان ہی سے سروکار

مٹ جائے گئے اب جو ہیری آخر کو یہ تکرار — مائل ہے دم نزع اودہر حور ادہر یار

اب تولئے دونو کو ترازو مین نظر کی

دیگر مخمسہ بر غزل داغ

نور رخ مین گرچہ ہین بڑھ کر مہ انور سے آپ
شوخیان سیکھی مگر یہ سب ان مضطر سے آپ
بڑھ گئے جور و ستم مین چرخ غارتگر سے آپ
کم نہین سامان مین ہنگامہ محشر سے آپ
دیکھئے دلکو دعائین دیگی اس گھر سے آپ

گرچہ جور و ظلم مین ہین آپ بے مثل و عدیل
کیون شکایت کرکے مین اور آپ ہو دونو ذلیل
مین کہونگا جیکار ہونگا حشر مین بے قال و قیل
جو نہ مجھسے ہے عبث مین نے کیا اپنا وکیل
فیصلہ میرا ابھی کر لین داور محشر سے آپ

کون ہے جو عشق سے رکھتا نہین ہے دل کو پاک
عاشق و معشوق دونون ہین یکسان اوسکی تاک
شیون بلبل پہ ہر دم جامۂ گل چاک چاک
ابتدا سے انتہا تک عشق مین ہین خوفناک
امتحان سے غیر سامان غم سے ہم محشر سے آپ

تہا یقین ہے نام سے بھرے گے نفرت اجتناب
جھیکرا تو نکو جو بیتی تہی رہا پردہ حجاب
اب کہان خوف خدا وہ اور کہان بیم عذاب
حضرت زاہد نکل آیا فلک پر آفتاب
پیر و مرشد ابتو اٹھے میکدہ کے در سے آپ

آپکا یکسان چلن ہے کافر و دیندار سے
دو قدم بڑھ کر چلے اس چرخ نا ہنجار سے
چال یہ سیکھی آپ کے رفتار نے تلوار سے
کٹ گئی گلا کہون گی اس تری رفتار سے
ابتو چل نکلے زیادہ اپنی ہی خنجر سے آپ

آپ کی تصویر کو پہلے تصور مین تہی جانئے
خواب مین آیا کئے راتو نکو ای یوسف لقا

مخمس بر غزل سالک

ہم نے کیا دل کو کہ بیچا ہے یہ دلدار کے ساتھ
کبھی گفتار کے ساتھ اور کبھی رفتار کے ساتھ
یہ وہ یوسف ہے کہ بیچا ہے بازار کے ساتھ
دل وہ شے ہے کہ جو دیکھی کبھی یار کے ساتھ
بیچ ڈالا دل و دین ہستی کی بیچی ہے خریدار کے ساتھ

شب فرقت کبھی یاد آئے کبھی ہمنفس رہے
آنکھیں ہیجان کی دہلو کے میں گلے اور سے ملے
ہم نے سمجھی تیری شوخی کی یہ گرد تماشے
ایک دم پھر کے لپٹنے لگا یا تھا گلے
سر ہے کٹ گئی قاتل تیری تلوار کے ساتھ

ہنستے ہو کھیلے جو معشوقوں کی الفت پہ عبث
ہے غرور آپ کو یہ اپنی ہی تزئین پہ عبث
طرز دلداروں کی ہے یہ ستم و کین پہ عبث
طعنہ ظلم و ستم لیلی و شیریں پہ عبث
کیا کیا آپ نے عشاق دل افگار کے ساتھ

سخت جانی سے مرے پہلی کٹار سے چلا اور
بیقراری ہی فزوں شوق شہادت سے مجھے
کیسا چلتا ہوا فقرہ کہا جو تھا مشکل سے
تیغ چل نکلی دم قتل گلے پر میرے
میں نے تشبیہ جو دی ابروے خمدار کے ساتھ

داد کا تو نہ خدا داد کے ہوگا ہمراہ
حشر بیداد کا بیداد کے ہوگا ہمراہ
حشر حساد کا حساد کے ہوگا ہمراہ
حشر اغیار کا شداد کے ہوگا ہمراہ
جو نشہ کہتا ہوں تو بس حشر ہوا غیار کے ساتھ

رات کٹ جاتی ہے یوں ہی مجھکو نہ غنودہ
آنکھ لگتی نہیں ایک پل بھی مری تا بہ سحر

انتظاری کی کوئی حد نہین آتی ہے نظر | سو گئی بخت شب وعدہ یہ مجھ سے کہہ کر

کون جاگا ہے ترے دیدۂ بیدار کے ساتھ

دیکھ یہ شعلہ فشانی نہین اچھی اے شمع | اسطرح تفرقہ بیانی نہین اچھی اے شمع
یہ تیری گرم بیانی نہین اچھی اے شمع | اسقدر چرب زبانی نہین اچھی اے شمع

بزم جانان مین زبان کٹتی ہے گفتار کے ساتھ

یہ نہ سمجھو تجھے جدائی کی جفا ہونگی دریغ | یہان سے بھی اور وہان رنج سوا ہونگے دریغ
ایک سے ایک الگ زور جفا ہون گے دریغ | حشر مین ظالم و مظلوم جدا ہونگے دریغ

ہائے وہان بھی نہ رہے اوس بت عیار کے ساتھ

کیون فرشتے نہ ڈرین اوسکی ہر ایک دربان سے | خدمتین لیتی ہین وہ حور و نسیم اور غلمان سے
زور مین رستم و رتبہ مین سوا خاقان سے | نہ ڈرین خلد مین جاتے ہوئے جو رضوان سے

اوسکے دروازے پہ رک جائین خبردار کے ساتھ

سچ تو یہ ہے کہ یہان عشق مین وہ موتی لٹا | قیس و فرہاد تو شاگرد تھے اوس کے ادنے
جوہری کیا وہ گیا عشق کا جوہر جاتا | ہائے افسوس ہے سالک کی جوانمرگی کا

عشق کی بات گئی اوس جگر افگار کے ساتھ

خمسہ بر غزل سخنی ساکن کڑہ

لگا کہانے یہ دل غیرت سے ٹھہر کے | بنا لیتا ہے کیا اون سے بگڑ کے
کھڑا مین رہ گیا خجلت سے گڑ کے | چلی پھر ہاتھ غیرونکا پکڑ کے

یہ سمجھایا تھا اونکو پاؤن پڑکے

کسیکو یہ ڈرانے کے نہ ڈرکے
یہ کرتے اپنی ہی دل کی ہین اڑکے
ابھین بہلاکے آیا تھا پکڑکے
نکل پھر طفل اشک آتے بگڑکے

بڑے گستاخ ہوتے ہین یہ لڑکے

کہان تک اونکو ہر دم کوئی پھیرے
پھرا کرتے ہین وہ شام اور سویرے
خدا جانے کہان ڈالے ہین ڈیرے
جگر اور دل نہین پہلو مین میرے

ہوئی برباد یہ بستی اوجڑکے

مرا رونا اونہین تو ہے ہنسی شغل
کسیکو غم کسیکو دل لگی شغل
یہ ہے تاکید اونکی ہو یہی شغل
دم گریہ رہے نالے کا بھی شغل

غرض بارش بھی ہو بادل بھی کڑکے

مین اس عہدے سے برآؤن کہان تک
اوٹھاؤن سر پہ ایک محشر کہان تک
کرون تحریر یہ دفتر کہان تک
لکھون مین حال دردِ سر کہان تک

لگادون نامہ مین صندل رگڑکے

نہین معلوم ہے تقدیر مین کیا
پڑھا جاتا نہین قسمت کا لکھا
رہا روز ازل سے مجھکو دھوکھا
اگر قسمت مین فرقت ہے سمجھا

مٹاتا خط پیشانی رگڑکے

رہے سہتی جفا و ظلم کیا کیا
کبھی شکوہ زبان پر بھی نہ آیا

یہاں دم پر بنی اور دم نہ مارا | گلہ محشر مین بہی ہوگا نہ اونکا
کھڑے رہ جائین گے دامن پکڑکے

وہ یاد آتے ہین اب رہ رہ کے حرکات | ہوئین گستاخیاں کیا کیا نہ ہیہات
وہ شرما کر خفا ہوتے رہے رات | نکالی وصل مین کوئی اگر بات
تو بولی یہ زبان گرجاے سڑکے

کرے عاشق نہ کوئی جو کئی وہ | میرے ماتم مین مر مر کے جئی وہ
کفن خود اپنے ہاتہون سئے وہ | میرا مردہ اوٹھا تو رودے وہ
جنازہ کا میرے پایہ پکڑکے

حقارت سے حقیر اونکو نہ جانو | برا سمجہو نہ اونکو تو بہلا ہو
فقیرون کے نہ ازادے کے چہیڑو | گدا ہون میری باتون پر نہ الجہو
کہ عادی ہوتے ہین مجذوب بڑکے

کروگے پہر وہی نالے جگر دوز | پڑے پہرتے رہوگے آہ جانسوز
کرے کیا جوہری پندو ل افروز | سنبھلے اوس زلف کو چہو لیتے ہو ہرروز
کسی دن پانون ہین پہرے نہ کہڑکے

ایضاً

جو زندے بسے جاتے ہین تو مرد جاتے ہین
مسیحا مین کہاں وہ بات جو وہ کرد کہاتے ہین

ملایک بن کے مردے آکے اونکو ازماتے ہین
سوے گور غریبان سیر کو جبدم وہ جاتے ہین

صدا قبرون سے آتی ہے یہی مردے چلاتے ہین

کہان وہ رند کے ہین عاشقونکے پاس جاتے ہین
جو مرتے ہین تو سو سو بار وہ مرقد پہ آتے ہین
جو عریان دیکھتے ہین لاش کو تو ترس کہاتے ہین
ہوا مرنا مبارک خلعت پوشاک پاتے ہین

ہماری لاش پر اپنا دوپٹہ وہ اوڑہاتے ہین

کبھی اقرار وہ اپنا نہ پورا کر دکہاتے ہین
کیا وعدہ جو کل کا تو قیامت کی سناتے ہین
یہان اتنے مین سو حیلہ بہانے وہ بناتے ہین
سنا پہر گھر مین اپنے شام سے گانے بجاتے ہین

بہانہ وعدہ کی شب آئی وہ یون ہی راگ لاتے ہین

جو جانے کو کہین ہم پانون کو اپنے اوٹھاتے ہین
تو طاقت دو قدم چلنے کی بھی کب وہ نہین پاتے ہین
جو جلتے ہین تو دل ہی دل مین اپنے خوف کہاتے ہین
پہر ایک ظالم کا کوچہ پاکے یہ مجھکو کراتے ہین

بغل مین ہاتھہ دو کبھی پانون میرے لڑکھڑاتے ہین

ہماری کھینچکر تصویر آگ اوسمین لگاتے ہین
کبھی اوسکو جلاتے ہین کبھی اوسکو بجھاتے ہین
یہ کیا کوئی عمل ہے جو عمل مین زور لاتی ہین
نئے صورت سے انگارو نپہ وہ ہمکو لٹاتی ہین

ہمارے نام کو کاغذ پہ لکھہ لکھہ کر جلاتے ہین

ہمارے نالہ و فریاد پر ہین قہقہہ کرتے
جو کچھہ کہتا ہون تو کہتی ہین کہ کیا یہ آپ ہین گاتے
بیان حال پر کیسا تاسف ہنستے ہین اولٹے
یہہ اظہار محبت کا نتیجہ تو کوئی دیکھے

کھڑے ہم رو رہے ہین آپ بیٹھے مسکراتے ہین

جو تمسے ہوسکے تو گاہ گاہے دھیان رکھئے گا
دعاے مغفرت کا پھول تربت پر چڑھائے گا
جو آنا قبر پر ایجان تو ماتم کا نہو چرچا
ہمارے مرنے کا صدمہ نکرنا چین سے رہنا

بہت نازک طبیعت ہے تمھین سمجھائے جاتا ہین

جنھین ہے نشتر مژگان کی الفت اسنے دیکھے

ہوے ہین زار شکل خار صورت آپنے دیکھے

برنگ کاہ کاہیدہ وجاہت آپ نے دیکھے

جنہیں ہے عشق مژگان اونکی حالت آپنے دیکھی

وہ سوکے خار ہاے وحشت تنگی پا یونہی جاتے ہین

سنا ایک قافلہ دلکا اسی رستہ مین کیا تھکو

اسی رستہ سے بہاگے آتے ہو کیا حضر سی رہبر

یہ سیدہی راہ کیون جائے خطر ہے جلنے والونکو

تمہارے مانگ سے کیون بہاگتا ہے دل بتاؤ تو

یہی وہ راہ ہے جسمین مسافر مارے جاتے ہین

کبہی کہسار مین پہرتے ہین ہم راتونکو سودائی

کبہی آشفتگی سے دن کو ہم بنتے ہین صحرائی

یہ الفت زلف کی کیا دلمین اپنے آتشین لائی

پریشانی ہوئی سودا ہوا سر پہ بلا آئی

مگر اسیر ہی ہم اوس زلف کی بڑہتی خاطے ہین

یہ سمجہے ہین انہین ہر مین اوٹھا لیتی تو جاتے تم

محبت ان یتیمون پر جتا لیتے تو جاتے تم

یہ ہین معصوم ان پر ترس کہا لیتی تو جاتے تم

میرے اشکون کو بہی صورت دکھا دیتی ہو جاتے تم

یہ لڑکے ہوکے بیخود گہر سے باہر نکلے آتے ہین

جو جاتے ہو تو جاؤ پر ٹہر جاؤ جو اک لحظہ
تو کردون ساتہہ اپنے ہوش و تاب و عقل کا بیڑا
قباحت کیا ہے لیتے جاؤ پہر کوئی نہین خطرا
نظر کا ڈر رقیبونکا خطر سایہ کا اندیشہ

غضب ہے یہان سے اپنے گہر اکیلے آپ جاتے ہین

غنیمت ہے اگر وہ دور ہی سے دیکہکر سمجہین
عجب کیا دیکہکر مردہ میرا وہ دلین کچہہ سوچین
بہت موٹے قلم سے اور نستعلیق حرفون مین
سبب مرنے کا جسمین جہانتک کو ٹہے سے وہ دیکہین

کفن پر میرے لکہدینا کسی سے روٹہے جاتے ہین

جو شب ہے تو وہی صحبت جو دن ہے تو وہی چرچا
اونہین کے پاس رہتے ہین یہ ہر پاس و لکو غیر و نکا
نصیبون ہے تو ہمکو ہے ملا کا سا ساکتا
رقیبون سے تو سوتے جاگتے پیچہا نہین چہٹتا

کسیدن خواب مین کیا ہم اکیلے اونکو پاتے ہین

کہین روزہ نماز و بندگی کعبہ مین مع ہ رو رو
تو آئین دیر مین کون اونکو کہتا ہو یہان آؤ
بہت ہمنے سنے ہین وعظ اونکے گو وہ ہین خوش لہجکو
کہین تو شیخ صاحب سخت کلمہ کوئی اوس بت کو

ابہی تو چہین کر تسبیح ہم ہی سو سناتے ہین

وہ ماہ و مہر ہین جو عاشقون کے رات کو دن کو
مسیحائی دکہائی ہین پری کو انس کو جن کو
یہ اعجاز اون کے دیکہو جو ہمسری اور انکی اس سن کو
سنے دعوے خدائی کا ہے ہندوستان مین جنکو

عنایت سے خدا کی آپ ہی تو ہین جو جاتے ہین

خمسہ غزل امیر مینائی

درد ہمدرد ہے ہمدم ہو پیمانا دل کا
دلبر وشی نہین آسان چہپانا دل کا
یہی دشمن ہے تو دشمن ہے زمانا دل کا
ناوک ناز سے مشکل ہے بچانا دل کا

درد اوٹھ اوٹھ کے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا

رقص بسمل جو دکہاتا ہے غضب دل میرا
اس سے منظور ہے تڑپا کرے بسمل میرا
اور دیکہا ہے تڑپنا کبہی کا مل میرا
اوبہی کہنے سے رک جاتا ہو قاتل میرا

لذت قتل گہٹاتا ہے بڑہانا دل کا

آنکھہ ناز تو مدت سے تھی اسکو جویا
حیف اب بچنے کی امید نہین ہے اصلا
چار آنکھین جو ہین تھین تو رہا تھا شیدا
اس نے دیکھا اوسے اور اوسنے ہی دیکھ لیا

ابتو دشوار ہے پہلو مین چھپانا دل کا

ہم شباہت سی ہے یہ ہمچشمی کا یا ہم دعوی
ربط و اخلاص و محبت تھی پرانے گویا
کیا کہون کیا ہی خدا دو تن نے ملکر پایا
آج اس شوق سے پیکان مرے دل مین آیا

آگیا یاد کسی شوخ پہ آنا دل کا

نام الفت سے بھی آگاہ نہ تھے نام خدا
یاد آتا ہے مزہ پہلے پہل ملنے کا
تھی نہ پہچان نہ صاحب سلامت اصلا
ہاے وہ پہلی ملاقات مین پیار و کیا

اور اونکا وہ لگاوٹ سے بڑہانا دلکا

جب نہ تھا عشق بسر ہوتی تھی آرام سے مدان
ابتو یارائے تحمل ہے نہ ہے تن مین توان
نہ یہ گریہ تہا نہ زاری تھی نہ یہ آہ و فغان
عشق مین صبر کہان تاب تحمل ہے کہان

جان جانا نہین ہمدم ہے یہ جانا دلکا

نالہ و آہ و فغان اسکے قیامت سمجھو
اسکو چھیڑو نہ نظر بھر کے تم اسکو دیکھو
گر اوٹھا یہ تو بپا حشر کریگا رو رو
چپکے بیٹھے رہو قدمونپہ پڑا رہنے دو

دیکھو اچھا نہین ایجان اوٹھانا دلکا

اونکی نظرونکو غضب سے میرے آگ لگی
تن بدن کی مرے حالت بھی کیا ہی ردی
اس لگاوٹ سے تو بس جی پہ میرے آکے بنی
سینہ چھلنی کیے دیتی ہین نگاہین انکی

جو ہر شے پھرتے ہین یہ تیر ٹھکانا دل کا

عیش کا کیا ہو مزا دل کا رہت ہے
گنج زر داغ غم عشق سے ہو دل میرا

دل کے لینے کا سلیقہ نہین تجکو اچھا
یون نہ ہاتھ آئیگا یہ مال کبھی زر دینا

سیکھ وہ دیدہ و نگاہی سے چورانا دلکا

اوسکے وہ زلف گرہ گیر ہی لاکھون زنجیر
قد و انداز قیامت کے ہین نگاہ تیر

ایک مدت سے تو ہی جو ہمری زار اسیر
ہر نگہہ وصل مین اوس شوخ کی کہتی ہو امیر

جسکو ہو حکم اودا دے وہ نشانہ دل کا

خمسہ برغزل اعلیحضرت حضور پرنور دام سلطنتہ شاہ دکن

وہ ہتھی خوشی بہی گویا سخن سرا اونکے
سکوت کے تہی وہ تصویر دلربا اونکے

زبان حال سے کہتے تھے کچھ ادا اونکے
سوال وصل پہ نیچے نظر ہی کیا اونکے

ہماری آنکھہ مین پہرتی ہے وہ حیا اونکی

مری جو لب پہ ہو کیسے با فرا اونکے
جفائین جیلین تو ہی مقتضی وفا اونکے

جو اولجھے گیسو مین تقدیر تہی رسا اونکے
مرے جو عشق مین عشاق تہے تقضا اونکے

یہہ آپ کہدین کرے مغفرت خدا اونکے

یہ انقلاب زمانے کا کیون کہون سبب
نصیب مین ہے مرے یا عدو کی وصل کی شب

ہوے ہیں بوم کو ظل ہما کی خواہش اب
عدو بہی وصل کے طالب ہین دیکھو ذرا اب

دعا قبول ہے ہماری ہو یا دعا اون کی

ہوا تھا حسن پہ جب اون کے الٹھ پیدا
نہیں ہے جان کے بچنے کی اب امید

نہ اونکی چال قیامت تھی نے غضب ادا
ستم ہے غمزہ بلا ناز ہے غضب حیا

اور او سے ڈہاتی ہے آفت ہر ایک ادا اونکی

جفا میں ہوئی محبت ہو نہ کہ الفت ہو
ہر ایک بات میں انداز کے عجب جدت ہو

وفا میں اونکی جفا و ستم کی شرکت ہو
نیا ہو تار ہر ایک ناز میں نزاکت ہو

ادا ادا سے ادا ہو ادا ادا اون کی

جو اونکا حسن لڑکپن کا ہے یہ اب تو آب
یہاں جو آہ ہے دلدوز وہاں نگاہ عتاب

تو عشق کا بھی ہمارے ہے یہ عین شباب
نہ اسکا مثل جہاں میں کہیں نہ اسکا جواب

وفا وفا ہے ہمارے جفا جفا اون کے

جفا سے عشق سے آئی نہ تا فلک فریاد
ہوئے ہیں سیکروں ویران جو شہر تھے آباد

ستم ہے حسن بھی اونکا ہوا ستم ایجاد
ہزاروں حسن کے شہرت سے ہو گئی برباد

بلند ہی ہوئی ہے زمانہ میں کیا ہوا اونکی

میں اونکی چال سے پامال ہو چکا اکثر
ہوئی ہے اونکی ثنا خوانیوں میں عمر بسر

اوٹھایا اون کے قدم سے کبھی نہ میں نے سر
خدا کے سامنے رکھونگا ہاتھ کانوں پر

برا کہا میں نہیں سننے کا برملا اون کے

حنا کے ہاتھوں دل و جان آفت آئی گی

ضرور رنگ یہ اپنا کبھی جمائی گی

قدم قدم پہ لہو مجھکو یہہ رولائے گی — کبھی وہ شوخی رفتار رنگ لائے گی

کرے گی خون میرا ایک دن حنا اون کی

بنایا عشق سے خالق نے گر ہے اب دلگیر — تو جور و ظلم کے برداشت سے نہو غافل

وفا و لطف کی اسباب ہے لا حاصل — وہ ابتدا ہی مین کرنے لگے ستم ایدل

پہر آگئے قیامت ہے انتہا اون کی

کہا جو مین نے میرا مدعا ملے تجہسے — تو ہنسکے کہتے ہین اب کوئی کیا ملے تجہسے

نہ کہ امید دل اونکا دلا ملے تجہسے — یہ اونکا قول ہے میری بلا ملے تجہسے

بلائین اوس کی ہی یون کرلے بلا اون کی

صبا سے کہدو کہ بہولے غرور کی باتین — ہزار شوخی انداز و طرز ادا سہین ہین

دکہائی شوخی رفتار وہ تو ہم سمجہین — چلے یہ چال قیامت کی ہی تو ہم جانین

بہت اوڑاتی ہے اٹکہیلیان صبا اون کی

خمار نشہ سے ہے اور نشے کا باعث مے — نہین ہے صدمے سے بہی خالی جہان کوئی شے

جفا و وفا و عبادت و کرم ہین یہ در پے — ازل کے روز سے ایک لاگ حسن و عشق مین ہے

نہ ہے قصور ہمارا نہ ہے خطا اون کی

مین اوس کے عشق مین ایسا ہوا ہون پاؤن بگل — کہ مجھکو جا سے جنبش بہی ہوگئی مشکل

تجہے بہی ضد ہے تو ہونا پڑے گا مجہکو خجل — ہر ایک بات مین ایسا نہ تو مچل ایدل

ستم مین تیرے اوٹھاؤنگا یا جفا اون کے

حضور پر نور بندگانعالی خلد اللہ ملکہ

ہے آفتاب خجل اب وہ تاب آصف سے | امید مہر کی ہے آفتاب آصف سے

ہے جوہری تو معز زر کاب آصف سے | ملے ہے آج تو ہم بھی خطاب آصف سے

عجیب رنگ میں ہیں پوچھئے ہو کیا اون کی

قصیدہ در تہنیت جشن سالگرہ حضرت پیر و مرشد اعلیٰحضرت شاہ دکن بہ جشن کوشش جناب برزوجی جمشید جی مہتمم بندوبست ضلع اندور بمقام خاص اندور واقع ۲۳ دی [illegible] ف

خواب راحت سے سحر گاہ ہوئی چشم جو بار
ملہم غیب سے کانوں میں یہ آئی آواز

بیخبر سوتا ہے کیا دیکھہ یہ کیا ہے جلسہ
جشن سالانہ ہے اور ساز طرب ہیں ساز

آج وہ دن ہے کہ سو عید کے دن جسپہ نثار
آج کے روز کو نوروز پہ وہ جیسے ہے ناز

رقص کرتی ہے سر چرخ طرب زہرے
آئی احسنت کی ہئے خیل ملک سے آواز

سنتے آئے ہین کہانے مین کیا نی جیسے
ہین وہ سب پیش نظر چشم حقیقت ہوجو یا

کیا خوشی ہے کہ ہین سب حاکم و محکوم بہم
ایک کا ایک بنا مونس و ہمدم دمساز

کھیل وہ کھیل ہین جس سے ہو بشاشت پیدا
بازیان وہ کہ ہوئین باعث فخر و اعزاز

جس نے لی بازی ملا اوسکو برا برا انعام
ایسی بازی سے رہے کوئی بھلا کیونکر باز

ایک کو ایک پہ سبقت کے ہی کیا کیا کوشش
زور سے حوصلہ سے بڑھ کر ہو سکو تاک و تاز

کیا تماشا ہے کہ سب کہتی ہین افسون نیرنگ
نہ کوئی سحر نہ جادو ہے نکوئی اعجاز

بعد سب کھیلون کے وہ رونق آتشبازی
چرخیان ہین جو مہ و مہر تو چرخ آتشباز

انتظام ایک سلیقہ کا طریقہ کی نشست
ہے تماشائیونکا حسب مناصب اعزاز

مین نے پوچھا کہ ہے کیا عیش و طرب کا باعث

کیون یہ سب جھوٹے بڑے آج ہین عشرت پرواز

آئی آواز کہ کیا تجھکو خبر اس کی نہین
ایک عالم پہ ہے روشن نہین پنہان کچھ راز

آج اوس شاہ کی ہے سالگرہ کا یہ دن
جس کی شاہی پہ رعایا کو ہے اوس کے سو ناز

ہے وہ محبوب جہان نام بھی اوسکا محبوب
واہ کیا نام کہ ہے نام علی سے ممتاز

عدل کا اوس کے یہ عالم ہو کہ اب عالم مین
کوئی جابر ہے نہ سارق ہے نکوئی غماز

شیر کی گود مین آرام سے سوتے ہین غزال
آشیان صعوہ بنے پر کا ہوا پنجہ باز

مور کے زور سے ہر پیل کا ہی ناک مین دم
آگے کنجشک کے شہباز ہی بھولا پرواز

ظلم عشاق پہ معشوق بہی کر سکتے نہین
لطف کا ناز و کرشمہ ہے کرم کا انداز

پر پروانہ کو گر شمع سے پہونچی نقصان
سر محفل اوسے تا زیست رہے سوز و گداز

گل اگر ہنس سکے نہ بلبل سے ملے گلشن مین
برگ برگ اوسکا طمانچون سے صبا کرے باز

سرو کو قمریو نسے ناز کے بدلے ہی نیاز
جیسے محمود کا ایک بندہ آزاد ایاز

پاسبانی ہے اوسے رنگ کف خوبان کی
نہین ممکن کہ کرے دزد حنا دست دراز

جود و بخشش مین یہ شہرہ ہے جہان مین اوسکا
سامنے آئے تو حاتم بھی کرے دست دراز

بدل سے اوسکے گدا کو ہے خطاب شاہی
کوئی حارص ہے نہ طامع نہ کسیکو ہے آز

حق تو یہ ہے کہ دیا حق نے وہ رتبہ عالے
اوسکی درگہہ مین فرشتونکی ادا ہو نہ نماز

حسن بھی وہ ہے خدا داد کہ یوسف ہے غلام
ماہ اور مہر نے در پر ہے رکھا سر بہ نیاز

یہہ مثل وہ ہے کہ منہ چہوٹا ہے اور بات بڑے
کب قلم کو ہے یہہ طاقت کہ ہو وصف طراز

کون ہے موجد جلسہ یہ تحیر تھا مجھے

پہر صدا اسے کہ حیرت کا نہو کب ہی جواز
بانی اس جلسہ کا ہے نسل کیانی سے کہ اوسے
اپنے ہم عصرون پہ بخشا ہے خدائی اعزاز
خلق سے عدل سے تہذیب سے اور ہمت عالی سے
اس عناصر سے مجسم ہے وہ با عجز و نیاز
اوس کے دم سے ہے یہان محکمہ بندوبست
ناخدا اوسکو کیا حق نے اسے شکل جہاز
یادگار اوسکو جو جمشید کا کہئے تو بجا
ہے فریدون کے وہ حشمت کا شریک و انباز
قوت بازوی پرزور کا سہراب ہے نام
بار سے فیض وہ رکہتا ہے پئے آئین آز
حرف با کیون نکرے فخر کہ وہ ہے سرنام
بذل کا بانی ہے اور باب کرم اوس سے ہے باز
راستے روشن ہے کہ ہے رای رزین وہ اوسکے
اوس سے پوشیدہ نہین نظم و نسق کا کوئی راز
جانگدا پہر عدو روح فزای احباب
زا کو کیونکر نہو سب حرفون پہ حاصل اعزاز

واہ واہ واہ عجب حرف معزز ہے واؤ
سرنگون سامنے جسکے ہین ہر ایک سرافراز

جیم وہ جان ہے باجی بے جسم جرات
یاسے یارونکو خوشی دشمنونکو سوز وگداز

اس بیان سے ہے عیان نام ونسب اوسکا
کیا ہے اسے اہل خرد حاجت شرح و ابراز

جوہری بس یہ بیان واسر دعا پہ کر ختم
ہو تیرا تا یہہ سخن پیش سخندان ممتاز

خاک سے خلقت مخلوق خدا ہے جبتک
جبتک اس آتش سوزان کو رہے شور سے ساز

بحر مین رکھتا ہے جبتک یہہ روانی پانی
باد سے موجونکا جبتک رہے انجام آغاز

دامن آب پہ جبتک یہ زمین ہے قائم
چرخ گردان کو زمین پر رہے جبتک یہ فراز

رتبہ قیصر و فغفور رہے شہ کا میسر
جاہ و حشمت ہو فزون ملک غد باد و عمر دراز

اور جو وہ بانی ہے اس جلسہ کا با عزو شرف

دے شرف اوسکو خدا بخت ہوا وسکا وساز
جنکو اس جلسہ مین شرکت ہے خلوص دل سے
یارے بخت یہ اپنے وہ کرین دایم ناز
رہے یہ صحبت و یہ جلسہ ہمیشہ قائم
یارب اس جلسہ کے سو سال سے ہو عمر دراز
یون ہی ہر سال ہو اس جلسہ کا دن سکو نصیب
جوہری کی یہ دعا دلسے ہے باعجز و نیاز

قصیدہ در تہنیت ترقی علم و پاس شدن میر ممتاز حسن خلف التصدق مسٹر محمود خانصاحب مددگار عدالت بدرجہ انٹرنس انگریزی بمقام اندور خاص

صبحدم چلنے لگی باد سحر جب سن سن
پہر گلگشت چلا گھر سے مین سوی گلشن
جاکے دیکھا تو وہان اور ہی کچھ عالم تھا
طفل مکتب نظر آے گل و مرغان چمن

مصحف پاک بنا ہر مرغ خوش الحان کے لئے
برگ برگ گل نسرین در پا ہین دشمن

سرو و شمشاد و نرگس الف کے ہم شکل
شکل پا ہر سے پھیلائے ہوئے تھے دامن

مصرعہ سرو زبان پر ورق گل بہ نقطہ
ہم سبق بلبل و قمری تھے بشور و شیون

طالب علم گل و غنچہ معلم تھے صبا
یاد تھے ان کو گلستان کے معانی و متن

اوس گلستان کو مین سعدی کی گلستان سمجھا
باب اول در گلزار تھا لے ہیچ سخن

وہان سے لوٹا تو یہان آکے یہ جلسا دیکھا
بحث تعلیم ہے توصیف ہنر مدحت فن

جی مین آیا کہ بہ ہون ایک مین ایسا مطلع
جسکا مضمون ہو پسند دل ارباب سخن

آج کا دن ہے مبارک یہ گھڑی ہے احسن
جمع احباب سے ہے آج یہ مسکن گلشن

جمع کیا کیا ہین گل گوشہ دستار شرف

جنکے خوشبو سے معطر ہے یہہ داماں کہن

گل عباس و گل لالہ و گلہاے فرنگ
اور گل آتش زردشت بہی ہین جلوہ فگن

کوئی ہے اہل عرب اور کوئی ہندی عجمی
کوئی ایرانی ہے اور کوئی ہے اہل لندن

کوئی ہے حاکم باتہذیب کوئی صاحب عدل
منتظم نظم و نسق کا ہے کوئی صاحب فن

کوئی عالم کوئی فاضل ہے ریاضی ہے کوئی
کوئی ناظم کوئی نثار کوئی اہل سخن *

ایک ساں سبکے دلوں مین ہے بشاشت کا ہجوم
نہ کوئی فکر نہ تشویش نہ کچھہ رنج و محن

خود بخود بشرہ سے ہر ایک کے خوشی کا ہے ظہور
کیا خوشی کیسی بشاشت نے کیا دلمین وطن

یہہ خوشی وہ ہے کہ گنجینہ زر اسپہ فدا
اسکے پاسنگ نہین ہین در عدن لعل یمن

یہہ خوشی وہ ہے کہ عیبوں سے کرے پاک دلی
وہی خوشی سے ہے ہر بشر علم و ہنر کا مخزن

اس خوشی کا ہی سبب علم کی تحصیل کا شغل
دین و دنیا کے مکان میں ہے یہ شمع روشن

دین کا اس سے بھلا بنتی ہے اس سے دنیا
اس سے ہو جاتے ہیں اسرار حقیقت آئین

دولتیں جتنی ہیں دنیا میں زوال انکو ہے
یہی دولت ہے کہ اس خوف سے ہے وہ ایمن

جتنا جے چاہے کرو صرف کمی اس میں نہو
یہ وہ دولت ہے کہ ہو سیر تو ہو صرف سے من

اسکے مصداق یہاں مسٹر ممتاز ہوئے
جنکے توصیف میں خامہ کے زبان ہے الکن

ہیں وہ ممتاز نسب علم میں بھی ہیں ممتاز
نام بھی نام خدا پایا ہے ممتاز حسن

سب کی نظروں میں ہیں موصوف صفات محمود
صورت و سیرت و تہذیب و ادب خلق و چلن

عم امجد کے ہے خوشنودی کا پہلا یہ پھل
آج زنجیر طلائی ہے جو زیب گردن

باپ سے پائی گھڑی اوس کے یہ معنی ہیں عیان

علم کے بڑھتی ہو گھڑیون مین بطرز احسن

لایق عزت و توقیر نکیون ہو وہ شخص
کیون نہ مصروف ستایش ہو زبان اور دہن

انٹرنیس اوس نے کیا درجہ اول مین حصول
یعنے درجہ مین پڑھا سب سے اسی سال اسی سن

ایسے کالج مین جسے کہتے علیگڈھ کالج
کالجون مین جسے سب کہتے ہین بے مثل زمن

چین و تاتار و ختن روم و عرب شام و حلب
ماورالنہر و بدخشان و عدن مصر و یمن

آج سب شہر و نمین سب ملکون مین اوسکی ہے دہوم
اوسکے مداح ہین اسپین و فرنگ و جرمن

ایسی تعلیم ہے تادیب ہے تہذیب کے ساتھ
خوبیان جسکی عیان ہند سے تا ہین لندن

فیض تعلیم بہی ہے باعث تہذیب بہی ہے
آدمی جائے وہان گر تو ملک آکے بن

وہ اگر اس کے لئے ہے تو یہ ہے اوسکے لئے
علم و انسان مین ہے نسبت جان اور بدن

ایک مدت سے یہ انسان تن بیجان تھا
حسد اور جہل و تعصب کا یہ پہنے تھا کفن

زندگی پھر ہوئی انسان کی اس کالج سے
پھر ہر اونسے ترقی یہ ہوا علم کہن

اون کے مشکور ہی ہے اسلام یہ فرض و اجب
جنکی کوشش سے ہے کالج کرنبائے احسن

نام اونکا ہے معزز سر سید احمد
اونکا احسان ہے دونوں یہ یہہ جان کیا تن

یا الہی رہے کالج یہہ ابد تک قائم
نام ہو جائے کالج کا جہان مین روشن

جو ہری شکر یہ اس جلسہ کا لازم ہے تجھے
جسکی شرکت سے ملے عزت اظہار سخن

میر مجلس کی اعانت کے بھی مشکور ہی ہے
جنکے ہے فیض و عنایت سے یہ مجلس گلشن

نام امیر اور ریاست مین امیر ابن امیر
نام وہ نام کہ ہے نام علی سے روشن

خلق و تہذیب مین بے مثل سخا مین بانی

عدل و سطوت مین ہے ہے کہئے ادہنین یکتا زمن
کیا حکومت ہے عدالت کی بھی وہ سطوت ہے
چور چوری سے ہراسان ہے رعیت امین
حاکم ضلع اگر ایسے ہی سب ملک مین ہون
رہزن و فاسق و ظالم سے یہ خالی ہووطن
ایسے حاکم کے ہو با جاہ و حشم عمر دراز
شاد احباب ہون مغموم رہین سب دشمن
حشر مین روز جزا اونکا ہوا انجام بخیر
اونکے حامی و مدد گار ہین پانچون تن
ہو محمد کی شفاعت تو علی ہون یاور
فاطمہ کا ہو کرم معہ حسین اور حسن
جوہری جب ہوئی اس جلسہ کی تاریخ کی فکر
ہاتف غیب سے آئی یہ صدائے احسن
علم کی ہوتی رہے یون ہی ترقی ہر سال
بے بعض یہ ہے عیسوی سال اور یہ سن
سنہ ۱۸۹۱ء

در تہنیت افتتاح ریڈنگ روم و لاقع اند و رخاص

شکر خدا کہ آج کھلا یہ مکان علم
تفریح گاہ عام ہے اور خاص کان علم

رفعت سے اپنی رکھتا ہی کیا شان برتری
ہے شان کبریا کہ بڑہی اوس سے شان علم

ہر ایک در ہے اوسکا در گنج علم و فضل
ہر ایک ستون ہے اوسکو علم ہے نشان علم

محبوب خاص و عام نکیونکر ہو یہ مکان
محبوب باغ مین یہ بنا بوستان علم

اب اس مکان سے علم کا چرچا ہی کو بکو
ہر داستان علم کہین ہے بیان علم

دن آج کا سعید ہی ہو رسم افتتاح
اندوہ اس مکان سے بنا اب مکان علم

کیا جشن کیا نشاط ہی کیا عیش کیا سرور
قاصر ہین اسکو وصف مین سب ماہران علم

حامی ہین اس مکان کے جناب امیر علی
دریاے فیض منبع اخلاق کان علم

وہ اس ضلع کے حاکم با عدل اور ہین
حکم اونکا اس زمین پہ ہے ایک آسمان علم

اور جتنے عہدہ دار ہین باخلق و فیض بین
ہر ایک بڑہ کر ایک سے ہے قدردان علم

دی اونکی عمر و جاہ مین اللہ برتری
جب تک کہ ہی جہان مین نام و نشان علم

قائم یہ یادگار رہے تا قیام دہر
ہو اس مکان سے روز فزون عز و شان علم

ایجو ہری یہ سال مسیحی مین ہی دعا
ہو جشن افتتاح بنام و نشان علم

سلطنت دائم متعالی

قصیدہ در تہنیت سالگرہ مبارک اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی

واقع مستقر حیدرآباد بابت سال تینتیسوان ۳۳ جلوس مبارک

باغ عالم مین ہوا ابادِ بہاری کا عمل
پھول کا رنگ ہے پتون مین ہر ایک بوٹے کے پھل

قوت نامیہ کا باغ جہان مین ہے وہ زور
باردر شاخ ہوئے آج جو کلہ تھے کوپل

دشت گلزار ہے گلزار بنا گلشن خلد
باغ رضوان سے ہر ایک گوشۂ گلشن افضل

تہا گمان سبزہ خوابیدہ پہ بیگانے کا
بہر آسایش عالم ہے وہ فرش مخمل

گل و لالہ پہ چراغون کا گمان ہوتا ہے
گل سیوتی سے ہر ایک گوشہ مین روشن ہین کنول

سرو شمشاد بنی جہاڑ جہاڑ ہیں سے
ماہ ہاتھون مین لئے پھرتا ہی شب بھر مشعل

نور مہتاب سے ہر برگ بنا آئینہ
نہر پر آب سی ہے صحن چمن سمسہ محل

ہے عروسان گل و غنچہ یہ کیسا جوبن
نونہالان چمن عشق مین اونکے بے کل

خندہ زیر لبی قہر و غضب شرم و حیا

سبزہ جادر سے ہے ہر غنچے کے رخ پر آنچل
شانہ کش گیسوِ سنبل مین ہوے باد صبا
نرگسے چشم مین نرگس نے لگایا کاجل

بلبل و قمری نو عمر شگوفون پہ نثار
سرو شمشاد کے ہے ہر گل و غنچہ سے جھل
جشن کی دھوم ہے سامان طرب سب ہے بہم
گل لالہ ہے پیالہ تو ہے نرگس بوتل

تاک مین دختر رز کے ہین نہالان چمن
مست مین جھومتے ہین دردیان سے پہ غزل

غزل

ساقیا ہوتا ہے پیمانون سے مستی مین خلل
بھر کے خم رکھ دے لگا دے مرے منھ سے بوتل

دور چلتا رہے ہر ساعت و ہر دم ہر پل
ہو نہ میخانے مین تیرے کبھی یارب ہلچل
رند و میخوار ہوئے قید خرد سے آزاد
شیخ بھی توبہ کی پابندی سے آیا ہے نکل

مے رنگین سے بھرے شیشے گلابی لبریز
میکدہ شیشہ محل ہے آج یا رنگ محل

آج ہاں جسکے عشرت جاوید مین تو ہے حصہ
شیخ سے رند یہ کہتے ہین کہ میخانے کو چل

جوہری اور پڑھو مطلع با شان رفیع
ہے اب اظہار سخن کا یہی موقع و محل

خیمہ استادہ ہوا بادلوںکا دل بادل
اور زمین پر ہے بچھا سبزہ سے فرش مخمل

دخل اب باد مخالف کا نہین عالم مین
اودھر سے آتے ہین چلے بادلونکے دل بادل

تھوڑی تھوڑی ہے ترشح کبھی پڑتی ہے پھوہار
کبھی ہے بارش باران سے زمین سب جل تھل

ایک طرف جھوم کے آئی ہے گھٹا مستانہ
مور کا شور ہے ہین وجد مین کبک و کویل

برق کی روشنی برقی ہے بالائی فلک
نور مہ سے ہوئی شب روز منور سے بدل

رعد جب زور سے بادل مین گرج اوٹھتا ہے
رند خوش ہوتے ہین اور شیخ جی جاتے ہین دہل

جسطرف دیکھو ادھر عیش و طرب کے چرچے

کہیں جلسے ہیں کہیں جشن کہیں ہے دنگل
کامیابی ہے ہر ایک کو کوئی ناکام نہیں
آج معشوقوں سے عشاق کی ہے گرم بغل

تھا تحیر کہ ہے کیا عام خوشی کا باعث
کردیا ہاتف غیبی نے معما یہ حل

یعنی اوس شاہ کی ہے سالگرہ کا یہ روز
جسکی شاہی میں ہے ہر ایک گدا اہل دول

جسکی شاہی پہ رعایا کو ہے ہر طرح کا ناز
شاہ کو اپنی رعایا سے محبت کا عمل

میر محبوب علی بادشہ ملک دکن
راحم و عادل و بیداد شکن ظلم گسل

عدل کا اسکے یہ عالم ہے کہ عالم میں ہے دھوم
رعب و سطوت وہ کہ شاہان جہان جائیں دہل
خم ابرو کے اشارے سے عدو کو ہوں نڈھال
دشمنوں کے لئے ہے پیک قضا تیغ اجل

ابر فیض و کرم شاہ میں ہے طرفہ اثر
کشت ہوں سبکے ہرے حاسدوں کی جائیں جل

رحم ہو او سکا رعایا کے لئے رحمت حق
قہر ہے قہر خدا پہر عدو سے ازل

سارے عالم کے لئے لطف کا میدان ہے وسیع
ہے مگر دشمن بد خواہ و لعین کو مقتل

دشمن جان عدو فوج عدو بنجائے
تاب کیا ہے جو عدو آئے پے جنگ جدل

بحر فیض و کرم شاہ ہے عالم مین روان
ہے مگر حاسد بد خواہ کے حق مین دلدل

جوہری مدح طرازی نہین آسان کچھ کام
چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے مشہور مثل

صدق نیت سے ارادت سے دعا پر کر ختم
تا تیرے نظم مین ہو چاشنی قند و عسل

باعث زیست ہی جب تک کہ جہان مین پانی
اور دریاؤن مین ہے اوس کے روانی کا عمل

جب تلک پانی پہ قائم رہے یہ سطح زمین
اور پانی سے ہرا خلق کا ہے کشت امل

جب تلک نشو و نما پانے سبی ہر نخل کے ہے

جب تلک غنچے ہون پھول اور بنین پھولون سے پھل
بحر فیض و کرم شاہ روانی پہ رہے
باشرف ہند مین جب تک ہی روان گنگا جل
ابر جود اور سخا سے رہے عالم سیراب
جب تلک بارش باران کو سعین ہین بادل
دولت و حشمت و اقبال ترقی پہ رہے
ہفت اقلیم میرے شاہ کے ہون زیر عمل
سال کے دن ہون ہزار عمر کے ہون سال ہزار
جوہری کی یہ دعا دل سے ہے ہر دم ہر پل

قطعہ تاریخ تہنیت شفای بیماری منشی سدگوپال صاحب سررشتہ دار مہتمم بندوبست ضلع ہمیر پور

آج بیدار جو مین صبح کے ہنگام ہوا — یک بیک ملہم غیبی سے یہ الہام ہوا
جسکی رنجوری سے پر درد دل عالم تھا — اسکی صحت سے بشاشت کا سرانجام ہوا
نام نامی سے نشان چاہیے تو سن لے مجھسے — نام وہ جسسے کہ خود نام نکو نام ہوا
جسمین سے سر سعادت کا سرانجام ہوا — نام نامی سے عجب سین کو اکرام ہوا
ہے سر نام نکیون ہووے سرافراز جہان — واہ کیا حرف یہ سب حرفون مین سر نام ہوا

سبب سور ہوا خاص احبا ب کے لئے
دال درمان ہے ہر ایک دوست کے دردکو
ہائے ہوز سے ہویدا ہے عدو پر ہیبت
گاف وہ جس نے کیا سینۂ اعدامین شگاف
وای دشمن کے لئے واہ محبون کے لئے
بای فارس ہے کہ پارس سے عجب حرف تھی
وہ الف جسکو کہ یکتا ی مین عوی الوف
عکس سے لام کی ہے مال محبون کو حصول

کام مین دشمن ناکام کے سم عام ہوا
تو شمن دون کو بھی دال دو ددام ہوا
ہر ہوا خواہ اسی حرف سے باکام ہوا
جو گدائی تھی او ہنین گردش آیام ہوا
واہ وا واہ عجب واونکو نام ہوا
پشت اعداکو نگر پشتہ الام ہوا
بس اسی حرف پہ اخلاق کا اتمام ہوا
پھر بدخواہ لعین صورت آلام ہوا

پھر صدا آئی کہ سن مجھسے یہ سال ہجری
پھر بہم وقت طرب دور پیئے د جام ہوا
سنہ ۱۲۹۲ھ

قطعہ تاریخ تیاری مکان رنڈنگ روم
در ضلع اندو رخاص

تیار رنڈنگ روم ایسا مکان ہیہ
فضا سے جس کے ہی پر خار گلزار

ہوئی سال بنا کی مجھکو جب فکر
کہا ہاتف نے ہے — فرخار ہنجار
سنہ ۱۲۹۴ع

دیگر جو کندہ ہوکر مکان مین نصب ہوئی

اتفاق عمدہ داران سے بنا خوش یہ مکان

جس کی رفعت منزلت کی آج ہے عالم مین دہوم

جوہری سال بنا ہجری مین ہاتف نے کہا

یادگار دلکش وہم جان گزین ریڈنگ روم

۱۳۱۱ ہجری

قطعہ تاریخ رحلت حشر تخلص نامی شاعر

ہوئی رحلت حشر ماتم فزا	۶۰۰	خدایا نہ سنتی یہ احوال کاش
دیا سبکو مرگ خوانی کا داغ	۵	ہوئے سنکے دل اور جگر پاش پاش
کہا پیر گردون نے اے جوہری	۵	ہوئی اوسکی تاریخ کی جب تلاش
زیاد ایک سمت مین تا حشر غم	۱۰	یہہ ہجری مین ہے صدمہ جانخراش
مسیحی مین پوچھا اگر لو کہیون یہ تخلص	۳۰۰	تو بولا دیا یہہ قضا نے تراش ف ۱۳۱۱
رکھا سال فصلی کے اظہار کو		ہر ایک مصرعہ کے سر کو اوسنے تراش ۱۸۹۳ع

غزلیات فارسی

ہست باد آہ دل سوزان ما	ابر باران گوشہ دامان ما
بندۂ عشقیم واو سلطان ما	کافر عشقیم واو ایمان ما
مے کشی وبیخودی دعا شقے	دین ما آئین ما ایمان ما
عالم طوفان بعالم سر بسر	شد ز جوش دیدۂ گریان ما

نیست نخلے نخل را نے میوۂ	نے گل و نے غنچہ در بوستان ما
گر برون سوز درون شد سوخت خلق	آتش ما ہمہ بہ آتش دان ما
شد ز چشم و گیسو و خال و خطت	کعبہ روے تو کفرستان ما
عز و شان داریم لی نام و نشان	بے نشانیہا ست زیب شان ما
جان بلب از دوری بہمائے نیست	ہم ز عیسیٰ کے شود درمان ما
مہربان او شد ز آہ و نالہ ام	کرد یاری یاری یاران ما

در امید رحمت بے غایتش
جوہری از حد گذشت عصیان ما

دیگر

ز دست خستم پیراہنم کہ رہن است امشب
گر بیانم گریبان است دامن دامن است امشب
چراغ تربتم را کہ فراغ روغن است امشب
ہم این یاد مخالف دمیدم برہمزن است امشب
ز دست دل ہجوم رنج بر جان من است امشب
چہ سازم چون نکنم ہم دوست جانی دشمن است امشب
ز شمع نور رویش کلبۂ من روشن است امشب
فروغ مطلع انوار از ہر روزن است امشب

ز طفل اشک چشم اب افشانی نه چون دارم
شرار غم درون سینه ام آتش زن است امشب

ز اشک و خون دل گر چشم کان لعل و گوهر شد
دلم از سکه هائے داغ هجران مخزن است امشب

مرا لی روے رنگین تو گلشن خوش نے آمد
شرر ها غنچه و گل هست گلخن گلشن است امشب

بیاد لب شدم بیجان دلم برده خط مشکین
مسیحا دشمن جان شد خضر هم رهزن است امشب

به تن روح روان چون طائر لو د ر قفس دارم
چه شد گر تار تار پیرهن بار تن است امشب

ز لبس گریانم از تر دامنی کی ترسم از فردا
ز فیض اشک ابر رحمت حق دامن است امشب

شب قدر است بیقدر از شب وصلی که من دارم
مرا با او نیاز و ناز او صد با من است امشب

بصد تیغ غم هجران نه شد ای جوهری راحت
دل من سنگ خارا هست و سنگ اهن است امشب

دیگر

گفتمش بنگر جواب حشر فریاد من است
از غضب گفته عذاب حشر بیداد من است

دل مرا محبوب رهم شیدای ناشاد من است
لیلی و شیرین من هم قیس و فرهاد من است

آنچه رحم از دل برد تاثیر فریاد من است
اینچنین فریاد نو ایجاد ایجاد من است

چرخ را آتش زند آه دو عالم سوز من
آنکه ارد جنبشی در عرش فریاد من است

در ره عشق تو مردم خاک من اوج گرفت
بر سر شاه و گدا این خاک برباد من است

در طریق عشق گفتم رسم جور و ظلم چیست
گفت با صد دلبرے زنار ایجاد من است

از تصورهائے گلرویان ست محسود چمن
خانه دل را چه دانی عشرت آباد من است

ساخت خلاق عناصر قالبم از عشق تو
عشق آب و خاک من هم آتش و باد من است

غم نبود اول نگه همراه من آمد بخلق

ازہمہ رنج و غم و اندوہ ہمزاد من است

گیست بر سوز دلم اسلے زند پیسید مش

گفت با صد ناز آب تیغ فولاد من است

از گل و سرو چمن مستغنیم اسے باغبان

سینہ گلشن داغہا گل اہ شمشاد من است

کرد تعلیم جنون دل دل زمن اخیت عشق

من ادیب دل شدم دل بزاد ستاد من است

محترز نا حکم او باشم بچون از دخت رند

شیخ مے گوید کہ ہر میخوار داماد من است

یاد دارم از دل دو نیم فراموشی نبود

عشقت آمد تا بدل اسے ہیچ در یاد من است

فکر آب و دانہ ہم اشیان چیندے نماند

شکر ایزد جاسے من بر دوش صیاد من است

جوہری بر گو مضمون آفرینی آفرین
حاسدان اشکب طبع خدا داد من است

دیگر

زمین بزیر سر و سر بر اسمان دارم		بجاسے سجدہ این خاک آستان دارم

زاین چه آن همه ستم بیار دل بستم
چه فرخی است که در دل نه این و آن دارم

به تن نه نام توان نے ز خون نشان دارم
ز دست عشق تو کاردی به استخوان دارم

بدل هراس نه چین بر جبین نه لغزش پا
سر نیاز به تیغ امتحان دارم

مرا چه کار ازین هیچکاره بخت ز فلک
چو کارساز کریمی و کاردان دارم

گدای درگه فیضم چه در بدر گردم
دو دستگیر فتم و کارے نه از جهان دارم

زداغ الفت آن طفل شوخ دل گهراست
چه شد که پیر شدم دولت جوان دارم

گزید جا بدلم عشق ابرو و مژگان
خطر ز خنجر و باکے نه از سنان دارم

زبسکه بی سر و سامانی است سامانم
نه بیم دزد نه پروای پاسبان دارم

دوای درد دل من نماند کار طبیب
بگرد خود همه جمعی ز نوحه خوان دارم

سمند تا نه تو بر غیر تاختن ندهیم
بچشم خویش سر و تا بجسم جان دارم

ز داغ عشق کسی سینه لاله زار است
هوای سیر گلستان نه بوستان دارم

چه این جهان و چه آن در عالمے
زهی زاین همه ستم نگران دارم

رشادی و غم دنیا نه جوهری رستم
چه دل ز مهر و غم یار شادمان دارم

دیگر

نه دارم ساغر رنگین رخ جانانه در پهلو
چه سود این نقل و صهبا شیشه و پیمانه در پهلو

ترا اے آشنا بے من بود بیگانہ در پہلو
دلم از صد تپشہا ہست بے تابانہ در پہلو
بزیر طاق ابرو چشم مست او تماشا کن
بود این سجدہ گاہ دہر را میخانہ در پہلو
بہ لعلت او دل صد چاک من گیرد جسان جائے
بصد نشتر خلشہا میکند آن شانہ در پہلو
ندانم شمع را تعلیم بیدردے چہا کردے
ندارد غم ز انبار پر پروانہ در پہلو
بہ عشق گوہر گوشش تو چشم من نہ چون نازد
بود از قطرہائی اشک صد دردانہ در پہلو
دلم دیوانہ جان بیتاب ہوش و عقل نے برجا
چہ تدبیرے نمیدارم کسے فرزانہ در پہلو

امید راحت و آرام و ننگ و نام چون باشد
بود اے جوہری تا این دل دیوانہ در پہلو

دیگر

بہ اقلیم سخن کن انتظام آہستہ آہستہ	رسی تا بار در شاہ نظام آہستہ آہستہ
بہ تیر فکر کن صید مرام آہستہ آہستہ	کشد از بحر ماہی گیر دام آہستہ آہستہ

دلی دارم به برآیا چه دل از شیشه نازکتر بنه پا بر فراز آن خدنگا هم آهسته آهسته

بامید شهادت شدت نزع است بر جانم بکن عجلت مکش تیغ از نیام آهسته آهسته

ز صبح عید شغل باده و وصل پریرویان شود آخر هم این ماه صیام آهسته آهسته

کمال و اوج گر خواهی بعالم تو فیضوا فشان سه نوعی شود ماه تمام آهسته آهسته

ز خدمت هاے بر جایش جمع شد جو شود اکثر ابنای شیوخی شود مخدوم خدام آن غلام آهسته آهسته

مخور غم از سحر کن شادمانی در شب عشرت شود صبح مصیبت تیر شام آهسته آهسته

چرا بیدل شوم ای دل ز دور رحمت ساقی رسد آخر بمن هم دور جام آهسته آهسته

سمند ناز تا جولان به قتل دیگران سازی

بسوی چون منی هم کن خرام آهسته آهسته

دیگر

ایلقاے وعده یار این تا کجا بهانه

هم حیله بے شمار و بے انتها بهانه

در بندگی خالق داریے چها بهانه

گاهے دعا بهانه گهه مدعا بهانه

جاے مقام دنیا شد حیله یا بهانه

بهر قیام نفسی هست این سرا بهانه

در مسلک و طریق هر سالک حقیقت

راه است راه الفت باقی همه بهانهٔ

هم دره حسینان گاهی جز این ندیدم

مکر و فریب و حیله غدر و دغا بهانهٔ

هم اعتراف و منت هم زاری و تضرع

دارم ز بهر بخشش روز جزا بهانهٔ

اقرار و عهد جانان از هر دو سو عدایے

عهد و وفا بغیر و ای دایه با بهانهٔ

کے اعتبار سازم به قول او که دارد

صد حیلت نمایان صد بهر ملا بهانهٔ

کے به شود مریض هجران ز بهر تسکین

هم حیله این دعا ها هم این دوا بهانهٔ

در رسم دلبری گر دلداری است شرطے

از دلدهی چه داری اے دلربا بهانهٔ

عهد وفا که بستی از حیله ها گسستی

ایفاے آن کجا و بنگر کجا بهانهٔ

اے شیخ گر نمازت از صدق دل نباشد

این زاری و تضرع دانم ریا بهانهٔ

گر عہد مے نمائی از این و ان حذر کن
در شرب جفاے این قاتلان ظالم
بے ذکر حق گذاری در فکر کذب و جبلت
ہم شغل عیش و عشرت ہم فکر معیشت

حیلہ چنان چنین و چون و چرا بہانہ
باشد ز رحم حیلہ و در خون بہا بہانہ
بہر خدا چہ سازے پیش خدا بہانہ
دارند بندگی را شاہ و گدا بہانہ

از رسم و راہ الفت گر جوہری بہ پرسی
عہد وفا است شرطے باشد خطا بہانہ

دیگر

دل در سواد گیسو سازد بنا چہ خانہ
شرط است شرط الفت دیگر ہمہ فسانہ
اے واز دور دوران صد آے زین زمانہ
لخت جگر دلا کن ہمراہ این یتیمان
در قتل گہہ ز دیرے استادہ ام بکف سر
بر اوج عرش اعظم سائم نہ چون کلاہ را
در عشق سلک دندان از اشک قطرہ قطرہ
سر و چمن بیک پا ہمراہ او ستاید
از عشق گر بہ پرسے بر حال من نگہہ کن
بر تربت جم و کے شمع است نے چراغی

با صد ہزار نشتر دارد خلش چہ شانہ
راہ است راہ الفت باقی ہمہ بہانہ
شد دوست دشمن جان دل بیگانہ ہر یگانہ
طفل سرشک سویش تنہا مکن روانہ
تا رے سمند ناز د ہم عشوہ چابکانہ
شد نسبتی سرم را با سنگ آستانہ
ریزم ز دیدہ تر در رہا کے دانہ دانہ
سرو روان آید گر در چمن یگانہ
از قیس قصہ شد وز کوہکن فسانہ
نے چادر گل تر نے بست شامیانہ

پر جلوه صاف بیرون جا همه درویش
شکل حبابے اکم حباب این زمانه

بیداد ہار ضرگان فریاد از نگاہش
ہر ناوک ملا را سد سینه ام نشانه

از ہاے و ہوے بگذر بنشین بکنج گوشش
کاین پیر و کعبه دارد صد نغمه و ترانه

در خانه نیست جایم کز بام و در ترا دو
از گوشه گوشه حسرت ہم غم زہر کرانه

از طاعت ریائی نفعی یکے نه بخشد
این سجده نمازت کو ہست پنجگانه

دل برد زلف و کرده خونم حناے پایش
موے میان ربوده جان من از میانه

صد قول و عهد بستی اکنون نه ہیچ ایفا
صد مکر و حیله داری صد حیلت و بہانه

تا آمدم بدام صیاد شد بجا تم
از فکر آب و دانه در فکر آشیانه

از دوستی یاران طمع وفا نداری
اے جوہری تو بشنو این پند دوستانه

خمسه جات فارسی

خمسه بر غزل محظوظ

بر دو عارض سنبل کاکل پریشان کرده
از خط ریحان رقم اوراق قران کرده

کافرے را دشمن جان مسلمان کرده
زلف پر شکن تا ز روی ناز پیچان کرده

ہر شکن را دام گاه دین و ایمان کرده

از ازل تحریر شد عشق تو در تقدیر من
داده ام ایمان من از عشقت جان من

بر رقیب رو سینه تیغ نگاه خود مزن — اولین بر گردن من خنجرے باید زدن

گر به قتل دیگران آهنگ میدان کردهٔ

شد برون از خانه ات اے چشم طفل اشک اگر — ابر باران را شمارد کاغذ بادی مگر

عالم طوفان بعالم سر بسر آید نظر — در بن مژگان نگهدار اشک ای چشم تر

خانهٔ عالم ازین سیلاب ویران کرده

کیست کانرا از غم هجر تو دل پر درد نیست — کیست کانرا ناله های گرم و آه سرد نیست

کیست کز درد فراقت رنگ رویش زرد نیست — کیست کز عشق تو مجنون صحرا گرد نیست

دشت را شهری و شهرے را بیابان کردهٔ

لعل نوشین تو هر دیگران آب بقا — کار سم دارد بکام جوهری مبتلا

شد ز وصلت هم فزون بیمار عشقش جهاں — کم نشد درد دل محظوظ گاهی از دوا

علتی جان بخش را صد ره پشیمان کرده

خمسه بر غزل قدسی

باشد نه شب ز مهر تا آن ماه تابان در بغل — روزم شب تیره ز غم صد شام هجران در بغل

جان حزین در سینه ام صد آه افغان در بغل — دارم ولی تا یار در دل صد گونه حرمان در بغل

چشمے ز خون در آستین اشکی ز طوفان در بغل

اے عارض پر نور تو تنویر بخش یک جهان — آرام جان بیدلان تفریح روح عاشقان

از جلوهٔ خور سحر دارد چه باز آسمان	بر قع ز عارض فگن یک صبحدم تا جاودان

اگر دد فراموش صبح را خورشید تابان در بغل

با اوج باشد گر کسے و پست گیرد نامهٔ | آنچه از گناه و نیک و بد کرد است گیرد نامهٔ
آرد بکف ہشیار ہم ہم مست گیرد نامهٔ | روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامهٔ

من نیز حاضر میشوم تصویر جانان در بغل

طوفے نہ در دیر و حرم آچو ہمی کردم ادا | وارفتۂ عشق بتان آیم چسان پیش خدا
شام سحر ہر روز و شب کارم ہمہ جرم و خطا | قدسی ندانم چون شود سودے ابا را رضا

از نقد آمرزش بکف من جنس عصیان در بغل

خمسہ بر غزلیات راے بچو لال صاحب المتخلص بہ تمکین رئیس حیدرآباد دکن

میکشی مذہب من مشرب من دین من است | بیخودی شیوہ من طرز من آئین من است
مایۂ فرحت و سرمایۂ تسکین من است | مے بیارید کہ مے مایۂ تکوین من است

آفتابے است کہ در جام سفالین من است

کو لکے او قبلہ خود صبح و مسا میدانم | روے او بت و الشمس و ضحی میدانم
رہ بتخانہ و ہم کعبہ کجا میدانم | کفر و اسلام ندانم بخدا میدانم

دین و ایمان دو عالم بت بیدین من است

سیل رنج و غم هجران تو بگذشت از سر | طفل اشکم چه بپا ساخت طوفان بنگر
نه توانم نه توان مرحله کرد گذر | هوش و طاقت همه دیر است که کردند سفر

ماند یک ناله که آن همدم دیرین من است

جان فدا بر دهن یار شمایم ای خضر | چشمهٔ آب بقا هست برایم ای خضر
کوثر و چشمهٔ حیوانست نه جایم ای خضر | من بهر چشمه کجا چشم گشایم ای خضر

دهن تنگ کسی چشمهٔ نوشین من است

دل بر داغ بس این نزهت بستان چکنم | چشم و ابر گل و نسرین چمن هان چکنم
گریم از غم نظری بر گل خندان چکنم | سیر از جان خودم سیر گلستان چکنم

داغ دان سینه که دارم گل و نسرین من است

در دل از گرد غم دهر نباشد جو اثر | هست آئینه درو صورت عالم بنگر
آنچه باشد به نهان هست به نظرم یکسر | چیست در جام جم و آئینه اسکندر

دیده باشی همه در دیده حق بین من است

در علاجم چه شوی بیهده دلگیر طبیب | حکمتت راست و زین درد نه تو خبیر طبیب
هست از سوز نهانم همه تن خیر طبیب | گرم سوزیست عشقم سر خود گیر طبیب

آه سردی بجگر باعث تسکین من است

آنچه بد کرد بعالم همه باشد نیکو | اگر ستم هم برسد رحم شمارم ازاد

نہ ہراسی است کہ چون آئنہ گوئم بر رو — گفتمش تلخ کہ دشنام چہ چیز است بگو

گفت بشنو سخنی از لب شیرین من است

گل رعنائے مرا غنچہ دہانی چہ بود — جوہری انچہ خموشی است ندانی چہ بود

نہ ہراسم کہ از من سخت زبانی چہ بود — گفتم اے بت نیب جملہ گرانی چہ بود

گفت آہستہ لبعد ناز کہ تمکین من است

ایضاً

در دل و دیدہ تب عشق ستمگارے ہست — بہ چشم از خون درون ایر شرر بارے ہست

عالم عالم بدلم سوز نہان آرے ہست — صد جہان آتش غم را بدلم کارے ہست

ہر شرر را جگر گرمے بازاری ہست

ہمرہ اشک روان لخت جگہ بارے ہست — چشم من بین در و لعل چہ بازاری ہست

بایستان در دندان جو مرا کارے ہست — بہ چشم تر نیست مرا ابر گہر بارے ہست

کہ بہر قطرہ نہان لولوے شہوارے ہست

گل کہ خود بین غنچہ بیو شد بلبل — بین کہ از شرم رخ خویش بہ پوشد بلبل

گل تواند کہ زہر رنگ بجوشد بلبل — از حیا ہست کہ معشوق خموشد بلبل

در نہ ہر جا بہ گل صورت منقارے ہست

گر بقا بینی از لب نکتہ اے بدل — از زبان شکوہ جور شنو نمای ابدل

از زبان کے سزد این هرزه درآئی ایدل — طاقت لب بود شکوه سرای ایدل

دهن زخم کشا گر سر گفتارے هست

سرو در باغ بسی هم قد آنها دلجو — گو بود قمری صادق که نماید کوکو

گل هزار اند مگر بلبل هر گل گوکو — کاردانی است که از جلوهٔ یوسف هر سو

چون زلیخا نگرانے عشق خریدارے هست

خوشتر آنها ز دل و جان که نثار عشق اند — دشمن هر دو جهان گشته دیار عشق اند

دیر و هم کعبه درین راهگذار عشق اند — کفر و اسلام بهم بسته تار عشق اند

سبحه را هم بگلو بسته زنارے هست

تا خیال رخ گلرنگ تو شد جلوه نگر — در نظر هر گل گلشن شده تا گلخن

سینه از کثرت داغ است جواب گلشن — دل عاشق نکشد منت گلگشت چمن

سینه ریش ندانی که چمن زاری هست

از فلک شکوهٔ بیداد و ستم هست خطا — در پس پرده جوانی است کند جور و جفا

راست از پیر نشد کار جوان رعنا — تهمت جور کجا و فلک پیر کجا

اندرین پرده ندانی که ستمگارے هست

در چمن چیست ترا عشرت و جیت ای گل — روز و شب با خس و خار است چه صحبت ای گل

جوهری یافت تعریت همه عزت ای گل — همچو نگلین مشو از زده به غربت ای گل

گر چمن دور کند گوشهٔ دستاری هست

ایضاً

زین پیش نام عشق گہی بر زبان نماند — عشقت چو جا گزید بدل م ل خیان ماند
شادم کنون که وسوسه این و آن نماند — دل بر رضا نہادم و پروا ے جان نماند

جان در رہ تو دادم و فکر جہان نماند

ما در چمن ز جور صبا آشیان نماند — پروا ے از بہار و ہراس از خزان نماند
در عشق آن یگانہ غم دیگران نماند — در خاطرم ہواے گل و گلستان نماند

شادم کہ منتی بمن از باغبان نماند

شاکے ز باغبان و غمین از صیانہ ام — نے بیم چرخ ماند نہ غم از زمانہ ام
نے فکر آب ماند نہ پرواے دانہ ام — پرورش خویش ساختہ صیاد خانہ ام

منت خداے را کہ غم آشیان نماند

از مقدم صبا چہ امید گشود کار — این غنچہ دلم نشود گل چو ر بہار
ما را چہ رقت گرچہ خزان آمدہ بہار — گر صد بہار آید و گل مے شود ہزار

ما را چہ سود زانکہ دماغ فغان نماند

بینیم نہ سوے جور نہ نظر ہست رو بتو — روی تو قبلہ من و روئم بسوے تو
زنجیر پاے جان و دلم ہست موی تو — چون نقش پا شدم چو زمین گیر کوے تو

بیمے دگر ز حادثہ آسمان نماند

آمد وجود من بہ وجود از عدم چہ سود — جز فکر شاعدم بدلم ہیچ غم نہ بود

نازم بہ عشق موی میانش کہ غم بود | او نحیم چو یا کمرش از نبود و بود +

دیگر مرا مباحثۂ درمیان نہ ماند

دانم کہ زندگیست مرا در ہوای شوق | دارم بہ دیدہ و دل و جان آنکہ جای شوق

نازم بہ پای مردئ بے انتہائی شوق | رفتم ز خویش تا سر کویت بپای شوق

پروای دستگیری تاب و توان نماند

برگشت دور چرخ و ہم این گردش زمان | گردید دشمن دل و جانم ہم این ہم آن

سازم چہ شرح رنج و غم خود چنین چنان | آخر سیہ شد ایمہ و برگشت آسمان

لطفی کنون کہ جز تو کسی مہربان نہ ماند

احوال عمر ابق گفت و شنیدنیست | بد خواب شب کہ باز تو لای و دیدنیست

رفت و خبر از و بہ قریب و بعید نیست | بگذشت و نقش پای ز عمرم پدید نیست

رفت آن چنانکہ گردی ازین کاروان نماند

افشای راز عشق گناہ است و ہم خطاست | از دل اگر ہزار شکایت کنم بجاست

یارای صبر و تاب تحمل بہ او کجاست | پرواز رنگ بود کہ طوفان اشک ہاست

دردا کہ راز درد تو آخر نہان نہ ماند

گر مورد عتاب شدم و ندم از کرم | از شکر و شکوہ لب نگشادم دمی زہم

جنباد جوہری نہ زہمت دمی قدم | آمد بسر ہر آنچہ سر آمد نشاط و غم

تمکین ما بہ ماند و بہار و خزان نہ ماند

دیگر

عشق سری ست که زنهار نخواهی دانست | آنکه دانست کسی سرالهی دانست
میتوان حال سفیدی و سیاهی دانست | مے توان حال جہان تا مہ و ماہی دانست

نه توان ماهیت عشق کماهی دانست

جلوه نور کران مانده نه موسی بر جائی | هست پنهان برخ خوب تو ای دل آرائی
در بیاض رخ خود صورت معنی بنمائی | گر حقیقت طلبی بند نقابی بکشائے

کاندرین پرده توان سرالهی دانست

گرچه از جور کجی هست تفاوت تا لطف | جور هم از تو کرم هست چو باشد با لطف
خود نکو ظلم بر بیند که بود زیبا لطف | من بیچاره چگویم که جفا کن یا لطف

چونکه خواهی بکنی انچه تو خواهی دانست

با همه هوش عبث بنهده ست رنگم | راز من فاش شد ای وای ز دست رنگم
عبث در خاک نشاند این همه عبث رنگم | لمر پرده دری بست شکست رنگم

هرکه دانست مرا از رخ کاهی دانست

زین تغیر که زهر شام و سحر میگردد | روز در هم شب که یکی بعد دگر میگردد
شوق چشمی بدلم تازه ز سر میگردد | روز و شب گردش چشمی بنظر میگردد

تا دلم رمز سفیدی و سیاهی دانست

می به اغیار همی خورد و کبابم میکرد — مبتلای غم و اندوه و عذابم میکرد

من نگویم ز کرم یا به عتابم میکرد — دوش در بزم بدیوانه خطابم میکرد

شکر الله که بدین پایه مباهی دانست

گر ز تو جور و جفا و ستم کردن باید — آنچه بهر تو دلم کرد همین می باید

شهرت افزای ستم‌های تو اینقدر باید — محضر آرای جفای تو چنین می باید

خورد هر داغ که دل مهر گواهی دانست

دل من برد و زکین آن بت دلبر بگذشت — وان چه بیداد که در بر من مضطر بگذشت

من ز جان گشتم و جانان ز ستم بر نگذشت — من گذشتم ز سر و ظالمم از سر بگذشت

هر گذشتم نشنید آن بت دواهی دانست

ای گدای در تو شد شه والا تمکین — سگ کویت نکشد رنج لب سوی خلد برین

هر که عاشق شده چون جوهر ناز حزین — هر که زو تکیه بر او زنگ جبین جوهر تمکین

مشت خاکی ز درت افسر شاهی دانست

دیگر

شکایتی ز صبا هم ز باغبانی چند — رسید جور ز صیاد و هم بجانی چند

ز بلبلانست مگر اینهمه فغانی چند — خورد بگوش فغانی ز بیدلانی چند

یقین که باز رسیدند ظالمانی چند

چه خنده گل رنگین که هست آن چند | چه نغمه سنجی بلبل بود زبانی چند
ز دست و دامن گلچین و باغبانی چند | قیامت است رهایی ناتوانی چند

کجا برند پر کاه چند و استخوانی چند

ز شبنم این گل تر شکل دیده نمناک | ز چاک پیرهن گل عیان دل صد چاک
سزد بیاد لبش گر نگویمش بیباک | ز رنگ برگ حنا شد یقین که از ته خاک

کشیده اند سر این خون گرفتگانی چند

دهانش چشمه حیوان شمارم از دل و دین | بود زیاد لبش تربت عاشقان یقین
به لامکانست بیانش چه این مکان مکین | گذشت شهره جان بخشیش ز عرش برین

کند چه ناز مسیحا بر آسمانی چند

نشد ز اهل زبان حل عقده از دهنت | بود بملک عدم دگر طرفه از دهنت
شنید کس سخن گو که شمه از دهنت | گشاد لب بچمن غنچه غنچه از دهنت

گشاد عاقبت این راز در دهانی چند

حواس و هوش بیک عشوه ادا دلم درباخت | سپاه ناز تو بر کشور قرارم تاخت
بهر چه هست رضای تو می توان پرداخت | مرا به عشوه و ناز و ادا بباید ساخت

حضور باش همین اند کاردانی چند

نه داغ تنها بود این سینه غیرت گلشن | ز سیل اشک به عمان است چشم چشمک زن
بجای روی لب جو چیست میل سیر چمن | بدیده باش بدل باش باش در دل من

بلند و پست به ملک اند این مکانی چند

ز قطره قطره بود اشک گوهر غلطان
ز لخت لخت جگر سوخت لعل و هم مرجان
ز سود و سود ندانم نه بیم از نقصان
بکوچه کوچه شهر جهان به سود و زیان

ز پاره پاره دل چیده ام دکانی چند

گهی بهار خوشم کرد گهی خزان محزون
نشاط وصل گهی گهی ز هجر شد دلخون
به هجر و وصل و غم و عیش عالم است مصون
نشد دمی خلش آن مژه ز دل بیرون

گذشت عمر و بی بر سر سنانی چند

سفر نموده ام تا از وطن من غمگین
دمی نشد که بیاد وطن شدم نه حزین
حیات مرگ اگر نیست جو هر نیست همین
بگریه میگذرد ماه و سال ای تمکین

زند زبیس در دل یاد مهربانی چند

دیگر

مهرهٔ مهر و محبت بیشتر چیدن چه بود
نرد جو رو بیوفایی باز بازیدن چه بود
آمدن آن جانب من باز گردیدن چه بود
سوی من دیدن ز ناز و باز نادیدن چه بود

دیده و دانسته رنجیدن بیهده ورزیدن چه بود

دیده با شی چشمه چشمم بجوشیدن چه بود
یاد داری شعلهٔ آهم به بالیدن چه بود
بیخبر رنجان ز حالم یار گردیدن چه بود
دی بمحفل عالم از پروانه پرسیدن چه بود

قصه نشنیده رخ چون شمع تابیدن چه بود

ای بمقتل قاتل از بهر تماشا ایستاد — شیوه جور و ستم با طرز دیگر کرد یاد
از لب نمکین او شنوده ای بقتل او — بود مقصودش تجاهل با نمک باشی مراد

حال هجران نشنیدن بوسه چیدن چه بود

گر ز نام دلبری دو لب یا هست عار — هم شده واقف ز نام عشق تا الفت شعار
از وصال هم هم آغوشی نداری هیچ کار — گر نه خود نا آشنای لذت بوس و کنار

ای کنار جو لب پیمانه بوسیدن چه بود

ای که عکس روی خود گاهی ندیده آفتاب — بود آن برق تجلی روز و شب بی نقاب
شوق با خود بینی ترا خود کرده چون اضطراب — آمده در خانهٔ آینه تنها بی حجاب

رفته از جا رخ ز عکس خویش پوشیدن چه بود

از نگه نی خانه دل هاره بر آگه داشت — غمزه را بر شیوه جور و جفا کاری گماشت
گرچه صد تخم ستم در مزرع دل کرد کاشت — چشم مستش فتنه در پرده گریانی بداشت

خواب آسایش نکرده نیم خوابیدن چه بود

شد گره در کار من چون زد گره ابروی او — شد پریشان حال من آشفت خود چون موی او
گر ز هم واقف بود آن ابرو و گیسوی او — کج شد آن ابرو و چون پیچش عقرب شد خود

آه پیچ ماران زلف را بر خویش پیچیدن چه بود

دل چه دادم یافتم خدا جان ایمانم ترا — رفت هم ایمان دیدم دو بی جانم ترا

عاف کے از جوہری زارہم خواہم ترا — بود با تمکین مسیحا مثل میدانم ترا

ورنہ ہر دم بے سبب ایشوخ رنجیدن چہ بود

دیگر

مرغ روح از قفس جسم پریدن دارد — جسم زارم بلب گور رسیدن دارد

ہر کس از حالت من لب بگزیدن دارد — دیدہ ام آنچہ بعشق تو شنیدن دارد

دیدہ باید دگر این دیدہ چہ دیدن دارد

اشک از دیدہ بصد سیل دویدن دارد — دل بتیار زبیر عزم رمیدن دارد

در جگر خار غمم تارہ خلیدن دارد — مے چہ دیدہ چشم و دلم باز طپیدن دارد

زین دل و دیدہ ندانم چہ رسیدن دارد

گر ترا خواہش شادی است رفیق غم شو — بنشی گر ہوسی ہست ز ہر یک کم شو

سر فرو آر سرافراز بہ دو عالم شو — خم شدن ہست کمانی بتواضع خم شو

ماہ نو خمیدہ دارد زخمیدن دارد

چہ ستم ہا کہ رسیدست ز بیداد صیاد — در قفس جور و جفایت چہ ندیدا ی صیاد

خامشی با ہمہ ظلم تو گزیدا صیاد — مرغ دل از تو کشید آنچہ کشید صیاد

رخصتی دہ کہ دمی نالہ کشیدن دارد

گر کشید بدرت خاک بمگنش خیزم — بنما آئینہ اگر روی تو آتش ریزم

آتش رشک بجہ شد چو طمع ستیزم — بہ ہمہ غیرت و با باد صبا آویزم

زانکه هر پاره به کوی تو دویدن دارد

بی سبب نیست سراسیمه جگر مضطر دل
بی سبب این خلش خار نباشد در دل
نیست مجروح ز شمشیر نگاهش گر دل
چشم زخم از مژه اش گر نرسیده بر دل

نفس از بهر چه در سینه خلیدن دارد

نیست همدرد و مجرو در فراق او کس
میکشم و غم او زحمت رنجوری پس
یک نظر دیدن آن شوخ ز عمری است هوس
سنت ے همنفسان از مرگ کشم چند نفس

به عیادت اگر او عزم رسیدن دارد

از نظر و در خلوت چه گذاری شب و روز
بر فرازم بگذر چشم بدوز خود دوز
لذت درد شناسی ز رشک وا آموز
ای هما گشته آن [illegible] که هنوز

استخوانم تمکین است مکیدن دارد

در حرم رفتم و محرومی من مانده همین
دیدم از دیر نه هم سوی دفتر سوختگین
جوهری نیست صالش نقیسم به یقین
چون سو درام [illegible] رعنا تمکین

زانکه از سایهٔ خود نیز رمیدن دارد

دیگر

چون رفت روح تاب و توان شد ز تن وداع
شد بیرهن چاک سو داریدن وداع
از نخل شود همه برگ کهن وداع
افسرده گل چرانه شود از چمن وداع

چون شد بهار نکهت ازین انجمن وداع

صبح شب وصال فغان کن هم آه کن — از سیل گریه خانه عالم تباه کن
هوش و حواس میبرد اینک نگاه کن — لخت جگر بیار دلا زاد راه کن

طفل سرشک میشود از چشم من وداع

بگذاشتم وطن نیم ایمن ز شر هنوز — آواره ام بکوه و بیابان مگر هنوز
رفتم ز خویش و رفت نه دوران ز سر هنوز — سرگشتگی نرفت ز رنج سفر هنوز

بود آن چه ساعتی که شدم از وطن وداع

رفت از کنار من سحر آن شوخ ماه وش — بیدار کرد آه نسیم سحر گهش
هوش و حواس تاب و توان رفت در پیش — تنها سفر نکرد نه من که همرهش

دل شد ز دیده دیده ز جان جان ز تن وداع

ای هر دو عارض تو دو شمس و قمر خوش اند — خوبان همه بجوی حسن تو کی رسند
حسنت نهان چه غلغله در عالمی فگند — در محفلی که پرده ز مهر رخت کشند

چون مه ز چرخ شمع شود از لگن وداع

داد این ثمر نهال تو گل به عندلیب — عشرت نصیب گشت جز و کل به عندلیب
بد بیش ازین نه گل چه تغافل به عندلیب — عهدی درست کرد دگر گل به عندلیب

گشتند از چمن همه زاغ و زغن وداع

خوف خزان نه از خلش خار پاک بیم | تا ذرم بگنج صحن چمن بودمی مقیم
رفت آن شب وصال ز غم شد دلم دو نیم | از خود شدم وداع همراهی نسیم

شد صبح دم خزان بت گل پیرهن وداع

فارغ ز رنج و ماتم حسین نیست کس | ماه محرم است بود رنج و غم هوس
انجوهری ز بهر شفاعت حسین بس | غمگین سعادلی است سود گریه یکنفس

جان در غم جناب حسین حسن وداع

دیگر

ز کنج قفس تا گل رسیدن آرزو دارم | ز بال این ال و بر جا پریدن آرزو دارم
نه بنشستن نه رفتن نه دویدن آرزو دارم | نه پروازی پریدن نه طپیدن آرزو دارم

بدهست شیشه عمری بریدن آرزو دارم

بدربان در ایوان تو گاهی بود جنگم | بگوئید با سگان گاهی پیام آشتی دارم
بصد حیلت رسم پیشت همین باشد تمنا کم | به شمع او بزم و بالتماس آزم با ... آیینم

به بهر راهی به بزم تو خریدن آرزو دارم

نه گلزاری بهار گل نه دیدن آرزو دارم | دماغ کوکبه با گل شمیدن آرزو دارم
نه در صحرا نه بر کوهی رسیدن آرزو دارم | کجا همچون صبا هر سو دویدن آرزو دارم

به کوی یکنفس حسرت گزیدن آرزو دارم

شبانش آفریده کی چمن آرائی محبوبی ‌‌ ‌ تذرو سرو سهی بوده بگلشن زیبای محبوبی
بود آن نرگس جادو پدیدار از شیوای محبوبی ‌ ‌ ‌ لبش گویای لعل است و بینای محبوبی

به مستی جرعهٔ زان سبو چشیدن آرزو دارم

ترحم گر نمیدانی ستم تنها بحال من ‌ ‌ ‌ نگر خوبی و وفاداری جفا زیبا بحال من
نه آن داری نه این داری ستم آخر بحال من ‌ ‌ ‌ نمیگویم که رخ بنما نظره بگشا بحال من

بجای گل ز باغت خار چیدن آرزو دارم

شد از روز ازل حیرت مرا تقدیر پیشانی ‌ ‌ ‌ ز فیض این نظر مشکل مرا راحت آسانی
بود حیرت مرا سجده اینش هوش جانی ‌ ‌ ‌ کند در پردهٔ چشم من ز عمری مشق حیرانی

ترا چون آینه بی پرده دیدن آرزو دارم

ز دست این خموشیها دلم را کرده نالانی ‌ ‌ ‌ تکلم کن دمی با من بود جان و دلم قربان
نزید گفتن نه هم رنجم نه از خشمت سهم ترسان ‌ ‌ ‌ سخن گو یا بده دشنام گستاخی معافی ای جان

به شوخی از لبت حرفی شنیدن آرزو دارم

بظلماتی روم نی خضر هم باشد راه آگهی ‌ ‌ ‌ بر آهش من بدم آواره که حیران گذاشته
دلم گه رهنما باشد بود همپای شوقم گه ‌ ‌ ‌ شب تاریک و ره پرپیچ و بخت نارسا همره

به این تاکوچهٔ زلفش رسیدن آرزو دارم

توانائی مرا شد غیر را بیمار گر دیدم ‌ ‌ ‌ شکیبائی مرا شد مضطرب اغیار گر دیدم
نرنجم گر به امید وصالش زار گردیدم ‌ ‌ ‌ ندارم غم اگر در هجر آن گل خار گردیدم

که در چشم رقیبانش خلیدن آرزو دارم

بمنزل جوهری مهرو لالی او بدل منزل
زاید الفت و از ازل گوی به اب گل

و هم هوش و حواس خود غم عشقش کنم حاصل
بسر هر قد رآید بخندین نقد جان و دل

متاع درد او تمکین خریدن آرزو دارم

دیگر

قطره قطره مے زمینا پاک مے آید برون
بسکه سیمویان غم تریاک مے آید برون

وقت رفتار شیشه چون بیباک می آید برون
از زمین هر گهه نهال تاک مے آید برون

از ره روے میکشان از خاک مے آید برون

ناله غم از دل صد چاک مے آید برون
لخت دل از دیده نمناک مے آید برون

خود بخود جان زین طلسم خاک مے آید برون
خیر باد از خانه آن سفاک مے آید برون

گرده غیرت خانه با بیباک مے آید برون

زخم غم از تیغ هجر یار بر تن میرسد
هر رگ جان هر نفس مانند سوزن میرسد

گر رسن تکسمت اینک طوق آهن میرسد
رستم معلوم شد تیغی نگردن میرسد

گر سرم از حلقه فتراک مے آید برون

چشم دریا یار من در هجر تو چون میگریست

قطره قطره قلزم و عمان و جیحون میگریست

عالمی بر گریه ام با حال محزون می گریست
تا جگر میسوختم چشم بزم خون میگریست
سوختم زین چشمه اکنون خاک می آید برون

هست شوریده سری با بخت بد جنگ و ستیز
جز جراحت ها رسد نفعی کجا از تیغ تیز
عاقبت گر خواهی از سودای گیسویش گریز
چاره از نفس مجو در کام دل زهری مریز
از درون مار کی تریاک می آید برون

روز دست با گریه و زاری مرا افتاد کار
ابر دریا بار از چشم ترم شد شرمسار
بینیم اینک کاین همین گریه مرا شد غمگسار
گریه چون جوشد ز دل گیرد کدورت یا کنار
بحر چون موجی زند خاشاک می آید برون

میشود از ناله های من قیامت ای فلک
مشکل افتاد است بر اوج این عمارت انفلاک
بر زمین آید نه این ایوان دیانت انفلاک
دور شو از راه گر خواهی سلامت ای فلک
از درون آه آتشناک می آید برون

یا کسی از دست وحشت با بصحرا سر نهاد
تنگ شد دامان صحرا امان دارد بیاد
چاک شد صد جیب دامان خشت سر بنیاد
تا کجا چاک گریبان دامن وسعت کشاد
از دل من ناله هم صد چاک می آید برون

هست از جیب حبیب کبریا آب و گلم
از کهنه دارم نه بیمی خلد باشد منزلم
جوهری زین گنبد مینا بدیده باشد حاصلم
از فلک تمکین چه منت ارزو باشد دلم
از در شاهنشه لولاک می آید برون

بود در سر مرا سودا ز سنبل زلف آن پرفن ‌ ‌ به بهر دیدنش هر سو تن شد دیده روشن
مرا سودای او و او را سر لطف است با دشمن ‌ ‌ نگردد انتظار صید دیگر هست غیر از من
کشود از حلقه‌ها چون دام زلف پر شکن چشمی

ز بس عشق و دو چشمت با دل جانم شده شامل ‌ ‌ به برگ گل بر اندیشه ام هم اوست هم مصرع آب و گل
ز فیض اشک کان از دل به چشمم ساخته منزل ‌ ‌ چو تخم وصف چشم نرگسیت سیر شد در دل
زبان شد دسته نرگس گشاده هر سخن چشمی

چه شد گر از وطن دور رفتم دورم از خیال آن ‌ ‌ چه پروا زان در سفر سوی وطن چشمم بود نگران
برون از دایره پرگار سان گامی زدن نتوان ‌ ‌ چو سنگ آسیا باشد سکون و جنبشم یکسان
که دارم در سفر چشمی و دوزم بر وطن چشمی

اگر روز است محرومم وگر شب شد ام غمگین ‌ ‌ به هر روز و شب شام و سحر عالم بر این آیین
ندارم جز همی جز بیقراری هیچ تسکین ‌ ‌ ندانم جان و دل در انتظار کیست ای تمکین
که می روید مرا از هر بن موی بدن چشمی

دیگر

بی دُر که بود عمان زیان آب سراب اوی ‌ ‌ بی نور چراغ دیوان ویران و خراب اوی
بیدرد چو شد انسان زهد است دواب اوی ‌ ‌ چشمیکه نشد گریان زان جام شراب اوی
آن دل که نشد بریان یک لخت کباب اوی

یک تیر به جلوه‌ام زین خانه خراب اولی

این شجل ز من داری با اینهمه صرافی — خود هم نه بگذاری گر بر سر اعطافی
صد حیله عیب آری یک جرعه بود وافی — دُردی است وگر صافی جامی است

گر بر سر الطافی ساقی بشراب اولی

دنیا همه بغض آگین مکر است و فریب اینجا — بر هر دو مکن نفرین ای جوهری غمگین
در زاویه بنشین رندی بگزین آئین — تا کی غم آن و این تا کی سر مهر و کین

از فکر جهان غمگین دیگر سے ناب اولی

قطعه تاریخ رحلت لاله لعل بهادر صاحب رئیس و قانونگوی قصبه پنڈروه تحصیل شاه آباد ضلع هردوی

خسر مؤلف

جناب لعل بهادر مربی غمخوار — که بود ذات کریمش نقیض رشک بهار
شکایتش نه شنیدیم از زبان کسی — بهر یگانه و بیگانه کرد لطف هزار
عزیز خویش مراد است از یگانه خویش — ز لطف بیش تخویشی خویش داشت شمار
به یوم جمعه آن هشتم مه ماتم — سفر نمود ز دنیا بوقت نصف نهار
رقم تکلم و تقریر گل همی افشاند — نه ماند آه دم نزع طاقت گفتار

دیگر

تعمیر مکان شده به اندور | | جای تفریح و نگارستان

سالش بدعای او ملک گفت

تاحشر قیام و یادگار است

سنہ ۱۳۱۲ ہجری

دیگر

بندوبست و مال و تعمیرات از سر تا بپا

کوتوالی و طبابت هم پولیس از ابتدا

کرد جهد و سعی در تعمیر این ریڈنگ روم

جوهری خوش گفت تاریخ بنایش برملا

از حروف اول و آخر الفاظ بندوبست و مال و تعمیرات و از حروف اول

کوتوالی و طبابت و پولیس تاریخ فصلی برمی آید سنہ ۱۳۰۲ فصلی

دیگر

شد بنا از اتفاق عهده داران خوش مکان

رشک قصر قیصر روم است این ریڈنگ روم

گفت تاریخ بنای او به هجری هاتفی

یادگاری تا ابد بادا چنین ریڈنگ روم

سنہ ۱۳۱۲ ہجری

قطعه تاریخ تولد فرزند ارجمند بخانه برخوردار بابو اوده بهاری لعل

بشکر حق زبان طیب اللسان باد ... بحمدش شکرین کام و زبان باد

تولد یافت فرزندے خوش اقبال ... ز چشم بد الهی در امان باد

شنیدم سال تولیدش ز هاتف ... تولدش راحت روح و روان باد

بفضلی نور چشم خاندان گو

بہ جوہری ہم چراغ دودمان باد

سنه ۱۳۱۶ھ

تاریخ طبع کلیات جوہری

شکر لله تحفه بدرگاه خدای اکرم ... کاملان را هم پسند افتاد این ناقص کلام

جوهری تاریخ طبعش هاتفے گفت از فلک

کلیات جوهری از طبع شد مطبوع عام

سنه ۱۳۱۶ ہجری

دیگر

تحفۂ جوہری جب طبع ہوا ... خوش ہوئے قدر شناسان سخن

گل و غنچہ ہیں ہر ایک لفظ اوسکے ... ہے مضامین سے وہ بستان سخن

جوہری نے یہ سنا ہاتف سے ... چھپ گیا آج گلستان سخن

سنه ۱۳۱۶ھ